بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

نحمدہٗ و نستعینہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و آلہ و صحابہ الکرام

ہندوستان میں شاعرانہ مذاق جسطرح روز بروز ترقی کرتا رہا ہے۔ شاید ہی ایسا کوئی اور فن کیا ہو۔ کوئی زمانہ کوئی دور اس مذاق سے خالی نہیں رہا۔ ہر حصّہ میں لائق و فاضل شعراء کے وجود سے ملک میں ایک تازہ بہار آتی رہی ہے۔ خاص خاص شعراء کی جدت پسندی و دقیقہ رسی نے شاعری کو ایسے اوج کمال پر پہنچایا کہ کبھی وہ صفحۂ زمانہ سے محو نہیں ہو سکتی۔ چونکہ انسانی مذاق مختلف الکیفیت ہوا کرتا ہے اس لحاظ سے کسی نے زیادہ قصیدہ گوئی کو پسند کیا اور کسی نے زیادہ غزل گوئی کو۔ قصائد کو قطع نظر کرکے صرف غزلیات پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو عام غزلیں تین صنف سے خالی نہیں پائی جاتیں ایک تو وہ غزلیات جو صرف مجازی اور فرضی معشوقوں کے خط و خال کی تعریف میں لکھی جاتی ہیں۔ دوسری وہ غزلیات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و شان میں تصنیف ہوتی ہیں تیسری وہ غزلیات جو حقانی و تصوفانہ کہلاتی ہیں جنمیں خاص خاص وہ مضامین ہوتے ہیں جو معرفت و حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں۔

پہلی صنف کی وہ غزلیات جنکا استعمال عام شعراء کیا کرتے ہیں۔ دراصل وہ غزل گوئی نہیں ہے بلکہ ہزل گوئی و بیہودہ سرائی ہے۔ ایسے ہی شعراء کی مذمت میں حق تعالیٰ نے الشعراء یتبعہم الغاوٗن ارشاد فرمایا ہے۔ ان غزلیات کے مضامین مخرب اخلاق ہونیکے علاوہ خیالی عقوبات میں بھی مبتلا کرنیوالے ہیں۔

دوسری صنف کی وہ غزلیات جو نعت نبوی اور شان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھی جاتی ہیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مدارج اور واقعی عظمت و

شان کے اظہار کے علاوہ عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق صادق اور محبت واثق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ یہ نعتیہ غزلیات عاشقین کے لئے ازدیاد مدارج و شوق اور سامع و ناظر کے لئے سرمایۂ نجات ہو رہے ہیں۔

تیسری صنف کے وہ غزلیات جن میں حقائق و معارف کا بیان ہو جو کہ خاص صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے اُن باطنی جذبات و روحانی کیفیات کا نمونہ ہیں جو ہر وقت ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ ان غزلیات میں اکثر وہ تصوفانہ مضامین جیسے کہ ہمہ اوست جنہیں وحدت الوجود و منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان غزلیات کی سماعت اور معائنہ طالبین کے لئے ازدیاد شوق و معلومات مزید کا ایک کافی ذخیرہ ہے۔ ایسے ہی شعراء کی شان میں الشعراءُ تلامیذ الرحمٰن وارد ہوا ہے۔ اور یہی شعراء ہیں جنکے اشعار میں وہ لذت اصلی اور لطف حقیقی حاصل ہوتا ہے جسکا بیان حد تحریر سے خارج ہے۔ انہیں شعراء صوفیہ کے مقدس زمرہ میں عارف کامل سالکِ واصل غواص بحر وحدانی حضرت پیر و مرشد قبلہ گاہی شاہ غلام جیلانی بادشاہ قبلہ قادری الچشتی قدس سرہ العزیز المتخلص بہ تسلیم مشائخ قصبۂ گلشن آباد میدک کا بھی شمار ہے۔

حضرت کا تقدس باطنی اور تبحر علمی جس حد تک معروف و مشہور تھا دکن کا اکثر حصہ بخوبی واقف ہے۔ حضرت کے صدہا تصرفات و کرامات لوگوں پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ جو لوگ فیضان ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوتے رہے ہیں دکن میں اُنکی تعداد معتد بہ ہے۔ حضرت نے اپنی بیش بہا زندگی کا اکثر حصہ ارشاد و تلقین۔ درس و تدریس تصنیف و تالیف۔ وعظ و نصائح میں صرف فرمایا۔ آپ کو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب دوران عارف باللہ آگاہ رمز عینی حضرت سید صاحب حسینی بادشاہ صاحب قبلہ قادری الچشتی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ قصبۂ ٹیکمال سے جو آپ کے حقیقی ماموں تھے فخر تلمذ و شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ بالآخر آپ نے ۲۷ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۷ پیر کے دن

۶۳ سال کی عمر میں بمقام شیکمال جہان ناپائدار سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا اور آپکا دفن بمقام [illegible] ہوا۔ چنانچہ اسوقت آپکا مزار پرانوار آپ ہی کے دیوان خانہ کے روبرو مرجع عالم ہے۔

انتقال کے چند سال بعد ۱۳۴۰ھ خاکسار نے حضرت کی سوانح عمری بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ ترتیب دی۔ چنانچہ یہ سوانح عمری موسومہ حیات تسلیم ۱۳۴۲ف میں زیور طبع سے آراستہ ہوکر اشاعت پذیر ہوئی۔ اس سوانح کے دوسرے حصہ میں آپ کے تمام و کمال فارسی و اردو قصائد نعت کا انتخاب نمونتہً درج کیا گیا ہے جو لوگ مطالعہ کر ملاحظہ فرما چکے ہیں بالخصوص آپ کے اردو و فارسی غزلیات کا انتخاب بھی نظر سے گزرا ہوگا جس سے اس بات کا اندازہ ضرور ہوسکتا ہے کہ آپ کے صوفیانہ خیالات کس پایہ کے ہیں۔ اگرچہ آپ کے وصال کے تیسرے چوتھے سال ہی آپ کے اردو فارسی غزلیات کا وہ کچا چٹھا جو اکثر آپ ہی کے قلم سے متفرق پرچوں پر لکھا ہوا تھا ردیف وار دیوان کی شکل میں لایا گیا تھا۔ لیکن اسباب چند در چند دیوان کے طبع کی کوئی صورت نہ بن آئی۔ لیکن بحمداللہ اب حضرت مولوی صاحب قبلہ حضرت حاجی محمد بادشاہ صاحب مدظلہ العالی متوطن موضع بدایور سابق سررشتہ دار محکمہ ناظم مخارج صرفخاص مبارک کی حسن تحریک و توجہات اور مکرمی جناب مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب سررشتہ دار کی خاص نوازشات و مراعات سے حضرت کے تمام اردو و فارسی غزلیات جو دیوان تسلیم کے نام سے موسوم ہیں طبع ہوکر ہدیۂ ناظرین ہیں دیوان کے ملاحظہ سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ علاوہ شاعرانہ تلازمات و سنجیدہ خیالات اور نیز سلاست روانی کے آپ نے صوفیانہ مذاق اور محققانہ خیال کو غزلیات کے پیرایہ میں کس انداز اور کس خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ آپکی کوئی غزل اور کوئی شعر ایسا نہیں پایا جاتا جس میں کوئی خاص صوفیانہ رنگ نہو۔ آپکا تمام دیوان وحدت و کثرت عشقیت و مجریت عروج و نزول

منازل سلوک مکاشفہ مراقبہ وجد و واردات و اشغال وغیرہ سے [illegible] پاس
منازل ستہ سبعہ صفات جواہر اربع وغیرہ کے مضامین سے مالا مال [illegible] سے
بھی بھرا ہوا ہے بالخصوص آپ کے دیوان میں مقامات ذوق وجد [illegible] جہاں [illegible] نے مسئلہ
وحدت الوجود کو جو صوفیائے کرام کا مسلّم الثبوت اعتقاد ہے کن مختلف تشبیہات [illegible] تمثیلات اور
کس خوش اسلوب طرز و دلچسپ انداز سے بیان فرمایا ہے جسکا صحیح مذاق وہی حضرات حاصل
کرسکتے ہیں جو اہل حال اور صاحب نسبت ہوں۔ درحقیقت دیوان کے تمام غزلیات آپ کے
باطنی جذبات اور دلی کیفیات کا نمونہ ہیں جو وقتاً فوقتاً آپ پر وارد ہوا کرتے تھے۔
یہی سبب ہے کہ اہل دل کے اشعار جو حسب حال ہوا کرتے ہیں انھیں ایک عجیب تاثیر مضمر
ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک غزل میں آپکا ارشاد ہے ؎ تسلیم گرچہ اہل سخن کو نہیں مگر
صاحب دلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے ٭ اور چونکہ اہل حال قال ہی سے اپنے متعلقہ خیالات
کا اظہار کیا کرتے ہیں اور جس سے اہل اللہ کو [illegible] کی حاصل بڑی ترقی ہوتی ہے ایک دوسری غزل میں آپ
ارشاد فرماتے ہیں ؎ قال سے ملتی ہے دل والوں کو لذت حال کی ٭ اس نے تسلیم بند اپنی
زباں کرتا نہیں ٭ غرض اگر کچھ غور و فکر اور نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو آپکی ہر غزل کا ایک
ایک شعر عموماً ہر طالب راہ کے لئے اور خصوصاً آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے
مرشدانہ تعلیم باطنی ارشاد اور نور ہدایت ہے۔

اگرچہ نظم و نثر میں آپکا فارسی کلام کتابی صورت میں مختلف طور پر ہے لیکن آپکی فارسی
غزلیات بہت مختصر ہیں اس لئے فارسی غزلیات بھی اردو دیوان کے آخر میں بطور
ضمیمہ شریک کردی گئیں ہیں۔ جن سے آپ کے فارسی مذاق کا بھی اندازہ بامذاق
اصحاب کو ہوسکے گا۔ واللہ الموفق والمعین وعلیہ التکلان۔

خاکسار

شاہ محمد ولی اللہ قادری حبیب گلشن آبادی

اللہ

دیوانِ تسلیم

ردیف الف
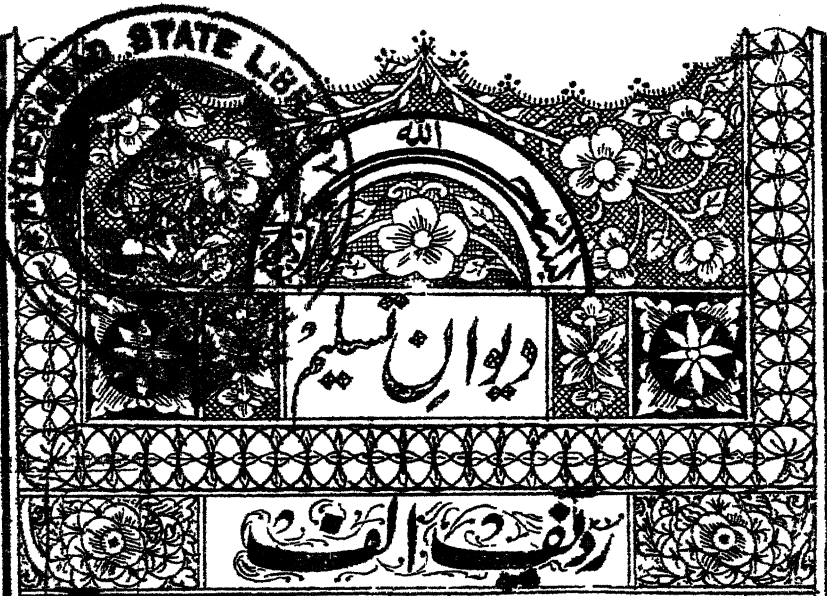
نام لینا باعثِ آرام ہے اللہ کا
اللہ اللہ کس قدر خوش نام ہے اللہ کا

ماسوا اللہ ہو ہے باقی نام ہے اللہ کا
ہم برائے نام ہیں سب کام ہے اللہ کا

غوث ہیں ابدال ہیں اوتاد ہیں محبوب ہیں
ذکر جس کے دل میں صبح و شام ہے اللہ کا

ایک نیکی دس جزا اور اک بدی اک ہی سزا
امتِ احمد پہ کیا انعام ہے اللہ کا

ہم کہیں اللہ اک اللہ کہے لبیک دس
اپنے بندوں پر یہ فیضِ عام ہے اللہ کا

کیوں نہیں ڈرتے خدا سے حق تلف کرتے ہو کیوں
نام حق ہی حق رسانی کام ہے اللہ کا

ظالمو پچھتاؤ گے مہلت کہاں تک پاؤ گے
جانتے ہو منتقم جب نام ہے اللہ کا

شرع احمد کا نہیں محتاج حیلوں سے طریق
دین ہے اللہ کا اسلام ہے اللہ کا

پاس ہمنامی کا ہوگا حشر میں اللہ کو
مومن اے تسلیم جب ہمنام ہے اللہ کا

ولہ

ظاہر و باطن ہیں جلوہ ہے تمام اللہ کا
دل پہ نام اللہ کا صورت پہ نام اللہ کا

زاہدو تم نام کو لیتے ہو نام اللہ کا
عارفوں سے پوچھ لو کیا ہے مقام اللہ کا

عرش اعلیٰ کو جو کہتے ہیں مقام اللہ کا
نحن اقرب کیا نہیں دیکھا مقام اللہ کا

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اس کا خدا
جس کے دل پر ذکر غالب ہے مدام اللہ کا

کیوں نہ ہو ملکِ ولایت کا سلیماں کیوں نہ ہو
ہو نگیں دل جس کے نقش نام اللہ کا

سترِ الانسان سری کا خلاصہ ذاکرو
ہے نفخت فیہ من روحی کلام اللہ کا

عینی و رسمی میں ہے فرقِ زمین آسماں
نام لیتے ہیں اگرچہ خاص و عام اللہ کا

رمزِ محبوبِ خدا مخفی فرشتوں سے رہا
کیا شبِ معراج میں تھا اہتمام اللہ کا

کاروبارِ حق نہیں محتاجِ اسبابِ مجاز
رات دن یکساں ہے جاری کن سے کام اللہ کا

ہو نہ دستورِ ازل میں تا ابد لغزش کبھی
کس قدر ہے بے تبدل انتظام اللہ کا

اول و آخر ہے زیبِ شش جہت برزخ کے ساتھ
دو الف اللہ کے اور ایک لام اللہ کا

حق تعالیٰ کا ہوا مذکور سو لبیک ہے
جو رہا تسلیم ذاکر صبح و شام اللہ کا

ولہ

احمدا شاہد شہود ہے جلوہ تیرا
سیدا صورتِ مقصود ہے چہرا تیرا

جلوۂ نورِ الٰہی ہے سراپا تیرا
صاف آئینۂ کونین ہے چہرا تیرا

گل بستانِ صفا ہے رخِ زیبا تیرا
سروِ گلزارِ قدم ہے قدِ رعنا تیرا

مرحبا کشتِ تجلی ہے ہیں سینے شاداب
ابرِ رحمت سے ہے کیا نور برستا تیرا

کبھی باہر ترے حلقے سے نہ جائے گا کوئی
نور ہے انفس و آفاق کو گھیرا تیرا

تیری میراث ہے کوثر پہ وہ ہوگا ساقی
جو وصی تیرا ہے اور بھائی چچیرا تیرا

حکم دے ساقیِ کوثر کو کہ دیتا جائے
نہ رہے تا کوئی باقی وہاں پیاسا تیرا

جب کیا عزمِ سفر تجھ پہ کھلی ہر منزل
شبِ معراج لگا عرش پہ ڈیرا تیرا

کیا علو مرتبہ تیرا ہے کہ معراج کی شب
کفشِ پا تاج کیا عرشِ معلیٰ تیرا

تو ہے وہ طائرِ وحدت بلند پروازی
قاب قوسین پہ ہوتا ہے بسیرا تیرا

تیری آنکھوں میں سمایا نہ کسی کا تسکین
محوِ نظارۂ دیدار تھا پیارا تیرا

نور سے بھر دیا دھو دھا کے کیا جب خالی — وہ ترا دل ہے وہ سینہ وہ کلیجا تیرا

صاحب عرش معلی سے ہمیشہ نازل — تحفۂ صل علی ہے من و سلوی تیرا

اہل عصیاں کی گزر سے ہوا دوزخ کو یاس — دیکھا جب برزخ پر فوز نذیرا تیرا

خوش ہوا کہکے کہ بھر جائینگے امت سے مکاں — دیکھ جنت قدم پاک بشیرا تیرا

سب نے جانا کہ خدا ہی کا وسیلہ ہے بجا — عرش و افلاک پہ جب ہوگیا دورا تیرا

حالت کفر میں دوزخ کی ہوئی آگ حرام — دیکھا جب حسن شمائل سے ہے چہرا تیرا

ہے ترے نور کے جلوہ سے دو عالم کا ظہور — خاص ہے نور الہی سے ظہورا تیرا

سب رضا جو ہے خداوند دو عالم ہیں مگر — خود رضا جو ہے خدا اے مرے آقا تیرا

ہے ترا رنگ ہر اک نقش میں پیدا لیکن — صبغۃ اللہ میں ہے ڈوبا ہوا نقشا تیرا

ق

ہوئی جب آیت غفراں فترضی نازل — عرض کی تو نے کہ احسان ہے خدایا تیرا

پر میں راضی نہیں ہے جائے اگر ایک عاصی — یعنے دوزخ میں رہے امتی ادنا تیرا

قد بے سایہ کے سایہ میں ہیں اہل عصیاں — کافی اے سایۂ امت ہے وسیلہ تیرا

سب کو ملتی ہے دوا کیا نہ ملیگی مجھکو — میں تو بیمار ہوں اے میرے مسیحا تیرا

رنج و کلفت سے نجات انکو ملی اور وہ — جب لیا آدم و حوا نے ذریعا تیرا

کیا عجب ہے اسے رحمت تری اچھا کردے — گو ہے تسلیم نکموں سے نکما تیرا

ولہ

طالب اے غوث ہے اللہ تعالی تیرا — واہ کیا مرتبہ ہے افضل و اعلی تیرا

قرب حق اولیوں سے ہے اعلا تیرا — مرتبہ عرش معلا سے ہے بالا تیرا

کارخانہ ترے طالب کا ہے یکتا تیرا — کس کی قدرت ہے کرے کیا کوئی ہمسر تیرا

نہو محتاج کسی کا کبھی پالا تیرا — کبھی لغزش میں نہ آیگا سنبھالا تیرا

جنس دکاں نہیں جس میں نہیں سودا تیرا — رائج الوقت ہے ہر گنج میں سکا تیرا

سب گھرانوں سے مقدس ہی گھرانا تیرا
کل گھرانوں میں ہی ای شمع اوجالا تیرا

ندیاں جس سے ہیں بہتیں وہ ہے چشما تیرا
چشمے جس سے ہیں ابلتے وہ ہی رشحا تیرا

میرے مولا میں گداؤں میں ہوں [illegible] تیرا
میرے آقا میں غلاموں میں ہوں ادنا تیرا

سب ترے نیک ہیں بد ہے تو یہی ایک غلام
سب ترے اچھے ہیں اک میں ہی ہوں نکما تیرا

سگِ درگاہ و کلم شیروں پہ شرف رکھتا ہے
کیوں نہ پھر اچھوں سے اچھا ہو نکما تیرا

تو وہ مخدوم ہے ہر ایک ہے تیرا خادم
تو وہ مولا ہے کہ ہر ایک ہے مولا تیرا

دین و دنیا میں مریدوں کے ہی پیر سایہ
میرے مولا مرے صاحب مرے آقا تیرا

کشتیاں چلتی ہیں دریا جہاں ہیں تیری
ناخدا جسکا ہے خود سلسلہ آقا تیرا

غوث الاغواث ہی تو اے شہ قطب الاقطاب
ہی تو محبوب خدا رتبہ ہی بالا تیرا

چرخ اطلس ہو تمنّا سے ترا پا انداز
وہ بلند اے شہ بغداد ہے رتبا تیرا

دستگیر اوروں کی کیونکر نہ ہو تیری قدرت
دے کمک جب شہ معراج کو کاندھا تیرا

تو مریدوں کا خریدار ہوا وقت صبا
فرد مکتوبہ خالق ہے قبالا تیرا

جو ولیوں کے ہیں افسر تو ہے انکا افسر
ہے ولایت میں حکومت ترے [illegible] تیرا

قطب ہو غوث ہو ابدال ہو اوتاد مگر
نہ کیا ہے نہ کریگا کوی دعوی تیرا

کوی گڈہ ہو کوی لشکر یہ تعالی شکوہ
ڈنکے بجتے ہیں اور اڑتا ہی پھریرا تیرا

بے تردّد ہے رواں قافلۂ شرع و طریق
راستہ صاف ہے بے کھٹکا ہی سیدھا تیرا

کتنے افراد قلمبند ہیں دیکھے تو کوی
روزنامہ ہے کشادہ نہیں بستا تیرا

تیری ہی مقراض ہی ہی کون مقرض ہوا
کون جسکو نہ محلق کیا موسی تیرا

فیصلہ ہات میں تیرے تو ہی غوث الثقلین
محکمہ کونسا جسمیں نہیں فتوی تیرا

کونسی زلف ہی سلجھی نہیں شانہ سے تری
کونسی آنکھ ہے جسمیں نہیں سرما تیرا

کونسا بیڑا ہے جسمیں نہیں تیرا لنگر
کونسا دریا ہے جسمیں نہیں بیڑا تیرا

کسی صیاد کے پنجہ میں نہ آیا کوئی صید
جب تلک وہ سبق بتلایا نہ لیا تیرا

بانوا تیرے گدا اور مرید اہلِ رسوخ
واہ یہ بانی ہے تیری وہ ہی بانا تیرا

شاہ درویش ہیں محتاج غنی ہیں تیرے
اور جواں پیر ہے بستہ ہی شکستہ تیرا

پوچھے جاینگے عمل سے تجھے بتا دینگے ہم
واسطہ تیرا ادو تیری وسیلہ تیرا

نام لیوا ہیں ترے اور غلامان غلام
کیا نہ چاہیگا ہمیں چاہنے والا تیرا

جو ترے گھر کے ہیں گھر دوسرا ڈھونڈینگے نہیں
کچھ ہنو بس ہے فقط اسمِ معلّی تیرا

کیا کریں فکر کہ کچھ ہم سے نہیں بن پڑتی
اس لیے ہم لیے بیٹھے ہیں سہارا تیرا

نام لیوا ترا کاسب ہی افضل اوّل
غالب آتا ہے مصلح یہ نہتا میرا

تو وہ شہبازِ ولایت ہے کہ بازانِ جہاں
پیش ہو دیں تو کرے زیرِ سر سجا تیرا

نور ایمان ہے سینوں میں محبت تیری
شمعِ طاقِ حرمِ دل ہے تو لا تیرا

مادری جد ہے حسین ابن علی سبطِ نبی
پدری جد ہے حسن شاہِ معلّا تیرا

جد امجد ہے دو جانب سے علی شیرِ خدا
سجدا ہے نسب اچھا حسب اچھا تیرا

تن ترے جد کا نہ تیر ہوا ہالوس گسا
ترے جد کا نہ گرا اور نہ سایا تیرا

ہوتا مبلعِ زمین تھا اثر بول و براز
جدّ امجد کا ترے ویسا ہی آقا تیرا

گو نبوت تو نہ تھی لیک سجا جبریل
مخبرِ حال تھا ہر ماہ و مہینا تیرا

تو ولی اور نبی وعظ میں تیرے موجود
نازِ محبوبی ہے محبوب نرالا تیرا

خوان میں طفل جو مجذوم تھا مفلوج صغیر
دی شفا تم آئے اے میرے مسیحا تیرا

طاقیہ سے تیرے بے طاق ہوا عجبان
ہوش میں لایا اسے پارۂ مینا تیرا

کیا صحرا میں نہادند میں و لا میرے
دزدِ ترسائی کو ابدال کرشما تیرا

اسود ابیض ہوئی معقول کی منقول کتاب
کیا تصرف ہے عجب اے میرے مولا تیرا

بیضۂ مادہ ہوا خشک بحد میں اچھا
تیرے کہنے سے کہ قبول ہی کہنا تیرا

کھیلنے لگتا تھا جو ہو گیا طفلی میں تجھے — بالاخانہ پہ جو منظور تھا کعبا تیرا

اولیا جسکو سمجھتے ہیں کلید وحدت — اے مہ برج کرامت وہ ہی تالا تیرا

ابر رحمت اوروں کے جاری ہے تقاطر لیکن — تالے بجاتے ہیں بہتا نہیں دریا تیرا

اولیا ہوئے مقابل کہ کریں دو رنگی — پست کی پشت کو نازانہ انگا تیرا

بے ... ی میں بھی اللہ کو چڑھا تیری — ناز بردار ہے پیارے سراپا تیرا

نام کر تو ہے ولی کام نبی کے ہیں ترے — زمرہ بے بھید ہے میرے یہ معما تیرا

ترے نگہت کی قدرت کی شوکت کی شان — جلوہ برزخ کبری ہے سراپا تیرا

ترا منکر جو اشارہ سے بتاتا ہے تجھے — نہیں دیکھا ہے وہ جو یہ ابھی چرچا تیرا

غضب قہر کا تیرا ہے غضب ای محبوب — گو ہے خلق نبوی پاک سجیا تیرا

ق

سرکشی تجھ سے محبوب الہی کب تک — دیکھ آئینہ میں مونہ ہو گیا کالا تیرا

ہے گلا تیرے یہ شفائی حالت — سگ وحشی سے بھی بدتر ہوا جینا تیرا

یاں ... تو ... پر تجھے مرنا بھی تو ہے — گیا ایمان تو پھر کیا ہے نتیجا تیرا

وہ تو محبوب الہی تجھے ان سے انکار — پھر تو مومن ہے صد افسوس ... تیرا

تیرا مرید ہوں ہے اے غوث خدا کا فرد — چاہا اللہ کا ہے چاہنے والا تیرا

رحم کر تو ہی میری پیاس بجھا اے صاحب — العطش کہہ نہیں سکتا کہیں پیاسا تیرا

اور سکیار کہ آنکھیں ہیں مری جانب تیرے — طالب شربت دیدار ہے پیاسا تیرا

نزع میں قبر میں محشر میں مریدوں کیلیے — تو مددگار ہے کافی ہے سہارا تیرا

المدد اے شہ بغداد کہ عاصی تسلیم — بندہ بے دام و درم کس کا ہے بندا تیرا

ولہ

قدرت کیلیے حق نے دو عالم کو بنایا — خاص اپنے لیے حضرت آدم کو بنایا

کیا بھید ہے الطاف سے مطلوب ہے آپ — اور اپنا طلبگار خدا ہم کو بنایا

آزر سے کیا حق نے براہیم کو پیدا
کیا شان ہے محروم سے محرم کو بنایا

تقدیر بھلی تھی جو بلخ کے ملک کی
عاشق وہ پریزاد کا ادہم کو بنایا

ہے گریہ و غم ساتھ ہنسی اور خوشی کے
ذی حجہ کے ہمدوش محرم کو بنایا

پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ ہم ہونگے گنہگار
بخشش کے لیے سرور عالم کو بنایا

تا دیکھ لیں اللہ کی ہم جلوہ گری کو
تسلیم یہ پتلے میں دل اور دم کو بنایا

ولہ

دل جب سے انکے حسن کا دیوانہ بنگیا
کاکل کا پیچ حلقۂ جولانہ بنگیا

جانا ہی تھا کہ دل کی حرارت نکل گئی
کوچہ مرے صنم کا شفاخانہ بنگیا

انکو نمائش اپنی جو منظور ہوگئی
آئینہ خانہ صاف پریخانہ بنگیا

صورت پرست ہوگئے ہم جب سے زاہدو
کعبہ ہمارے دل کا صنم خانہ بنگیا

جب میں خدا کو یاد کیا اور رو دیا
ہر قطرہ میرے اشک کا دُردانہ بنگیا

خونابۂ جگر کی جو اتری شراب ناب
دم میں یہ شیشہ دل مرا پیمانہ بنگیا

دل ہوگیا ہے رشتۂ آزادگی میں بند
تسلیم کس کے حسن کا دیوانہ بنگیا

ولہ

دنیا ہے وہ بازار کہ ویرانہ بنیگا
جنت وہ محل ہے کہ پری خانہ بنیگا

حوروں سے سروکار نہ غلمان سے کچھ کام
دنیا میں جو اللہ کا دیوانہ بنیگا

سینہ کے سبو میں ہوئے ذکر الٰہی
دم میں شیشہ مرا دل مرا پیمانہ بنیگا

روتا رہو تو عشق الٰہی میں کہ بیشک
ہر قطرہ ترے آنسو کا دُردانہ بنیگا

وہ لو ہے کہ روشن ہوا گر شمع تجلی
تسلیم کا دل شوق سے پروانہ بنیگا

ولہ

وہ خالق یکتا کہ دوتا ہو نہیں سکتا
شکر اس کا کبھی مجھسے ادا ہو نہیں سکتا

جب تک ہوں میں دعویٰ سجدا ہو نہیں سکتا
جو شرط کا جملہ ہے جزا ہو نہیں سکتا

آزاد دو عالم سے ہو اگرچہ مرا دل
پردامِ محبت سے رہا ہو نہیں سکتا

ٹھنڈا نہ ہو دل گرم مزاجی سے تمھارے
صرصر سے کبھی کار صبا ہو نہیں سکتا

آدم کے حوالہ کیا حق بار امانت
دیکھا جو فلک عہدہ برا ہو نہیں سکتا

لاعلم لنا جبکہ فرشتوں کی زباں ہے
بندہ جو کہے لفظِ انا ہو نہیں سکتا

مل جائے خزانہ کہ پھرے مجھ سے زمانہ
تسلیم سے برعکسِ رضا ہو نہیں سکتا

ہر چند میں دلبر سے ملوں پھر بھی جدا ہوں
پھر یار مرا مجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

جس طرح خدا ہو نہیں سکتا کبھی بندہ
بندہ کبھی تسلیم خدا ہو نہیں سکتا

وله

آنکھوں سے جمال آپ کا دیکھا نہیں جاتا
دیکھو تو ستم ہے کہ پرکھا نہیں جاتا

نے وصل میں راحت نہ جدائی میں تسلی
کیا حال کہوں اپنا کہ بولا نہیں جاتا

کو ان لیا ہے چھٹا نہیں دنیا میں بھلائی
پر کیا کریں تقدیر کا لکھا نہیں جاتا

تلوار کے سو زخم بھی ہو جاتے ہیں اچھے
پر دل سے بری بات کا کھٹکا نہیں جاتا

تسلیم وہ دل خالق اکبر کا مکاں ہے
جس دل میں کہ تنکا بھی سمایا نہیں جاتا

وله

الٰہی مجھکو مرا راستہ نہیں ملتا
میں کیا ہوں کون ہوں مجھکو پتہ نہیں ملتا

گلا نہیں کہ کوئی پارسا نہیں ملتا
ہزار ملتے ہیں۔ پر آشنا نہیں ملتا

اگرچہ رزق مقدر سوا نہیں ملتا
مگر تو چاہے تو بندہ کو کیا نہیں ملتا

یہ منزل ایسی ہے جسکا پتہ نہیں ملتا
یہ وہ سفر ہے کہیں راستا نہیں ملتا

ہزار فکر کریں یا ہزار ذکر کریں
حضورِ دل کے سوا مدعا نہیں ملتا

نہ چھوٹے دامِ علایق سے جبتک آئینۂ دل
خدا کی یاد کا مطلق مزا نہیں ملتا

ہم اُن سے کہتے ہیں چلیے تو آپ کہتے ہیں نا | جو ہُنوی کہتا ہے مجھکو خدا نہیں ملتا
کسی ولی کا نہ دامن لیا نہ غوث | جو سلسلہ ہے ترا سلسلہ نہیں ملتا
ہم ان سے مانگنے کی خواہش ہے تسلیم | پھر آئے دیکھیں کہ ملتا ہے یا نہیں ملتا

ولہٗ

وہ دل کہ تجلی سے مجلا نہیں ہوتا | شمعِ حرمِ عرشِ معلّی نہیں ہوتا
دل جس کی حلاوت کو تشنے سے نہ بھرے | آنکھوں میں تو ایسا کوئی جلوہ نہیں ہوتا
تا دید سے ہو نافِ قوتِ تمنا کی جب آنکھیں | آئینۂ دیدہ کا جلوہ من و سلویٰ نہیں ہوتا
محفل میں ادب والوں کے آنے نہیں دیتے | جبتک کہ طبیعت میں سلیقا نہیں ہوتا
تسلیم کرو یادِ خدا جان ہے تک | بے یادِ خدا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا

ولہٗ

زاہد کو اگر دل کا تجلا نظر آتا | ہر ذرہ میں خورشید کا جلوہ نظر آتا
ہوتا نہ اگر چشمِ بصیرت پہ غشاوہ | ہر شے میں عیاں جلوہ خدا کا نظر آتا
آنکھیں مری گر دید کو کرتیں نصب العین | پنہاں جو ہے سینہ میں وہ پیدا نظر آتا
غفلت اگر اٹھ جائے تو پھر حسنِ ازل کا | پردہ نظر آتا نہیں پردہ نظر آتا
ذرہ نظر آتا بخدا دل کے مقابل | آنکھوں سے اگر عرشِ معلّا نظر آتا
زاہد ترے کعبہ میں صنم خانہ کا نقشہ | رندانِ ازل کو نہیں بیجا نظر آتا
کرتا ہوسِ وصل نہ فرقت کی شکایت | دل میرا اگر مجھ کو سنبھلتا نظر آتا
ہوں ابر سا گریاں کہ وہ جلوہ صفتِ برق | آنکھوں سے ہوا گم نظر آتا نظر آتا
تسلیم تجلی الٰہی کا تماشا | دیکھو تو تصور ہے کیا کیا نظر آتا

ولہٗ

اگر تجھ کو حسنِ شمائل نہ ہوتا | مرادِ دل کبھی تجھ پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا جو تجھے حسن گر عشق مجھ کو
تو دلبر نہ ہوتا میں بیدل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر دلربا خوبصورت
تو آئینہ ہرگز مقابل نہ ہوتا

نہ ہوتیں اگر دل کو آنکھیں الٰہی
یہاں تیرا دیدار حاصل نہ ہوتا

کشش تیری گر یا الٰہی نہ ہوتی
کبھی دل محبت میں کامل نہ ہوتا

نہ ہوتا اگر نفس مجھکو مرے رب
ترا راستہ کچھ بھی مشکل نہ ہوتا

نہ ہوتا جو دنیا میں میں تو کا جھگڑا
کبھی تجھ سے تسلیم غافل نہ ہوتا

وله

جفا سے انکے کیسے ہم کہاں فریاد ہوتا تھا
تمنا تھی عطا اُن سے ہماری داد ہوتا تھا

تمھارے دل کو ہم لیتے نہ لیتے دیکھ تو لیتے
ہمیں بھی پاٹ وہ لٹکے تو خوبوں کے یاد ہوتا تھا

ہوا جسطرح سے برباد ہے اس عمر کا خرمن
عوض میں اسکے یہ نفسِ خودی برباد ہوتا تھا

تعلق سے یہ دنیا کے ہو تم آزاد گو زاہد
مگر دامِ دوی سے انکا دل آزاد ہوتا تھا

بتاتے راستی کیا شے ہے اُدھر سرنگوں ہوتے
مقابل انکے قد کے سرو اگر شمشاد ہوتا تھا

عدن میں دیکھکر حیرت سے اہل فم کر گو زاہد
کہینگے ہمکو بھی کچھ تو خدا کی یاد ہوتا تھا

مکانِ تن ہوا آباد دنیا میں تو کیا حاصل
خدا کی یاد سے تسلیم دل آباد ہوتا تھا

وله

صبح دم پیش نظر نورِ نہانی آیا
دیکھتا کیا ہوں مرا یوسفِ ثانی آیا

دیکھتے دیکھتے گم ہو گیا بجلی کی مثال
گرمِ خوشی سے مرا بخت [illegible] آیا

ہڈیاں تک بھی جدائی میں پسی جاتی ہیں
کیوں نہ تجھے سرِ فلک دورِ جوانی آیا

جب کہا مجھسے کہ اک غیر کو لوں گا تجھسے
دل مرا بھر گیا مونہ میں مرے پانی آیا

نہیں معلوم رقیبوں نے کہا کیا تسلیم
یار کو مجھسے عبث رنج گمانی آیا

وله

خرامِ ناز سے شب کو جو مہ لقا آیا
میں سمجھا گھر میں مرے نورِ کبریا آیا

سحر سروشِ اجابت سے یہ ندا آئی
کہ تیرے دام میں شہبازِ مدعا آیا

غم آشناس نہیں انجمن کہوں کس سے
کہ ذکرِ یار میں کیا کیا مجھے مزا آیا

دکھا نہ اس سے الگ میں نہ وہ الگ مجھ سے
اندا سے لیکے یہاں تک میں گھومتا آیا

ہو ڈوبا روح کے دریا میں جب صفائی سے
نظر پڑتی مجھے پانی کا بلبلا آیا

ق

بلا کے سامنے پوچھا کیا جب خدا مجھسے
گیا تو تھا مگر آیا تو لیکے کیا آیا

کروں گا عرض کہ دنیا میں چھوڑ کر تجھے
گیا تھا جیسا میں ویسا ہی پھر چلا آیا

سوائے حکم ترے دم نہیں لیا تسلیم
گیا رضا سے تھا آیا تو با رضا آیا

ولہ

ہدہدِ شہرِ سبا بار دگر پھر آیا
راحتِ جان و جگر نورِ نظر پھر آیا

باغ سے پیکِ صبا لیکے خبر پھر آیا
سرخ گل سبز شجر سبزۂ تر پھر آیا

اپنی تقدیر پہ نازاں ہوں خدا کا احسان
مرہمِ دیدۂ تر لختِ جگر پھر آیا

دیکھتے دیکھتے دیکھا کہ نہ دیکھا تھا کبھی
درِ دلدار پہ جب بگڑا دل گھر پھر آیا

تر گریباں کو جو کرنے لگے آنسو تسلیم
دامنِ یار لئے دیدۂ تر بھر آیا

ولہ

ہو جائے کسی کو جو کسی دل کی تمنا
بہتر ہے کرے مرشدِ کامل کی تمنا

توشہ نہ سواری نہ کوئی بدرقہ ہمراہ
کیا کوئی کرے قطعِ منازل کی تمنا

طغیانی پہ دریا ہے نہ کشتی ہے نہ ملاح
کب ہو قدم اندازی ساحل کی تمنا

مطرب ہے نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ مے ہے
کس رو سے ہو زاہد تری محفل کی تمنا

کیا فرق نہ ہو یقین میں سمجھے کوئی تسلیم
بر آتی ہے جب عالم و جاہل کی تمنا

ولہ

ہمیں دو نیاز زیادہ کرم کے سوا
راہِ ہستی نہیں عدم کے سوا

کچھ نہیں سوجھتا مجھے یارب — ترے فضل اور ترے کرم کے سوا
نہیں اہلِ دول کو دنیا میں — فکر کچھ دام اور درم کے سوا
نہ ہوا کچھ حصولِ دنیا سے — فکر و اندوہ و رنج و غم کے سوا
کچھ نہیں ہے تلافیِ مافات — آہِ سرد اور چشمِ نم کے سوا
عارفوں کو نہیں ہے اور غرض — دید کے دل کے اور دم کے سوا
توشۂ راہِ منزلِ وحدت — نہیں سالک کو دم قدم کے سوا
نہیں تسلیم کوئی وقتِ اخیر — آشنا رہتا اپنے دم کے سوا

ولہٗ

دل کا جب راہنما فضلِ خدا داد ہوا — مطلق البال خودی سے ہوا آزاد ہوا
دور جب ہو گیا افلاس خودی کا دل سے — والیِ مملکتِ معرفت آباد ہوا
بڑھ گئی جلوۂ توحید سے دل کی رونق — کثرتِ دید سے ملکِ نظر آباد ہوا
دیکھ کر رتبۂ آدم کو فرشتوں نے کہا — جس کو ہم سمجھے تھے شاگرد وہ استاد ہوا
کثرتِ یادِ دوئی میں تری یکتائی سے — زندہ باش اے دلِ آزاد کہ میں شاد ہوا
غیب کے صیغے سے حاضر کو نہ تم یاد کرو — حضرتِ دل کا مجھے آج یہ ارشاد ہوا
پائے جس دن سے ہیں فرزندانِ تغافل قابو — ملکِ دل لٹ گیا غارت ہوا برباد ہوا
اس قدر فکر نہ کی میرے گرفتاری کی — جس میں صیدِ دلِ آزاد نہ صیاد ہوا
موت کو جینے پہ اسکے ہے شرف اے تسلیم — جو بشر یاد سے اللہ کے بے یاد ہوا

ولہٗ

دل مرا صورت کا دیوانہ ہوا اچھا ہوا — مبتلائے حسنِ جانانہ ہوا اچھا ہوا
دل اسیرِ زلفِ جانانہ ہوا اچھا ہوا — نشہ میں تھا پابجولانہ ہوا اچھا ہوا
دل میں تاریکی غفلت کی کہ کچھ کہتا نہ تھا — دم کا یکسر شمع سا شانہ ہوا اچھا ہوا

گلبدن کا سرو قد کا شمع رو کا دل اُٹھا
بلبل و قمری و پروانہ ہوا اچھا ہوا

بکھری بکھری یار کی زلفیں نظر آتی ہیں آج
اے دلِ صد چاک تو شانہ ہوا اچھا ہوا

صورت آبادِ دو عالم عکسِ روے یار ہے
آئینہ خانہ پری خانہ ہوا اچھا ہوا

نفس غالب تھا کہ دل میرا تہ بایدِ ذلیل
ہمتِ عالی سے مردانہ ہوا اچھا ہوا

دردِ دل کب تک اٹھاتا بارِ احسانِ طبیب
کوچہ جاناں شفا خانہ ہوا اچھا ہوا

بیخودی مے شیشہ چشم پیمانہ دل ساقی ہے دید
سینۂ تسلیم میخانہ ہوا اچھا ہوا

ولہٗ

دردِ دل قابلِ تشخیصِ مسیحا نہ ہوا
داغِ دل مرہمِ کافور سے اچھا نہ ہوا

عالمِ عشق میں جس طرح سے ہوں میں مشہور
کشورِ حسن میں کیا آپ کا چرچا نہ ہوا

کونسا روز ہے ایسا کہ جدائی میں ترے
مجھ پہ ہنگامہ قیامت کا جو برپا نہ ہوا

چمنِ عمر میں پیدا اسکی شبنم سے کبھی
ہے وہ ستم گل کی مرا غنچۂ دل وا نہ ہوا

لاکھ زنجیر ہوں گر سلسلۂ زلف نہ ہو
رخِ دلدار کا دیوانہ سیانا نہ ہوا

ہو ہوں کس کا بجز اسکے مثل مشہور ہے
کوئی اپنا نہ ہوا یار جو اپنا نہ ہوا

رنج ناحق جو اٹھاتے ہو جگر پر جاناں
کام ایسا کوئی تسلیم سے بیجا نہ ہوا

ولہٗ

وہ جلیسِ بزمِ صفا ہوا وہ شریکِ جامِ وفا ہوا
وہ رئیسِ ملکِ بقا ہوا جو بشر خدا میں فنا ہوا

ترا حسن جلوہ نما ہوا مرا عشق درد فزا ہوا
تو خدیوِ ملکِ جفا ہوا میں گدای کوے فنا ہوا

ترے وصل کا بصد آرزو ترے رنگ کا بہ سراغ ہو
ترے ذکر کا بصدائے ہو یہی خیال ابتدا ہوا

رہا گو حضوری سی دعد پر ترے حسن حسرت حور پر
ترے رنگ پر ترے نور پر ابھی سے فدا ہوا

کہیں دلربا ہیں نازنیں کہیں عاشقوں میں نیاز ہے
یہ عجیب رمز ہے راز ہے نہ کوئی بھی عقدہ کشا ہوا

کہیں آپ ہے کہیں جمع ہے وہ کہیں ہیں تنگ ہے کہیں شمع ہے
کہیں میں ہے وہ کہیں تو ہے وہ وہی رنگ الفت و خم ہوا

نہ چمن میں کوئی چیز کوئی نہیں ہے [illegible]
یہ جو کچھ ہے تو ہے نہیں کوئی یہ نقش ہی میں چھپا ہوا

تو نسیم ہے تو چمن ہے تو ہی کلام ہے تو ہی جز بیاں
تو نگاہ ہے تو نظر ہے ہوں میں عیاں و نہفتہ ہوا

تو منقلب اور منقلب ہے تو تو قلب ہے [illegible]
تو مسبب اور میں سبب ہوا یہ دوئی یہ طرفہ ماجرا ہوا

تو خفا کیا میں فنا کیا تو رکا کیا میں جھکا کیا
تو کہا کیا میں سنا کیا یہ برا ہوا کہ بھلا ہوا

ہمیں عاشقی میں ہی جو مزا وہ مزہ کسی میں نہیں ملا
نہ کہا یا مژدہ وہ آشنا جو شہید تیغ ادا ہوا

میں بعید ہوں تو قریب ہے مری بے نصیبی نصیب ہے
مرا رنج مجھکو طبیب ہے مرا درد مجھکو دوا ہوا

نہیں رنج دل کا دلا مجھے ہے اگر تو ہے یہ گلا مجھے
کوئی وصل ملا نہ ملا مجھے ترے رنگ و بو میں بسا ہوا

نہیں ابد و یہ مری خطا ہوا فتنہ غمزۂ دلربا
وہ یگانہ جلوہ نما ہوا یہ دوگانہ میرا قضا ہوا

ہے نوا فنا ہی و نے وہی گل و رنگ نشہ و مے وہی
جو کہا کہ میں نہیں ہی وہی وہ خودی سے اپنے رہا ہوا

مرے دلربا سے ملونگا میں مرے آشنا سے ملونگا میں
مری خوش ادا سے ملونگا میں ہی نقش ہی میں چھپا ہوا

رہا فکر نام حقیر میں یہی آیا میری ضمیر میں
رکھا تسلیم تخلص کے اخیر میں مرا مقطع لطف سے وا ہوا

ولہ

دعوی جو میں خدا سے کیا کیا برا ہوا
اچھا ہوا حصول مرا مدعا ہوا

ناموس چھوڑ ہم جو ہوئے کشتۂ ادا
ہم رنگ مس جو قلب تھا خالص طلا ہوا

آنکھوں میں نشہ چڑھ گئی ہے ان کے عشق کا
مستی میں یہ بازی کا اچھا مزا ہوا

انکی ادا کو دیکھ ادا میں ہوا قصور
شوق یگانگی میں دوگانہ قضا ہوا

کرتے ہیں وہ تو ناز اگر ان پہ ہم کریں
دعوی کی ہے گواہی تو پھر جرم کیا ہوا

ق

معشوقیت کا دعوی ہی عاشق کو آج کل
لیلیٰ کے پاس مجنوں کا [illegible] ہوا

ارشاد یہ ہوا کہ دکھے آب یا کہ شیر
اہل نظر کو دودھ میں پانی ملا ہوا

اہل غرور زر بھی اگر ہیں تو خاک ہیں
سمجھا جو خاک اپنے کو وہ کیمیا ہوا

تسلیم عشق لازم و ملزوم ہے یہاں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

ولہ

جبکہ سلمائے تنِ عارف بزیرِ گل ہوا
عرشِ اعظم دل کی لیلیٰ کیلیے محمل ہوا

جب نہایت پایا فیضِ مدعا از حسنِ بسیط
جانبِ ارضِ مرکب رہروِ منزل ہوا

خانۂ جسمِ بشر کی جب بنا قایم ہوئی
روح کہلایا کسی جا اور کسی جا دل ہوا

بے خبر اپنے سے جو اپنی خبرداری میں ہے (گم ہو)
آپ سے غافل ہوا اللہ سے واصل ہوا

غیریت سے درگذر او خشک و تر سے (ہاتھ دھو)
آپ ہی دریا کہایا آپ ہی ساحل ہوا

یاں رہا بدنام واں ناکام غیر نفس کا
مفت رسوائی ملی جینے سے کیا حاصل ہوا

یاد رکھ تسلیم یہ نکتہ بہت باریک ہے
جو کوئی اپنے کو سمجھا عارفِ کامل ہوا

ولہ

ایک دن مُلکِ عدم کو ہمیں جانا ہوگا
پھر کبھی عالمِ دنیا میں نہ آنا ہوگا

راحت و رنج سے خوش وقتی سے بدبختی سے
مدتوں شہرِ خموشاں میں ٹھکانا ہوگا

فکر اُس راہ کے توشہ کی کریگا بیشک
وہ مسافر جو یہاں عاقل و دانا ہوگا

نیک لوگوں کو ملیگی وہاں اچھی دولت
جو گنہگار ہیں حسرت انھیں کھانا ہوگا

روبرو جائینگے جب مالکِ مختار کے ہم
منفعل ہونگے نہ کچھ بات بنانا ہوگا

نیک ہوں بد ہوں عمل اپنے بغل میں لیکر
کوئی جنت کوئی دوزخ کو روانا ہوگا

نہ سزا پائے کوئی اپنے عمل سے بڑھکر
عدل و انصاف کا وہ ایک زمانا ہوگا

بحرِ رحمت کو اگر جوش ہو تسلیم وہاں
قطرۂ اشک بھی بخشش کا بہانا ہوگا

ولہ

تیرِ نگاہ مجھ سے تو کھایا نہ جایگا
صدمہ ہے سخت دل سے اٹھایا نہ جایگا

کیوں پیستے ہو میرے دل کو یادن میں لعل کے
یہ ستم ہے سخت مجھ سے تو کھایا نہ جایگا

تعویذ سے فلیتہ سے گنڈہ سے فال سے
یہ غیرتِ پری کا ہے سایا نہ جایگا

ممکن نہیں کہ جو حرمِ مغفرت میں بار
جب تک کہ آنسوؤں سے نہایا نہ جائیگا

بے احتمالِ بارِ جفا قوتِ وفا
تسلیم بارِ عشق اٹھایا نہ جائیگا

ولہٗ

عشق سے پیدا نشانِ بے نشاں ہو جائیگا
دید سے حق نورِ چشمِ عاشقاں ہو جائیگا

گر یہی آہ کا ظاہر دھواں ہو جائیگا
آسماں یک اور زیرِ آسماں ہو جائیگا

صبغۃ اللہ جس کو کہتے ہیں وہ حسنِ روح ہے
پیرِ فانی بھی اگر دیکھے جواں ہو جائیگا

پہلے دل کا امتحاں کر لو کہ ذاکر ہی نہیں
رفتہ رفتہ روح کا بھی امتحاں ہو جائیگا

خار وخس عصیاں کے بہجائینگے رحمت کی قسم
آنکھ سے آنسو کا چشمہ جب رواں ہو جائیگا

دفترِ عصیاں ترازو میں جو رکھے جائینگے
کلمۂ توحید کا پرچہ گراں ہو جائیگا

ذکر وہ نعمت ہے ہم مہماں ہیں جسکے وہ کریم
فضل سے تسلیم اپنا میہماں ہو جائیگا

ولہٗ

راستہ صاف صاف ہے دل کا
حجِ اکبر طواف ہے دل کا

نہیں لکھتے ہیں کاتبِ اعمال
کہ گنہ سب معاف ہے دل کا

ہے ثوابت طواف میں سیار
چرخِ اطلس غلاف ہے دل کا

وہی جاتا ہے قبر میں سڑ گل
جو بہ ظاہر لحاف ہے دل کا

دلِ تسلیم ہے مضاف الیہ
عرشِ اعلیٰ مضاف ہے دل کا

ولہٗ

اگر گل کھائے ہو سینہ میں جاناں کی محبت کا
چلو دل کی گلی میں تک بھی باغِ جنت کا

اسی صورت کے پردے میں ہی لیکن عقل کی رو سے
دو عالم سے نہو معنی اگر جلوہ نہ اسکی صورت کا

ندامت سے گناہوں کے شکستہ دل جو بیٹھے ہوں
سناتا ہوں تمھیں اے مومنو جملہ بشارت کا

ہے نیکیوں کا وسیلہ حق بدوں کا میں وسیلہ ہوں
رکھو تم یاد یہ ارشاد ہے سالارِ امت کا

بروز حشر نیکوں سے بھی پہلے بخشے جائینگے
ہے یہ تسلیم رتبہ اہل عصیاں کی ندامت کا

ولہ

ہم نے دنیا میں آکے کیا دیکھا
رنج و غم آفت و بلا دیکھا

بیوفائی ہے ختم دنیا پر
بارہا ہم نے آزما دیکھا

دل کی آنکھوں سے ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نور کبریا دیکھا

لذتیں سب اتر گئیں دل سے
دید دم کا جو میں مزا دیکھا

رہبر ذکر جب ہوا تسلیم
کشور حق کا راستا دیکھا

ولہ

دیکھتے دیکھتے میں دل کا دریچہ دیکھا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے دلدار کا کوچہ دیکھا

لاکھ خورشید سے بڑھکر ہے تجلی دل کی
مند گئیں آنکھیں جو اک ذرہ سا شوشہ دیکھا

لاکھ میں ایک ہو یک لحظہ میں اور ایک میں لاکھ
یہ عجب حضرت دل کا میں کرشمہ دیکھا

ایک صورت کے دکھے سیکڑوں صورت والے
دل پر نور کا جب آئینہ خانہ دیکھا

خس برابر بھی کدورت نہیں انکے دل میں
بحر مواج خدا والوں کا سینہ دیکھا

میرے دلدار کی عادت ہے کہ رک جاتا ہے
[illegible] کا جو کبھی قلب میں خدشہ دیکھا

کشور دل کو کہے عرش نمونہ جس کا
لشکر ذکر نہ ہونے سے میں خستہ دیکھا

ہونے محمود میں حاسد نہیں ہوتے ہرگز
اہل نسبت کا میں ایسا ہی طریقہ دیکھا

موسیائی نہ دیا وصل کی پروا نہ کیا
دل تسلیم کو جب تک نہ شکستہ دیکھا

ولہ

دل میں جب تک نہو شیرینیٔ الفت پیدا
نہو دیدار کے شربت میں حلاوت پیدا

نہ ہو اللہ سے بندے کو محبت پیدا — جب تلک ہو نہ خدا والوں سے الفت پیدا
مصقلہ ذکر کا الفت سے اگر ہاتھ آجائے — دل کے آئینہ میں ہوگی کوئی صورت پیدا
بیخودی آتی ہے اور دل سے دوئی جاتی ہے — دید بازی میں ہے وہ لطف وہ لذت پیدا
کینہ آتا ہے تو آتی ہے عداوت دل میں — حسد آتا ہے تو ہوتی ہے قساوت پیدا
جب تلک آنکھ میں دیکھا کرو وحدت کا جمال — ہے اسی واسطے آئینہ میں کثرت پیدا
طے نہ ہونگے کبھی سالک کے منازل تسلیم — جب تلک دل میں نہ ہو صورت حیرت پیدا

وله

ملجائے اگر شربت دیدار تمہارا — اچھا ابھی ہو جائیگا بیمار تمہارا
مدت سے ہوں میں طالب دیدار تمہارا — بتلا دو ذرا چاند سا رخسار تمہارا
سو بار اگر گرم ہو بازار تمہارا — ہوگا نہ کوئی مجھ سا خریدار تمہارا
ہو جاتا ہے قالب قفس مرغ دل زار — پھندا ہے عجب طرۂ طرار تمہارا
ہو قصر عدن حشر میں اور ونکو مبارک — کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا
کرتا نہ کبھی خواہش دیدار الٰہی — ہوتا کبھی زاہد جو طلبگار تمہارا
مرجائے مگر مرہم کافور نہ چاہے — بے وصل تمہارے جگر افگار تمہارا
ہم قامت سایہ ہوں خود اپنے سے بری ہو کے — جلوہ نظر آیا جو پری وار تمہارا
ہر شے سے عیاں جلوہ دلدار ہے تسلیم — دل ہووے اگر خواب سے بیدار تمہارا

وله

ہے خبر گرم کہ آتا ہے مسیحا میرا — یہ وہ مژدہ ہے کہ ٹھنڈا ہے کلیجا میرا
جب میں اللہ کے بندوں کی بھلائی چاہوں — کیوں نہ چاہیگا بھلائی مری مولا میرا
میرے صاحب کو اگر یاد کروں میں دل سے — پھر نہ کیوں یاد کریگا مجھے مولا میرا
ہوں وہ عاصی کہ نہیں حسن عمل کچھ لیکن — تیری رحمت پہ بھروسہ ہے خدایا میرا

دل کے آئینہ میں گر یار کو دیکھوں تسلیم
کیوں نہ بڑھکر ہو سکندر سے نصیبا میرا

ولہ

زباں پہ توحید کی گفتگو لا
کبھی خطرہ میں تو کا۔ دل میں نہ لا تو

ہے بندہ وہی جو نہ بھولا خدا کو
جو بھولا خدا کو خدا اُس کو بھولا

جو چاہے سو بن جائیگا بنتے بنتے
طبیعت بشر کی ہے مثل ہیولا

مجھے ساقیا تشنگی ہے نہایت
صراحی سے کیا ہوگا بھر کر سبو لا

تو لو لی سے دی ذکر کے دم کا جھوکا
سمجھ روح کو طفل اور تن کو جھولا

نئے دانہ دانش کا بینش کا پانی
کہ اس تن کے پنجرے میں ہے یک ممولا

جسے دید دم کی ہے جلوہ کی شادی
لحد میں دلہن ہوگا محشر میں دُولا

نگہباں ہو دلکا تصور سے ہر دم
تو چڑھتے پہ اللہ اُترتے پہ ہو لا

ہے ہر شے میں تسلیم ہستی خدا کی
ہو ذات حق ہے دو عالم بگولا

ولہ

کوئی دل والا نہیں کس سے کروں دلکا گلا
ہم سفر ہو تو کروں سختی منزل کا گلا

اپنے انگشت نما سے بھی کرتا ہے ہنوز
ماہِ نو ابروِ خورشید شمائل کا گلا

چہرہ ہوتا نہ اگر عکسِ فلک سے معیوب
اُن کے عارض کو نہ ہوتا مہِ کامل کا گلا

بستہ نالے تو رہے طائر دل کے شکور
پر رہائی سے رہا زلف مسلسل کا گلا

کیوں نہ تسلیم ہو افزائش غفلت کا سبب
غافلوں سے جو کرینگے دل غافل کا گلا

ولہ

پہلو سے ہو گیا جو مرا مہرباں جدا
پہلو سے دل جدا ہی تو ہے تن سے جاں جدا

زخمی ہوا ہے خنجر ابرو سے لختِ دل
مژگاں کی نگ رہی ہے جگر پر سناں جدا

دیکھا گیا نہیں جو فلک سے وصال یار
پھینکا اُٹھا کے مجھکو کہاں سے کہاں جدا

گو تن مکاں ہے دل ہے مکیں پر فراق میں
بس ہے مکیں مکاں سے مکیں سے مکاں جدا

تسلیم دل کو کھویا تمنائے وصل میں
اس پہ بھی ہجر میں ہے اُسے امتحاں جدا

وله

جب تک قفس سے تن کے نہ ہو مرغ جاں جدا
یارب جہاں جدا ہو نہ ہو دلستاں جدا

آفت ہوا و ربلا ہو قیامت بھی ہو مگر
دنیا میں دوستوں سے نہ ہو دوستاں جدا

مجنون رواں ہے محمل لیلےٰ رواں رواں
ناقہ کو کھینچتا ہے پکڑ سارباں جدا

پابند دام غم ہے ادھر طائر جگر
ہے مرغ صبر دل کے قفس سے پراں جدا

دل داغ کھا رہا ہے جدائی کی آگ سے
نکلا دہن سے آہ جگر کا دھواں جدا

کشور جگر کا درد کے لشکر سے ہے تباہ
اور ملک دل میں عشق ہوا حکمراں جدا

تسلیم دو طرف سے عجب کشمکش میں ہے
دل چاہے زہد عشق ہے ارغواں جدا

وله

پردہ سے جبکہ حسن صنم جلوہ گر ہوا
وابستہ تار زلف سے تار نظر ہوا

میں کیا بیاں کروں کہ جدائی میں یار کے
دل میرا داغ ہو گیا پانی جگر ہوا

شعلہ کو تیز کرتی ہے جس طرح سے ہوا
فرقت سے عشق صبر سے غم بیشتر ہوا

سونیوں نہ فضل حق پہ تو پھر کیا کرونگی طبیب
جس درد کو دوا کا نہ کچھ بھی اثر ہوا

دل جلوہ گاہ عشق ہے بس روک لی زباں
تسلیم جان بوجھ کے کیوں بے خبر ہوا

وله

آنکھوں سے دور جبکہ مرا سیم بر ہوا
رنگ وجود ہجر سے ہمرنگ زر ہوا

مژگاں کا تیر لگ گیا آخر ملا نہیں
گو دل کے سامنے مرا سینہ سپر ہوا

لخت جگر بہ رنگ کتاں چاک چاک ہے
جب سے نظر میں جلوہ رشک قمر ہوا

ٹھوکر بھی بھولے بھٹکے نہ مارا مجھے کبھی
گو در پہ جبہ سا تیرے و دو پہر ہوا

پروا رہی عدن کی نہ حور و قصور کی
جب میرا آشنا کی گلی میں گذر ہوا

گرمی آفتاب قیامت سے غم نہیں
جو سایہ گیر دامن خیر البشر ہوا

حسنِ صنم سے جب کہ مشرف نظر ہوئی
تسلیم فیض عشق سے دل بہرہ ور ہوا

ولہ

یار بے پردہ ہے تو پردہ اٹھا دے اپنا
نام سے یار کا او رنام مٹا دے اپنا

روح لاغر ہے تری جسم ہے بیشک تازہ
روح کو تازہ کر اور جسم گھٹا دے اپنا

آتشِ عشق سے اے عاشقِ دیدار طلب
زندگی کا سبھی اسباب جلا دے اپنا

تو سنبھال اپنے کو پروانہ سا آتش پہ نہ گر
شمع سان جسم تو جل جل کے جلا دے اپنا

غیر میں ڈھونڈھ نہ تسلیم سراغ جاناں
آپ اپنے ہی میں تو جلوہ بتا دے اپنا

ولہ

دکھتا نہیں افسوس جو رشک قمر اپنا
بے تاب ہے دل اور ہے مضطر جگر اپنا

جب آگ جدائی کی لگی دامنِ دل میں
سیماب کو پارہ کیا سوز جگر اپنا

تسلیم زمانہ کے فریب اور بدی سے
کچھ خوف نہیں خوف ہے مجھکو مگر اپنا

ولہ

میں کیا کیا لکھوں یار کیا کیا بنایا
جو کچھ بنایا وہ اچھا بنایا

داخل کیا روح اپنی چھپا کر
آدم کا جب آپ پتلا بنایا

پتلا گلے تک فرشتے بنا سے
صورت کو ہاتھوں سے مولا بنایا

جاناں مرا اپنی صورت بنا کر
آنکھوں کو مشتاق جلوہ بنایا

صاحب تجلی سے اپنے جلا کر
پتھر کو آنکھوں کا سرمہ بنایا

آنکھوں کے پیالے سے دل پی رہا ہے
کیا شربتِ دید میٹھا بنایا

تسلیم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے
امت کا پیارا وسیلہ بنایا

وله

دکھلا رہا تھا خواب میں جو دلربا مزا
جب آنکھ کھل گئی تو ہوا بے مزا مزا

خون جگر سے کرتے ہیں چہرہ کو رشک گل
آتا ہے یاد آنکھوں کو جب خواب کا مزا

حسرت سے دل چمن میں ہوا رشک لالہ زار
نکہت نے زلف کی جو اٹھائی صبا مزا

جب چشم بے نصیب ہو دیدار یار سے
باقی رہیگا جینے میں پھر کاہیکا مزا

افسوس دل کے لینے کو دو دن کی واسطے
دلربا کے ناز کو کیا کیا کیا مزا

گرچہ جفا طراز وفا سے ہیں بے نیاز
پر بے دلوں کے دل کو دکھائے وفا مزا

گو قدر اہل دل نہیں تسلیم عام کو
پر عارفوں کا دیکھیئے وقت قضا مزا

وله

ایسا ہے کہاں حسن جو چرچا نہیں رکھتا
دل لینے کا سامان مہیا نہیں رکھتا

دلدار مرا حسن کچھ ایسا نہیں رکھتا
جس حسن پہ آنکھ اپنی فرشتا نہیں رکھتا

جو داغ جدائی کا رکھے دل پہ بجز وصل
کچھ مرہم کافور کی پروا نہیں رکھتا

وہ طائر دل یاس کے خنجر سے ہو بسمل
جو دام تری زلف رسا کا نہیں رکھتا

تسلیم نہ کر خوف کسی سے مگر اس سے
جو شخص کہ یاں خوف خدا کا نہیں رکھتا

وله

یہاں ممکن کا واجب سی تماشا کچھ عجب دیکھا
کبھی در پردہ پردہ میں کبھی پردہ سے بے پردا

دوئی کا جب اٹھا پردہ نہ یہ فانی نہ وہ باقی
وہ عالم یک نظر آے نہیں اسکا نہ وہ میرا

نہ وہ یہ ہے نہ یہ وہ ہے اگر ہے بے من و تو ہے
تو کر اپنے میں سیر اپنی کدھر گلشن کہاں صحرا

ہے واجب آئینہ ممکن ہی عکس اور شخص ہی وہ
جو یہ بولا سو وہ بولا جو یہ سمجھا سو وہ سمجھا

زمین و آسماں کا فرق ہی تسلیم گو ظاہر
مگر شمس اور پرتو شمس کا پہچان لے اس جا

وله

جب جدائی کا مری دل پر بگولا آگیا
دور سے فرقت کے یا نتک میری بیحالی ہوئی
کاکل پیچاں کا تجکو دل پہ جب گذرا خیال
ہے وہ گرمی عشق کی تپ کی کہ جالینوسکو
کیا نہ روتے روتے اے تسلیم یوسف کیلئے

تھا ہدف گویا جگر یک غم کا گولا آگیا
بید سا تن ہے صبا سے بھی جھکولا آگیا
یک بیک چونکا کہ سانپن کا سپولا آگیا
نبض پر انگشت رکھتے ہی پھپولا آگیا
آنکھ میں یعقوب کے بھی ہائے پھولا آگیا

وله

وقت ایام طفولیت کا یارو خوب تھا
غیریت کی تھی کدورت سی صفائی جب تلک
ذرہ ساں کب جانتا تھا مہر و مہ کو روز و شب
ہے تصور یار کا نور بصیرت جس طرح
تھا وفاداروں میں اس تسلیم کا بھی تب

ہر کس و ناکس کو حال اپنا بہت مرغوب تھا
صحن گرد آلود دل کو ذکر حق جاروب تھا
جن دنوں نور نظر حسن رخ محبوب تھا
پیرہن یوسف کا کحل دیدۂ یعقوب تھا
جور دلبر جبتک ای دل نقش کا سر کوب تھا

وله

غیر کے ملنے سے لطف آشنا ملنے لگا
وائے نابینا تھے جبتک آپکو دیکھے نہ تھے
کیوں نہ ہو قدر شہادت اب بھی مقتولونکے
حق پرستی سے ملی زاہد کو فردوس بریں
چشم دل سے جب اٹھا تسلیم پردہ غیر کا

عالم وحدت کا کثرت میں مزا ملنے لگا
یار اپنا اب تو ہمکو جا بجا ملنے لگا
وصل کا جب قاتلوں سے خوں بہا ملنے لگا
عاشقوں کو بت پرستی سے خدا ملنے لگا
ذائقہ دیدار کا ہر جا نیا ملنے لگا

وله

ہمکو وحدت کا مزا کثرت میں آنے سے ملا
راحت دنیا ہے آفت آفت دنیا ہے عیش
ضبط گر ہوتا تو دیوانے دکھلاتی ہم

وصل ساقی ہمکو محفل کے بلانے سے ملا
ذائقہ فرحت کا ہمکو غم کے کھانے سے ملا
عشق مخفی کا پتا آنسو بہانے سے ملا

امتحانِ عشق میں ٹکنا بہت دشوار ہے
آشنا کو آشنا الفت نبھانے سے ملا

بے کسافت کے لطافت کا مزا ملتا نہیں
صبح صادق کا پتا شب ہاتھ آنے سے ملا

پھیر جب ملتا نہیں تسلیم حق ملتا نہیں
بلبلوں کو گل صبا تشریف لانے سے ملا

ولہ

یار کا دیدار آخر خوں بہا ہو جائیگا
جب ترا دل کشتۂ تیغِ ادا ہو جائیگا

خوں سے ہاتھ اپنا وقت قتل اے قاتل بچا
خوف ہے کالا کہیں رنگ حنا ہو جائیگا

پار اترہیں کیوں نہ دریا سے بلا سے بیدلو
اپنی کشتی کا خدا جب ناخدا ہو جائیگا

جب تصور غیر کا اُٹھ جائے دل سے عارفو
آن میں نقشہ ابھی اپنا نیا ہو جائے گا

یاس کے دن جا چکے تسلیم مت مایوس ہو
رفتہ رفتہ حاصل اپنا مدعا ہو جائے گا

ولہ

تمنا یار کے ملنے کی پھر دل میں ہوئی پیدا
دوبارہ بیقراری مرغ بسمل میں ہوئی پیدا

ہزاروں ٹھوکریں کھا کر جو پہنچا منزلِ مقصد
عجب تاثیر غیبی عشق کامل میں ہوئی پیدا

تمیز ناحق کا اندیشہ رہے کب عارفو ہمیں
حقیقت حق کی جب حق اور باطل میں ہوئی پیدا

نہ مجنوں آپکو مجنوں کہا یا اس مجازی میں
تجلی حسنِ لیلےٰ کی جو محمل میں ہوئی پیدا

حقیقت راہِ الفت کی کہیں تسلیم کیا تجھسے
کہ ہم پہ جو مصیبت قطع منزل میں ہوئی پیدا

ولہ

زاہد کو ہے گو روضۂ رضواں کی تمنا
لیکن ہے مجھے کوچۂ جاناں کی تمنا

جب سے لبِ دنداں کے تصور میں ہوں مصروف
خواہش ہے نہ گوہر کی نہ مرجاں کی تمنا

عالم ہوا آنکھوں میں مرے خانۂ زنجیر
ہے جب سے مجھے کاکلِ پیچاں کی تمنا

رکھتا جو قمر داغِ غلامی سے ہے جبیں پر
شاید ہے ترے عارضِ تاباں کی تمنا

تسلیم جو پائے لبِ جاناں کی حلاوت
کب اسکو رہے لعل بدخشاں کی تمنا

وله

باندھا ہو نہیں جس نے کبھی احرام وفا کا
زائر ہو وہ کس طرح حرم جود و وفا کا

پابند جو ہو کے رہتے ہیں نکلنے نہیں پاتے
ہے دام عجب یار تری زلف رسا کا

ق

بوٹا ہیں کسی غیرت بسمل ہے کہ جس میں
یہ پھول ہے کسی یار کے شمشیر ادا کا

کیا کھا کے یہ کہتا تھا قسم خون جگر کی
مقتول ہوں میں آرزوئے رنگ حنا کا

لے دیر سے مطلب نہ حرم سے ہی سروکار
ہے جب سے مجھے عشق بت ماہ لقا کا

باہر ہوا جب قید دوئی سے دل عارف
ہر شے سے نمایاں ہوا دیدار خدا کا

تسلیم رکھے آپ کو ہر امر میں مجبور
رتبہ ہے جسے حاصل ہوا تسلیم و رضا کا

وله

نعمت عشق کی دنیا میں جو لذت پایا
ذرہ ذرہ کو پر از مہر و محبت پایا

موت عیسیٰ کو بھی اک روز ہے پر اوسکو نہیں
عشق میں تیغ [illegible] جو شہادت پایا

ظرف جب دل کو ہے انجام یہ ہی جسکی نظر
عشق کے رنج کو سرمایۂ راحت پایا

گو محبت میں اٹھایا میں بہت سی تکلیف
پر بہی فکر و تعلق سے فراغت پایا

کاوش عشق سے مقصود کو پہنچا تسلیم
تھا مجازی یہ حقیقت کی حلاوت پایا

وله

عالم میں فتنۂ عشق کا پیدا نیا ہوا
چرچا تمہارے حسن کا جب جابجا ہوا

ہر چند رشک بسمل بے تاب ہوں مگر
شکر خدا کہ فرض محبت ادا ہوا

فرحت سے جا چمن میں ہوا کھا رہے ہو تم
آرام یاں جدائی کے ہاتوں ہوا ہوا

بے مرہم وصال کہاں پاے اندمال
جب دل کسی کا زخمی تیغ ادا ہوا

تن مرغ دل کے واسطے کیونکر نہ ہو قفس
جب رشتہ دار طرۂ زلف دوتا ہوا

جانے سے دل کے یار کے آنکھی ہے مراد
لیکن ہمارا اور ہی کچھ ماجرا ہوا

حق ہے ناحق ہوا منصور اگرچہ بے جرم
پر مجھے حق ہے مرا سولی پہ چڑھانے نہ دیا

دشنۂ غمزۂ خوں ریز اگرچہ تسلیم
رشکِ بسمل کیا پر ہاتھ ہلانے نہ دیا

ولہ

ہوں جیب سے میں یوں نہ تری جلوہ گری کا
عالم مری آنکھوں میں ہے یک بے خبری کا

گو عشق میں دعوٰی کا ہے یہاں جان کا لیکن
پائی نہ ہو میداں میں جگر مرد جری کا

ہے وصل بھی ہو مرہم کافور سے اچھا
زخمی جو ہوا نوکِ خدنگِ نظری کا

کثرت میں اگر ہوش ہے وحدت پہ نظر رکھ
پابند خبردار نہ ہو بے خبری کا

ٹوٹا ہوا دل تا بہ قیامت نہ جڑیگا
سیکھا ہے اگرچہ تو کسب شیشہ گری کا

تسلیم بجز سوختہ جانوں کے جہاں میں
مضمون سنے کون مری بے جگری کا

ولہ

پایا جسد ان سے مزا میں یار کے دیدار کا
روز و شب رہتا ہے آنکھوں میں تصورِ یار کا

جسمِ لاغر کے قفس میں رشتہ پا ہو گیا
مرغ دل کو تار تیرے طرۂ طرار کا

زہر ہے مرہم خدنگِ مژہ کے مجروح کو
زخم کب کھاتا ہے ٹانکا ابروئے خمدار کا

موسمِ نیساں میں حسرت سے رہی منہ تکتا
جب صدف دیکھی تماشا چشمِ گوہر بار کا

گوہرِ مقصود کو تسلیم مت کھو رائگاں
ہاتھ آجائے اگر رشتہ نظر کے تار کا

ولہ

جب دل کے آئینہ پہ تاثر رواں ہوا
عکسِ جمالِ یار نظر میں عیاں ہوا

مطلق تجھے بغیر مقید ملے کہاں
ہم بانشاں ہیں گرچہ صنم بے نشاں ہوا

دل فرطِ شوق سے ہوا بیتاب و مضطرب
محفل میں گل جو حسن کا تیرے بیاں ہوا

حیرت ہے اعتبارِ وفا یار کو نہیں
سو سو طرح سے گرچہ مرا امتحاں ہوا

واقف ہوا جو رمزِ صنم سے دلِ حزیں
تسلیم باوجود زباں بے زباں ہوا

گرچہ سب دل سے بھول جاں گیا — پر خیال آپ کا نہیں جاتا
جب تلک ہے دوئی تری تسلیم — خدشۂ ماسوا نہیں جاتا

ولہ

دلدار کو جب شوق ہوا پردہ دری کا — کیا عرض کروں حال مری بے جگری کا
وحشت کو مری دیکھ کے کہتا تھا مسیحا — شاید اسے سایہ ہے کسی رشک پری کا
چھتا ہوں کہ جنت میں بھی نرگس کا چمن ہو — جسدن سے میں کشتہ ہوں تری کج نظری کا
ہمرنگ ہو یاقوت سے ہر سنگ جہاں میں — گر حال رہے یوں مری شوریدہ سری کا
پیری میں بھی تسلیم نہ تو عشق سے منہ پھیر — انجام اجابت ہے دعائے سحری کا

ولہ

گرچہ غم سے مرا دیدۂ تر ہے سوکھا — قطرۂ اشک بھی ہمرنگ گہر ہے سوکھا
اسکے ابرو کے اشارہ کو مروت نہ سمجھ — آب خنجر میں نمایاں ہے مگر ہے سوکھا
سوکھتے ہیں مری سینہ پہ ٹپک کر آنسو — کیوں نہ حیرت ہو کہ برسات میں گھر ہے سوکھا
صاف باطن کی کسافت نہ جائے ناداں — گرچہ پانی میں ہے پر عکس قمر ہے سوکھا
تن مرا معدن یاقوت نہو کیوں تسلیم — ہر رگ و ریشہ میں جب خون جگر ہے سوکھا

ولہ

ہر چند طبیبوں کو گماں ہے خفقاں کا — سودا ہے مگر سر میں مرے حسن بتاں کا
اے بلبل دل چھوڑ بہار تن فانی — چل باغ بقا کو کہ نہیں خوف خزاں کا
گر خاک بھی چھانیں تو نہو یار کا دیدار — جبتک نہ مٹے نام و نشان - نام نشاں کا
مت ڈھونڈ سوا دل کے سراغ اسکا کہیں بھی — ہے نام کو بس نام فقط کون و مکاں کا
گر یار ملے یا نہ ملے رنج نہیں کچھ — جب اہل محبت میں ہے تسلیم کا ساں کا

ولہ

رات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
جذبۂ خواہشِ دیدار نے سونے نہ دیا

شام سے صبح تلک شوق میں روتے رہتے
چشم کو عشق کے آزار نے سونے نہ دیا

یار جو دیکھ رہی اشک فشانی پیہم
پر مجھے آہِ شرر بار نے سونے نہ دیا

صدفِ چشم میں مرجاں ہیں گہر کے بدلے
شب کو شوقِ لبِ دلدار نے سونے نہ دیا

انتظار آنکھ کو اور دل کو تڑپ تھی تسلیم
آہ بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

ولہ

جب سے مجکو شوق دیدارِ حسیناں ہو گیا
دل برنگِ زلف وحشت سے پریشاں ہو گیا

آہ برق اور رعدِ نالہ گریہ باراں ہو گیا
اشک گوہر دیدۂ تر ابرِ نیساں ہو گیا

تھا جنوں میں بھی جو عریانی کا دلکو بس لحاظ
طوق کے مانند گردن میں گریباں رہ گیا

ہے رفوگر کون اسکا دست جاناں کے سوا
چاک وحشت میں گریباں تابداماں ہو گیا

جسکے پانے کے لئے تسلیم ہم مغموم تھے
مثل دیدار خدا دیدارِ جاناں ہو گیا

ولہ

کور وہ دیدہ حسینوں پہ جو مائل نہوا
محوِ دیدارِ رخِ حور شمائل نہوا

نسخہ دیدار کا جبتک مجھے حاصل نہوا
دردِ فرقت کا جگر سے کبھی زائل نہوا

ہے عجب راہِ محبت کہ باین معذوری
قطع منزل کیا برسوں کبھی کاہل نہوا

زاہدا آبِ طہارت میں رہو غرق مگر
داغِ الفت کے سوا دل کہیں کامل نہوا

یاد رکھو جوشِ محبت سے نہ باز آ تسلیم
بدگمانوں سے کبھی حق کہیں باطل نہوا

ولہ

دوستو دردِ محبت سے جو بیمار ہوا
طالبِ شربتِ دیدار دلِ زار ہوا

دیدۂ فتنۂ فرقت کو میں سوتے دیکھا
بخت جب دیدۂ بیدار کا بیدار ہوا

زاہدا اپنی عبادت پہ نہو تو مغرور
لائق عفو ندامت سے گنہگار ہوا

اہل الفت کا فرشتے بھی ادب کرتے ہیں — دردِ دل جسکو ہوا صاحب اسرار ہوا
دل لگانا تو بہت سہل نظر آتا تھا — بارِ محبت کا نبہانا مجھے دشوار ہوا
جب سے الفت کا سرانجام شدہ ہے تسلیم — شکر ہے بارِ تعلق سے سبکسار ہوا

ولہ

جب حسینوں میں ہوئی لطفِ نزاکت پیدا — کشورِ دل میں ہوئی یک نئی آفت پیدا
حسن گر ابرو و مژگاں کی نہ رکھتا ہتیا — عاشقوں کے لئے ہوتی نہ شہادت پیدا
کوچہ اس حور شمائل کا ہے رشکِ فردوس — جسکے قامت سے ہے دنیا میں قیامت پیدا
عیش فردوس کی گر تجکو ہوس ہے زاہد — کر کسی حور شمائل سے محبت پیدا
دن جدائی میں گزر جاتے ہیں روتے روتے — کب ہو یارب مرا سرمایۂ راحت پیدا
زاہدوں کو ہے سزاوار غرورِ طاعت — اے گنہگار تو کر دل میں ندامت پیدا
لاگ جبتک نہو دنیا میں کسی سے تسلیم — زندگی میں کبھی ہووے نہ حلاوت پیدا

ولہ

سالک کا شوق ہے وحدت کی اگر منزل کا — یاد رکھ - جادہ نوردی میں ہو پیرو دل کا
نہیں ممکن جو کرے شکر و شکایت عارف — ایک سینہ میں بھلا کب ہو مکاں دو دل کا
وقت آخر نہ کبھی کھائے فریبِ شیطاں — ہو رہا جو کوئی دنیا میں کسی کامل کا
ٹوٹتے آنکھوں سے آنسو ہیں ستارے بنکر — ذکر آجاتا ہے جب میرے مہ کامل کا
[illegible] ہی ناخنِ تدبیر کرے کیا یارب — جب نہو لطف ترا عقدہ کشا مشکل کا
روح کو نفس کی الفت سے بچا رکھ تسلیم — فرض انساں کو ہے اندیشہ حق و باطل کا

ولہ

عشق میں قطرۂ آنسو بھی گہر ہے میرا — جوں عقیق یمنی دیدۂ تر ہے میرا
کیا کہوں حال میں جب سے ہوں نظر کا مارا — خار مژگاں میں کفِ پائے جگر ہے میرا

عشق ہے جبکے مجھے میرے کماں ابرو کا
تیر آفت کے لئے سینہ سپر ہے میرا
رونق افروز رہے شبکو میری آنکھوں میں
صبح کو کوچۂ جاناں میں گزر ہے میرا
جب تلک زندگی تسلیم کی باقی ہے یہاں
آپکا در ہے قسم آپکی سر ہے میرا

ولہ

دل جسم میں جبتک ہے کرو دل کا تماشا
خوش آئے نہ بے شمع کے محفل کا تماشا
ہو طالب منزل نہ کبھی طالب رہ سے
پہنچے ہوئے سے پوچھئے منزل کا تماشا
کیا حال دل اس سے کہوں جسکو نہیں لاگ
دل والوں کو معلوم ہے بیدل کا تماشا
بے یاد کے سب ہیچ ہے کسطور سے خوش آئے
لیلیٰ کے سوا قیس کو محمل کا تماشا
آسودہ دلوں کو نہیں قعر غم تسلیم
ڈوبے ہوئے سے پوچھئے ساحل کا تماشا

ولہ

جلوۂ حسن رخ دلدار یاد آنے لگا
طور کے مانند دل سینہ میں جل جانے لگا
سرخ رو ہوتا ہے وہ داغ محبت جسکو ہو
لالہ رو رو کر یہ نافرمانی فرمانے لگا
تھی نہ جبتک لاگ ہر جا تھا ظہور غیریت
عشق کثرت میں مزا وحدت کا بتلانے لگا
اشک کے شبنم سے کر لے ابر دیدہ تازہ تر
غنچۂ دل گرمئ عصیاں سے مرجھانے لگا
بے سبب تسلیم ہے دل پر پریشانی جو آج
شانہ شاید کاکل مشکیں کو الجھانے لگا

ولہ

جلوہ گر گر نور حسن بے نشاں ہو جائیگا
عرصۂ امکاں جواب لامکاں ہو جائیگا
جلوہ گر ہو جائے جب نور معبودیت
عبدیت کا حرف ہمرنگ کتاں ہو جائیگا
روح کو قوت فرشتوں کی ملیگی بعد فوت
راہ الفت میں اگر تن ناتواں ہو جائیگا
قصر تربت میں میسر ہو فقط فرش کفن
تختۂ تابوت جب تخت رواں ہو جائیگا
جو ہوا تسلیم واقف سر وحدت سے یہاں
گو زباں رکھتا ہو لیکن بے زباں ہو جائیگا

ولہ

جب یہ سودائے جنوں سلسلہ جنباں ہوگا
گر جنوں کو رہی رغبت یونہی عریانی کی
لختِ دل کھانیکو ہے اور نہ لہو پینے کو
داغ پر داغ جو دیتے ہو تو دیتے جاؤ
وقت رہنے کا نہیں فکر نہ کچھ کر تسلیم

دل مرا شیفتہ کاکلِ پیچاں ہوگا
پھر تو گردن میں نہ یک تارِ گریباں ہوگا
کب تلک اے غم تو مرے سینہ میں مہماں ہوگا
روشنی کیلئے دن سر پہ چراغاں ہوگا
رفتہ رفتہ ترا کچھ اور ہی ساماں ہوگا

ولہ

باغ محفل میں نہیں جب گلِ خنداں اپنا
سرو و شمشاد کو آزاد کیا چاہتا ہوں
بیقراری نہیں ہر چند سزاوار ہمیں
برق سے خندہ خورشید رخوں کے تسلیم

حسرتِ دامنِ گل ہے یہ گریباں اپنا
جلوہ تبلاتا ہے جب سروِ خراماں اپنا
پہ کریں کیا نظر آتا نہیں جاناں اپنا
غیرتِ ابر ہوا دیدہ گریاں اپنا

ولہ

جب سے الفت ہوئی قابو میں نہیں دل اپنا
ہم سمجھتے رہے بس زہد کو حاصل اپنا
وحشت بھی غیرتِ فردوس بریں ہو جائے
خاکساری سے شریفوں کو ہو عزت حاصل
نظر آتا ہے ہر اک شے میں محبت کا [illegible]

عالم ہجر میں جینا ہوا مشکل اپنا
جب تلک دل نہ حسینوں پہ تھا مائل اپنا
چہرہ تبلائے اگر حور شمائل اپنا
گو سمجھتے ہیں شرف کیمیا از دل اپنا
جب سے ہاتھ آیا ہے تسلیم نہیں دل اپنا

ولہ

اے مرے نور نظر میری [illegible]
آج کل جوش میں ہے فصل [illegible]
آگ پانی میں لگانے کی تمنا [illegible]

دن جدائی میں بہت گزری ہیں بریں آجا
اے جنوں تجھکو قسم تو مرے سر میں آجا
[illegible] لعل نورا دیدہ تر میں آجا

ساکنا جاوہ نوردی بیاباں کب تک خانہ ویرانی بہت ہو گئی گھر میں آجا
عمر ہر چند جدائی میں گزر جاتی ہے ایک لمحہ تو بھلا آٹھ پہر میں آجا
آبرو رکھتا ہے تسلیم کہ گھر اپنا سمجھ اے غم عشق ذرا میرے جگر میں آجا

ولہ

جب آشنا ہی اپنے سے نا آشنا رہا فرمائیے کہ جینے میں پھر کیا مزا رہا
جب تک کہ این و آں کا تصور بندھا رہا پردہ دوئی کا آنکھوں پہ دل کے پڑا رہا
تو جب تلک ہے معرفت اسکی محال ہے جس وقت بیخودی ہو خودی ہے خدا رہا
میں تو کے دائرہ سے تو باہر اگر ہوا جو کچھ رہا وہی رہا پھر اور کیا رہا
زاہد تجھے ملا نہ خدا گرچہ تا بہ زیست عابد رہا فقیہ رہا پارسا رہا
صورت کا اسکے دل میں تصور تھا جب تلک سینہ میں دل صفائی سے آئینہ سا رہا
تسلیم جب سے اپنی حقیقت کو پا لیے ہم نے ابتدا رہا نہ یہاں انتہا رہا

ولہ

دلبر تو ہے وہی پہ ہے جلوہ نیا نیا غمزہ نیا نیا ہے کرشمہ نیا نیا
سر ایک ہے جنوں کا ہے سودا نیا نیا دیوانہ پن بتاتا ہے صحرا نیا نیا
معشوق کچھ نیا نہیں عاشق نیا نہیں بتلا رہا ہے عشق تماشا نیا نیا
بکھرے ادہر ادھر یہ گھونگر والے بال کیا [illegible] ول کے واسطے پھندا نیا نیا
تسلیم دیکھ ادب سے اٹھا پردہ دوئی [illegible] اس کا جلوہ ہے پیدا نیا نیا

میں وہ عاشق ہوں کہ سو جگہ سے ہو [illegible] آسماں کے نیچے پھر نیا آسماں پیدا
نکتہ تا گر خدا نور رسول انس [illegible] ہوتی اور نہ ہوتا آسماں پیدا
یہ ہستی تیر تک ہے تارک [illegible] ہے سالک ملک لامکاں پیدا

نہ کعبہ میں ملے وہ تجھکو سالک نہ کلیسا میں
تو ڈھونڈا ہی میں دیکھ اسیں نشان بے نشاں پیدا

پیام موت پہنچا ہے تجھکو زندگی تیری
بہار آتے ہی ہوتی ہے گلستاں میں خزاں پیدا

ارے نادان ہو پابند ظاہر دیکھ باطن کو
نگیں جبتک نہیں ہوتا نہیں ہوتا امکاں پیدا

عزیزو جبتک دم ہے رہو تم آشنا دم کے
کوئی پھر بعد مرنیکے نہیں ہوتا یہاں پیدا

عجب کیا دفتر عصیاں کو ہم تسلیم دھو ڈالیں
اگر ہو چشم نم سے چشمۂ اشک رواں پیدا

ولہ

صورت سیماب دل کو عشق تڑپانے لگا
صاف جوہر دل کے آئینہ کا جھلکانے لگا

شاید آئی ہے چمن میں موسم گل کی بہار
پھر مجھے جوش جنوں وحشت میں بہکانے لگا

اشک کی بارش سے طوفاں کا اگر ساماں نہیں
آسماں پر دل کے غم کا ابر کیوں چھانے لگا

کاش ہوتا یہ دل صد چاک حسرت سے یہی
انکے زلف عنبریں کو شانہ سلجھانے لگا

کچھ ادھر بھی رحم کر اے ابر وصل آشنا
غنچۂ دل تابش فرقت سے مرجھانے لگا

آرزو مہندی لگانیکی نہ ہوتی آپ کو
کیا کریں خون جگر آنکھوں میں جم جانے لگا

صد بار جوش عشق کا تسلیم شاید ہے پیام
قاصد اشک آنکھ تک آ آکے پھر جانے لگا

ولہ

کام والوں سے محبت کا ہے ناکام اچھا
نیک ناموں سے تو الفت کا ہے بدنام اچھا

چشم تر اشک سے کوتاہ ہوای [illegible]
ہے طراوت کے لیے روغن بادام اچھا

نشہ ایسا نہیں آیا کہ جو مقصد ملجائے
جام یک اور بھی دے ساقی گلفام اچھا

ہے اگر دام تعلق سے رہائی منظور
طائر دل کے لیے زلف کا ہے دام اچھا

یار کے رخ کے تصور میں تعـ [illegible]
کعبۃ اللہ کے رہیوں کو ہے احرام اچھا

ہاتھ جینے سے اٹھالے کہ ہے [illegible]
خنجر ابروے قاتل نے کیا کام اچھا

ہے یہاں غیرت امد عشق میں [illegible]
جب تو زاہد سے ہے شیشۂ جام اچھا

ہاتھ دنیا کی محبت سے اٹھالے تسلیم
ابتدا اسکی نہ اچھی ہے نہ انجام اچھا

ولہ

دیکھتے ہی گل کو یاد آتا ہے روئے آشنا
بوئے گل سے مغز میں آتی ہے بوئے آشنا

زاہدونکو ہو مبارک آرزو فردوس کی
عاشقونکو جنت الماویٰ ہے کوئے آشنا

آنکھ پایا تو سمجھا آشنا کی ماہیت
گو دو عالم میں کیا میں جستجوئے آشنا

سوچتے ہی سوچتے گذرا ہے دن تمام
شب جو ہاتھ آئی تھی زلف مشکبوئے آشنا

کیا کریں تسلیم ہاتوں سے جگر تھمتا نہیں
اندنوں دل کی کشش ازبس ہے سوئے آشنا

ولہ

شمع حسن یار پر دل جب سے پروانہ ہوا
جیتے جی جلتا ہے کیوں وہ ایسا دیوانہ ہوا

آب و دانہ اشک سے ملتا ہی بس چاروں پہر
مرغ دل جب سے اسیر زلف جانانہ ہوا

ہے بسا سینہ میں جب سے اس پری رو کا خیال
آئینہ خانہ مرے دل کا پری خانہ ہوا

بادہ پیمائی کا شوق آنکھوں کو ہا غیر سے دن
یاں لبالب خون سے آنکھوں کا پیمانہ ہوا

ہے عجب تاثیر الفت میں کہ تسلیم اندنوں
جس کا میں دیوانہ تھا وہ میرا دیوانہ ہوا

ولہ

راس نہ آئی مجھے ملک عدن کی ہوا
کب ہو موافق بھلا یاں کے چمن کی ہوا

بھول خدا انکو ہوا نغمہ سرائی آنا
بلبل دل کو لگی گلشن تن کی ہوا

مغز نہ ہو کیوں مرا ناف غزال ختا
زلفوں سے آتی ہے آج مشک ختن کی ہوا

سیر ورا الوری دل کے چمن میں ہے آ
گرچہ خوش ہے آجکل تن کے چمن کی ہوا

موت کی کاہش نہیں جینے کی خواہش نہیں
لگ گئی بیمار کو کس کے کفن کی ہوا

دل کی لگی کی ہوس تمکو ہے تسلیم بس
[illegible] کو چاہیے باغ عدن کی ہوا

ولہ

جس دن سے شوق ہے مجھے دل کی کتاب کا
کرتا مطالعہ ہوں محبت کے باب کا

کھلتے ہیں بے کلیدِ عمل قفلِ انقباض
جس دن سے دل ہی فردہ رسانِ فتح باب کا

سیلاب ہی کہ شعلہ ہے سیماب ہے کہ برق
کیا حال میں کہوں دلِ پر اضطراب کا

رخسار اور جبیں کو دیکھو تو ایک جا
جلوہ ہے مہتاب کا اور آفتاب کا

دار السلام وہ ہے تو دار السقر ہے یہ
نکتہ سمجھ لیا ہیں ثواب و عذاب کا

ٹھنڈے رہیں کہ گرم رہیں کچھ گلا نہیں
دیدار تو نصیب ہے عالی جناب کا

ذکرِ خدا سرود ہے مطرب ہے دل مرا
دم میرا تار ہے میرے تن کے رباب کا

کیا روسیاہی ہے کہ کہیں آنکھ لڑ گئی
زاہد کو بھی جو شوق ہوا ہے خضاب کا

تن پھل ہے روح مغز ہی لذت ہے ذاتِ حق
تسلیم یہ خلاصہ ہے لبِّ لباب کا

ولہ

اگر تیرا خمیرِ گل نہ ہوتا
تو پیکر نور کا یہ دل نہ ہوتا

خدا سے بندہ گر فاصل نہ ہوتا
تو بندہ سے خدا واصل نہ ہوتا

نہ ہوتی حسن کی گر آفرینش
نہ ہوتا دل نہ ہوتا دل نہ ہوتا

نہ ہوتا شربتِ دیدار حاصل
اگر قندِ محبت دل نہ ہوتا

دو عالم بحرِ دل میں ڈوب جاتا
تنِ خاکی اگر ساحل نہ ہوتا

نہ ہوتی گر تجلی الٰہی
کبھی دل حسن پہ مائل نہ ہوتا

نہ ہوتا داغ لالہ کے جگر پر
اگر عارض کا اُن کے تل نہ ہوتا

نہ ہوتا نقش گر تسلیم رہزن
خدا کا راستہ مشکل نہ ہوتا

ولہ

جب تک اپنا پتا نہیں ملتا
یاد رکھو خدا نہیں ملتا

بخدا ہیں خدا نما اکثر
پر کوئی خود نما نہیں ملتا

کئی دن سے دعا میں ہوں مصروف
پر دلی مدعا نہیں ملتا

دل کا جب تک نہ سلسلہ ملجائے
ذات کا سلسلہ نہیں ملتا

کونسا شعر ہے کہ جس کے عوض
دل سے ہم کو صلا نہیں ملتا

بند جب تک رہے در تقدیر
ایک در بھی کھلا نہیں ملتا

ہو ہی عکس روح میں زاہد
روح کا راستہ نہیں ملتا

ہیں بہت عابد اور بہت زاہد
پر کوئی آشنا نہیں ملتا

گرچہ صرف جبیں ہو خاک زمین
دل سے ملتے تک خدا نہیں ملتا

جب تک الفت نہو حسینوں سے
دید کا ذائقہ نہیں ملتا

شرط ہر چند ہے ہر اک شے میں
پر نشان جزا نہیں ملتا

ذات انساں کہ رتبہ تسلیمؔ
بے رضائے خدا نہیں ملتا

ولہ

جس دن سے عشق آپکا سینہ میں جا کیا
سن لو کہ زندگی میں گذر ہیں سے آیا کیا

پیاسا ہوا تو شربت خون جگر پیا
بھوکا ہوا تو لخت جگر ناشتا کیا

پھر تا ک و بو ہوا تیری زلف سیاہ سے
دعوے کیا تو مشک ختن کیا خطا کیا

شکوے شب وصال ہیں روز فراق کے
میں منہ سے وہ زبان ادا سے ادا کیا

چہرہ پہ چھوٹ جائینگی یکدن ہوائیاں
انفاس اپنے جو کوئی صرف ہوا کیا

ضعف بصر کا شکوہ نہ لایا زبان پہ
خاک ان کے آستانہ کی جو توتیا کیا

جب شکر اور رضا کو میں تسلیمؔ لے لیا
حاجت بر آمری حاجت روا کیا

ولہ

خود بینی کے کعبہ کا احرام نہیں اچھا
میخانہ غفلت کا انجام نہیں اچھا

شبنم ہو کہ لالہ ہو لبریز چمن خالی
یہ شیشہ نہیں اچھا یہ جام نہیں اچھا

سچے رہو صاحب نا حق نہ دکھاؤ دل — اس سے کوئی بڑھکر بھی برا کام نہیں اچھا
بے خوف گنہ گاری طاعت میں ریاکاری — یہ کام نہیں اچھا یہ نام نہیں اچھا
دنیا سے بچو تسلیم اور اسکی محبت سے — یہ دانہ نہیں اچھا یہ دام نہیں اچھا

ولہ

نظر سے دور جب تک پردۂ غفلت نہیں ہوتا — یہ کثرت میں نمایاں جلوۂ وحدت نہیں ہوتا
کسی کی ہو اگر اپنی نہو پر دل لگی کی ہو — تصور یار کی صورت کا بے صورت نہیں ہوتا
نیاز و ناز کے عقدے برابر کھل نہیں سکتے — کہ جب تک دل سے دلکو رشتۂ الفت نہیں ہوتا
تن آسانی نہیں اچھی کہ دنیا اور عقبی میں — پہنچنا منزل مقصد کو بے محنت نہیں ہوتا
بطون اصل بے پیوند کب ظاہر ہوتا [illegible] — بشر سے لاگ اے دل صاحب نسبت نہیں ہوتا
اسے عابد کہیں ہم یا کہیں معبود غیرت سے — جو دل ممتاز بے چونی سے چونیت نہیں ہوتا
نہیں تسلیم روتی چشم تر دامن ندامت سے — کہ ہر آنسو کا قطرہ گوہر رحمت نہیں ہوتا

ولہ

دل کے آئینہ کو جو کوئی صفائی دیگا — صاف عکس رخ دلدار دکھائی دیگا
بے نیازی کا طریقہ ہے کہ دلدار بھی تو — ایک کو وصل تو لاکھوں کو جدائی دیگا
کھول ڈالینگے ابھی عقدہ مالا ینحل کو — جنکو مولا نظر عقدہ کشائی دیگا
گرچہ ہوں معصیت آلودہ سراپا لیکن — آب اشک آتش دوزخ سے رہائی دیگا
دعوئے عشق میں صادق جو بشر ہوتا ہے — سو جفائیں ہوں مگر داد وفائی دیگا
ذکر سے ملتا ہے مذکور تو لونگا نہ کبھی — گر عوض اس کے خدا مجھکو خدائی دیگا
راہ کی فکر نہ کر تیز قدم ہو تسلیم — دل ہی خود پہلو سے آواز رسائی دیگا

ولہ

عجب حلاوت ہے زندگی میں جگر پہ الفت کا داغ ہونا
ہے راحت آنکھوں کو جی کو دلکو اندھیرے گھر میں چراغ ہونا

ہو عشق گلگشت سینہ گلگوں ہو آہِ سرد اور قلب محزوں
بہار ہونا نہ غنچہ ہونا نسیم ہونا نہ باغ ہونا

چمن میں آتا ہے آج دلبر ہے بسکہ نازک مزاج دلبر
صراحی غنچہ کی سئے ہوا کی رگِ گل گلابی ایاغ ہونا

غرور ہے عیب بندگی کو فنا ہے دنیا کی زندگی کو
نہیں ہے انسانیت کا شیوہ کہ بد دل اور بد دماغ ہونا

خدا کی ہستی میں نیست ہو جا نہ رکھ انا کا تو سر میں سودا
اگر ہوس ہے کہ بیخودی میں خودی سے اپنے فراغ ہونا

کہاں میں ڈھونڈوں کدھر میں جاؤں میں کس سے اسکا پتا اٹھاؤں
سوائے دامانِ کبریائی کہیں تو دل کا سراغ ہونا

ہوس کسی کو تو مال کی ہے کسی کو علم اور کمال کی ہے
یہ نکتہ تسلیم یاد رکھنا ہمیں تو دل اور دماغ ہونا

ولہ

دل یاد میں مولا کے بہل جائے تو اچھا
دم ذکر الٰہی میں نکل جائے تو اچھا

پتھر ہو کہ آہن ہو پہ دل ذکرِ خدا میں
دم دید کی گرمی سے پگھل جائے تو اچھا

ہے دید کے قابل یہ نہیں کچھ غم داری
پھولا شجرِ شوق ہے پھل جائے تو اچھا

بہتر ہے کہ لختِ جگر آنکھوں سے ٹپک جائے
دل چین کے پہلو کو نکل جائے تو اچھا

یک برق تجلی سے مری ہستی کا خرمن
وادی میں کہ طور سا جل جائے تو اچھا

ہے رنگِ کثافت مری نقشہ میں سراپا
یارب یہ لطافت سے بدل جائے تو اچھا

یہ جائے ادب کی ہے سبک ظرف نہ ہونا
دل حفظ مراتب میں سنبھل جائے تو اچھا

آفت ہے بحالت بشری دعوئ توحید
بیخود نہ ہو مزاج آپ کا جل جائے تو اچھا

تسلیم ہے بس معصیت آلودہ الٰہی
چشمہ تری رحمت کا ابل جائے تو اچھا

ولہ

خدا کی شان بت ہر ایک تھا نہیں پیدا
خدا کرے کہ حلاوت ہو جان میں پیدا

ملے حلاوت ذکر خدا نہیں ممکن
اگر ہو شہد کا چشمہ زباں میں پیدا

ہے ایک جلوہ کہ اجرام اور عناصر سے
زمیں میں ہے عیاں آسماں میں پیدا

ہے غیر جنس مگر مقتضائے استعداد
ہے جلوہ اسکا مکیں اور مکاں میں پیدا

اگر ہے دیدۂ بینا تو دیکھ لو تسلیم
کہ بے نشانئ حق ہے نشان میں پیدا

ولہ

صبح دم خواب میں جلوہ کبھی ظہور ہوا
دل مرا دولت بیدار سے مسرور ہوا

تو تو نزدیک ہے شہ رگ سے مری اے شب حسن
کیا ہوا گر میں حضوری سے تری دور ہوا

مرے رونے پہ وہ ہنستے ہیں تو کچھ رنج نہیں
شکر کرتا ہوں کہ رونا مرا منظور ہوا

چاند جوں ابر سے پردہ سے تجلی نکلی
نور سے دل کے سراپا مرا معمور ہوا

دور سے بھی نہ گئی یار کی دیکھا تسلیم
عمر بھر میں نہ کبھی دل مرا مسرور ہوا

ولہ

نہیں شور و بکا فغاں اچھا
صبر کا دیجیے امتحاں اچھا

اشک بیدردی ہی خاک اچھی
بے اثر آہ سے دھواں اچھا

اسکو لازم ہے پھولنا پھلنا
جس چمن کا ہے باغباں اچھا

تلخ گوئی سے میٹھی بات اچھی
بحر سے چشمۂ رواں اچھا

کس جگہ کس کو دخل کیونکر ہو
در پہ گر ہو کوئی پاسباں اچھا

لاکھ طاعت سے زہد سے تسلیم
عشق مولائے دوجہاں اچھا

ولہ

جب سے مجھے عشقِ خدا ہوگیا
آپ میں آپ جدا ہوگیا

دیکھتی صورت کو ہیں آنکھیں مری
کون یہاں پردہ کشا ہوگیا

جس کو ہوا شوقِ مئے معرفت
فائزِ بزمِ عُمر فنا ہوگیا

مُنہ پہ نہ اللہ کے دم کے سوا
لایا نہ الّا الٰہ کو جو لا ہوگیا

عشق ادھر حُسن اُدھر بیدلو
آنکھوں میں اور دل بلا ہوگیا

آنکھوں سے دیکھو اور سمجھو دل سے تو
کون بقا کون فنا ہوگیا

آئینہ خانہ میں دو عالم کے دیکھ
حُسنِ خدا جلوہ نما ہوگیا

آنکھوں کے فتنہ سے دل بے خبر
کشتۂ شمشیر ادا ہوگیا

وصل میں بھی جی کو تسلی نہیں
حضرتِ دل آپکو کیا ہوگیا

آنکھ سے جب آنکھ ملی دل سے دل
مجھ پہ وہ میں اُن پہ فدا ہوگیا

مرتے ہیں جیتے ہیں عجب دم سے ہم
دیکھو تو تسلیم کو کیا ہوگیا

ولہ

وصل میرا اُسے منظور ہوا خوب ہوا
رُخ سے دوری کے میں دور ہوا خوب ہوا

ہمسری کا جو رہا مشک ختن کو دعویٰ
نکہت زلف سے کافور ہوا خوب ہوا

اختیار اسکو جو ہوتا تو وہ کیا کیا کرتا
تن میں دل آپ کا مجبور رہا خوب ہوا

مست تھا میکدہ تن میں انا کی مے سے
ٹوٹ کر شیشۂ دل چور ہوا خوب ہوا

ٹوٹ کر غنچۂ پیکانِ نگاہ نگر دو
زخم دل پر مرے انگور ہوا خوب ہوا

نفس کی خیرہ سری سے بھی فرشتے عاجز
خسروِ عشق کا مامور ہوا خوب ہوا

تھا جو آنکھوں کو مری سرمۂ دیدار کا شوق
کشتہ نورِ خدا طور ہوا خوب ہوا

شکر ہے دل کو جو تھا رنج خار فرقت
وصل کے دور سے مسرور ہوا خوب ہوا

زہد سے پردۂ دیدار جمال جاناں
واہ میں رندوں میں مشہور ہوا خوب ہوا

دل تسلیم تھا مغرور تن آسانی میں
عشق کے درد سے رنجور ہوا خوب ہوا

ولہ

خوش تجھکو پریشانی میں جینا نہیں آتا
جب تک عرق سینہ میں سکینہ نہیں آتا

چاہو تو مجھے چھوڑ دو چاہو تو بلا لو
مرنا نہیں آتا مجھے جینا نہیں آتا

امید میں برسوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن
دلدار سے ملنے کا قرینا نہیں آتا

شکوہ نہیں سعی طواف اور زیارت
کعبہ میں نظر جن کو مدینہ نہیں آتا

پھٹ جاتا ہے زخم اور نکل جاتے ہیں ٹانکے
رکھ ہاتھ رفوگر تجھے سینا نہیں آتا

امید میں شب گزری سحر ہونے کو آئی
اب تک بھی مرا ماہ شبینہ نہیں آتا

پتھر بھی پہاڑوں میں بکھرتے ہیں ہمیشہ
لیکن دل غافل کو پسینہ نہیں آتا

خواہ گالیاں دیجیے انہیں یا سخت کہیے
عارف کے کبھی سینہ میں کینہ نہیں آتا

طوفان تغافل کے سبب لجۂ دل میں
توحید کا تسلیم سفینہ نہیں آتا

ولہ

بیخودی میں خدا نظر آیا
جلوہ کبریا نظر آیا

حسن جب راہبر ہوا دل کا
عشق کا راستا نظر آیا

نفس امارہ جب ہوا کشتہ
ذکر حق کیمیا نظر آیا

عمر گزری ریاضتیں کرتے
زاہدو تم کو کیا نظر آیا

درد دل دور ہو گیا تسلیم
جب مسیحا مرا نظر آیا

ولہ

دیدۂ یار میں جو میں نے تجلی دیکھا
نور میں نور تجلی میں تجلی دیکھا

صورت عالم کثرت میں بچشم عبرت — جلوہ نور الٰہی متجلی دیکھا
گھومتی آتی ہے آ ماللہ کی ہو جب دیکھا — ذرہ ذرہ میں انا کی ہی تعلی دیکھا
اتنا ایک کو اور لاکھ مسلمانوں کو — حاجی و صالح و شب خیز و مصلی دیکھا
لاکھ احساں بھی کریں تو بدی گر رہے — نفس امارہ کو تسلیم جبلی دیکھا

ولہ

فرزانگی کا حاصل دیوانہ بن کے دیکھا — الطاف ساقی دل مستانہ بن کے دیکھا
ناز اور بے نیازی عشق اور جانگدازی — جانانہ بن کے دیکھا دیوانہ بن کے دیکھا
فانوس جب تلک تھا پردہ میں تھی تجلی — شمع جمال کی لو پروانہ بن کے دیکھا
ہے دل سے دل لگانا باریک بھید پانا — کاکل کی موشگافی میں شانہ بن کے دیکھا
میں طوق بن کے دیکھا راحت معانقہ کی — پابوسیوں کی لذت جولانہ بنکے دیکھا
آزاد ہو کے دیکھا دنیا کی بیوفائی — اور نفس کی ہزیمت مردانہ بنکے دیکھا
ہے مے کی گرم جوشی شیشہ میں اور سبو میں — تسلیم لب کی لذت پیمانہ بن کے دیکھا

ولہ

عاشقانہ مزاج ہے میرا — خاکساری رواج ہے میرا
دیدہ دم تخت و تاج ہے میرا — کشور دل میں راج ہے میرا
وصل میں ہنسنا ہجر میں رونا — روز و شب کام و کاج ہی میرا
نہ رہیگی مری پریشانی — دلربا خوش مزاج ہی میرا
ہے فرشتوں سے گرم بزم سرور — روح سے ازدواج ہے میرا
فکر کرتے ہو کیا طبیبو تم — عارضہ لا علاج ہے میرا
پوچھو تسلیم سے دوا میری — وصل جاناں علاج ہے میرا

ولہ

کس کی زلفوں کا ہے سودا مرے سر میں پیدا / کہ ہے نالوں سے دھواں میرے جگر میں پیدا
نونہالوں کی جدائی میں سرشک خونیں / گل ہیں شاخ مژۂ دیدۂ تر میں پیدا
صفت اور ذات کی یکتائی میں کیونکر گم ہو / ہے گہر آب میں اور آب گہر میں پیدا
رنج و راحت میں نہیں شکر و شکایت کا محل / ہے اثر ذات کا جب نفع و ضرر میں پیدا
کسکی صورت کا میں شیدا ہوں کہ آتے جاتے / حسرت دید ہے تسلیم نظر میں پیدا

ولہ

بھول جاؤ مرا بولو انت / گیت میں تو میں نہیں بنتا - بھلا
چلو صاحب سے دکھڑا بولو / یہاں کوئی نہیں سنتا - بھلا
دیکھا آنکھوں سے دل سے جو پوچھا / ہے تو وہی سنو سنتا - بھلا
دم کا شاہد رہو آتے جاتے / مت بھولو گنو گنتا - بھلا
دل سے ہر وقت یہ جاپ ہر دم / رہو تا آدم کا تنتا - بھلا
اِنّی تسلیم قُلتُ اقول / انت فانت انت - بھلا

ولہ

نام صاحب کا مجھے یاد ہوا خوب ہوا / نام سے اپنے میں آزاد ہوا خوب ہوا
آرزو تھی کہ کروں وصل کا سودا اچھا / جلوہ گر حسن خداداد ہوا خوب ہوا
کثرت دید سے وادیٔ توحید سے آج / دیکھو اک نظر آباد ہوا خوب ہوا
دور رہنے کو میں سمجھا تھا کہ نحن اقرب / دل سے اللہ کا ارشاد ہوا خوب ہوا
بیخودی ذکر الہی میں جو پائی تسلیم / نفس کے پنجے سے آزاد ہوا خوب ہوا

ولہ

شکر خدا کہ جب سے دل با خدا ملا / مقصد ملا مراد ملی مدعا ملا
جس دن سے مجھکو ذکر خدا کا مزا ملا / حلوہ ملا مٹھائی ملی ذائقہ ملا

انجمن میں پھرنے لگیں اہل وطن کی صورتیں
مجھکو جس دن سے وطن تسلیم یاد آنے لگا

ولہ

ہم غریب الوطنوں کو نہ ستانا جانا
بھولے بھٹکوں کو بھلی راہ دکھانا جانا

منہ سے کر سکتے ہیں جو چاہتے ہیں دعوے لیکن
سخت مشکل ہے محبت کا نبھانا جانا

بے وطن ہونے ہیں اور کسکو وطن جانتے ہیں
نہیں کھلتا ہے کہ کسواسطے آنا جانا

شکر ہے رونیکا شگوں ہمیں شاید کام آئے
حشر میں اشک بہانے کا بہانا جانا

کام کرنا ہے سو کر لو چلو تسلیم کیا تھم
ساتھ آیا نہ کسی کے یہ زمانا جانا

ولہ

دوستو جب سے مجھے عشق خدا ہو گیا
شکر خدا میں بنا مجھ سے جدا ہو گیا

عشق پہ جب حسن کا پردہ کشا ہو گیا
شکل بشر میں خدا جلوہ نما ہو گیا

گرچہ امید شفا تھی نہ کسی کو ذرا
مجھکو طبیبو مرا درد دوا ہو گیا

سونپ دیا دوستو جسکی امانت لئے
حق جو محبت کا تھا آج ادا ہو گیا

پہلے کر آئینہ صاف بعد شباہت کو دیکھ
نور نمایاں ہوا دل جو صفا ہو گیا

یار سے مدت کے بعد چار نگاہیں ہوئیں
آنکھوں میں غش آگیا حسن بلا ہو گیا

میں ہوں مرا یار ہے لذت دیدار ہے
عشق ہزار آفریں خوب مزا ہو گیا

اگلے زمانہ کے لوگ رکھتے تھے حق پہ نظر
اب بھی وہ نقشہ ہے پر رنگ نیا ہو گیا

سوتا تھا میں بے خبر یار بلا آن کر
شکر ہے تسلیم پر فضل خدا ہو گیا

ولہ

جو فدا کر خدا ہوا مرد خدا ہوا
واصل ہوا خدا سے خودی سے جدا ہوا

دل شاد وہ جو صرف غم دلربا ہوا
آزاد وہ جو بستہ زلف رسا ہوا

کوشش ادھر نہیں کشش بھی ادھر نہیں
ہم آشنا ہوئے تو خدا آشنا ہوا

پردہ دوئی کا دور کر آنکھوں تو دیکھ لے
جلوہ عیاں ہے اسکا نہیں کچھ چھپا ہوا

بے عشق زندگی تری ہر رنگ موت ہے
زندہ وہ ہے جو کشتۂ تیغ ادا ہوا

جب دل ہی اصبعین میں ہے کر غور اسمیں تو
مختار کار بندہ ہوا یا خدا ہوا

خود بیں ہو جو کوئی خدا بیں نہ ہو کبھی
بس وہ خدا نما ہوا جو خود نما ہوا

کھینچا جو مجکو محکمۂ من عرف میں شوق
میں تو کا قصہ مٹ گیا اور تصفیہ ہوا

تسلیم جب سے ذکر کا ہاتھ آیا مصقل
رنگ دوئی سے آئینہ دل کا صفا ہوا

ولہ

اگر ہوتا تمہارے دل میں جوہر دلربائی کا
کبھی شکوہ نہ کرتا زاہد دیں پارسائی کا

تجھے زاہد جو باطل ہے دعوی حق نمائی کا
جو از خود رفتہ ہے مجبور ہے استغفرائی کا

یہ ہستی نیستی ہے نیستی ہستی ہے اے سالک
خودی ہے جب تلک ہے کفر دعوی خود نمائی کا

نہ دلکو پھیرتے جلتے نہ شب کو شمع سی جلتے
نہ ہوتا وصل میں کھٹکا اگر ہمکو جدائی کا

محبت کا نبھانا جبکہ آتا ہی نہیں ہمکو
کریں کس منہ سے شکوہ پھر تمہاری بیوفائی کا

شکیبائی سے معذور شکایت کیوں ہمیں ہوگی
اگر ہے عذر کوشش میں تمہیں بیدردیائی کا

کریں تسلیم صورت اپنی مرقد کی صفائی کی
نہیں آئینہ ہستی میں جو ہر دید پائی کا

ولہ

عرش اعظم ہے ازل سے وہ نمونہ دل کا
جس سے ہو جاتا ہے دل والوں کو دھوکا دل کا

بے محبت نہیں کھلتا ہے دریچا دل کا
عشق جب آتا ہے اٹھ جاتا ہے پردہ دل کا

نظر آجاتا ہے جب خال جبین جاناں
مری آنکھوں میں سماتا ہے سویدا دل کا

کبھی بجلی کبھی شعلہ کبھی پارہ بن جائے
کیا کہوں تم سے مری جان تڑپنا دل کا

ہو نہ جب تک کسی دلجو سے الفت پیدا
سخت دشوار ہے اللہ سے ملنا دل کا

پاسِ دم کا چلو ذکر میں تا مرگ بھی تسلیم
یہ سفر خضر کا ہے اور یہ توشہ دل کا

دل سے دل لگ گیا پر شرم کے مارے تسلیم
منھ پہ لاتے نہیں ابتک وہ ارادہ دل کا

ولہ

بڑا ہے حسن کے کشور میں غلغلہ دل کا
خبر اڑی ہے کہ آتا ہے قافلہ دل کا

بلند کون و مکاں سے ہے حوصلہ دل کا
خدا کی ذات سے ملتا ہے سلسلہ دل کا

خدا کا گھر ہے سو ہم بتا دینگے
اگر ہو عرش بریں سے مقابلہ دل کا

بچاؤ خون کے چھینٹوں سے اپنی آنکھوں کو
نہ پھوڑ نوک سے مژگاں کی آبلہ دل کا

لگینگے ہم بھی جواب اسکا اپنی آنکھوں سے
ادھر سے لائے نظر جب مراسلہ دل کا

خبر یہ دیتا ہے آئینہ غبار آلود
کہ خاکساری سے ہوتا ہے مصقلہ دل کا

بدلتے ہو تو چلے آؤ دل سے دل بدلیں
سوائے دل کے نہیں ہے مبادلہ دل کا

فساد عشق کا بے مصلحت نہیں تسلیم
گلہ نظر کا کروں یا کروں گلہ دل کا

ولہ

حق پسندی سے بشر جب حق پسندیدہ ہوا
وہ تو عین حق ہوا حق مردم دیدہ ہوا

لاغری سے جسم کے ہو روح کو بالیدگی
روح لاغر ہو گئی جب جسم بالیدہ ہوا

خاکساری سر بلندی ہے بشر کیواسطے
ریشہ نکلا جب زمین میں دانہ بوسیدہ ہوا

اف رے روز دیدہ نظر چشمک میں لیکر اڑ گئی
سینہ میں پہلو میں دل ہرچند پوشیدہ ہوا

اے پریشانی سیہ بختی کو رونق کیوں نہ ہو
سر میں سودا کاکل مشکیں کا پیچیدہ ہوا

قید سے آنکھوں کی آزادی تصور کو نہیں
کس پری رو کا دل دیوانہ گرویدہ ہوا

سمجھے کم پایہ نگ سے سنگینی افلاک کو
دل جو میزان نظر میں اپنے سنجیدہ ہوا

ہو گا رشک آبرو سے خشک دامان حشر میں
شرم عصیاں سے جو تر دامن کہ تر دیدہ ہوا

زنگ حدت جم گیا تسلیم جب سے آشنا
اسم سے وہ ذکر سے دل جسم سے دیدہ ہوا

ولہ

رونق بزم جہاں وہ شمع تمنا ہوگا
دل کے پروانوں کا محفل میں تڑپنا ہوگا

حسن کے پردہ میں دیکھیگا وہی جلوہ حق
سلسلہ جسکا نظر والوں سے ملتا ہوگا

ٹوٹتے ہی یہ قفس روح کے طائر کیلیے
آشیان کنگرہ عرش معلا ہوگا

زاہد از بہر ریا کا ہے کلید دوزخ
حشر میں جلوہ جو ہوگا عرفا کا ہوگا

گر یقیں چاہو تو درویشوں کے تا میں چلو
یاں جو دھوکے میں ہیں واں بھی انہیں دھوکا ہوگا

حشر میں ہوگا لوا ہاتھ میں جسکے تسلیم
وہی حامی مرا وہ میرا وسیلہ ہوگا

ردیف (ب)

یارب نصیب چشم ہو دیدار یار کب
حاصل ہو اطمینانِ دلِ بیقرار کب

فرقت میں ماہ و سال خدایا گذر گئے
روزِ وصال ہو یہ شب انتظار کب

بلبل سا دل ہے نغمہ سرائے غم فراق
یارو دکھے گا مجکو مرا گلعذار کب

ویراں خزانِ غم سے بہار جگر ہوئی
یارب کھلے گی وصل کی باد بہار کب

تسلیم کرو دعا کہ اجابت کا وقت ہے
پھر ایسا وقت آئے کہاں بار بار کب

ولہ

بیہودہ گفتگو ہے بشر کو ہے سخت عیب
عورت کی بدمزاجی سے گھر کو ہے سخت عیب

بد ہو پسر تو نیک پدر بد نہ ہو کبھی
لیکن پدر جو بد ہو پسر کو ہے سخت عیب

اخلاق گر بشر میں نہیں آبرو نہیں
بے آب ہو تو جوہر گوہر کو ہے سخت عیب

اخلاص گر عمل میں نہیں آدمی نہیں
شیریں نہو اگر تو ثمر کو ہے سخت عیب

تسلیم عشق و حسن میں ہے رابطہ قدیم
دیدار گر نہ ہو تو نظر کو ہے سخت عیب

ولہ

دوستو آؤ ادھر گر ہے خدا کی طلب
دیکھو اگر ہے نظر سب میں تجلی رب

نام کو ہے ما سوا کچھ نہیں رب کے سوا
شوق کرو تم ذرا ملتا ہے بے ڈھونڈے کب

غیر نہیں ہے نہاں عین ہے جلوہ کناں
ہے وہ عیاں اور نہاں دیکھو نہ رد کے سبب

دیکھ سمجھ با ادب رکھ نہ خیال سبب
صورتیں ہیں بے سبب ہو وہ نقل آئینہ جب

بو میں ہے وہ گل میں وہ جزو میں وہ کل میں وہ
تاک میں وہ گل میں وہ سیکھو سمجھنے کا ڈھب

بو میں وہ خوشبو میں وہ آب میں وہ جو میں وہ
میں نہیں میں میں تو وہ دل سے سمجھ با ادب

جام ہے وہ جم ہے وہ خشک ہے وہ نم ہے وہ
دید ہے وہ دم ہے وہ دیکھ سمجھ کا سبب

روح وہی دل وہی نور وہی ظل وہی
رہ وہی منزل وہی بس یہی ہے راہ رب

موج الگ آب الگ ماہ الگ تاب الگ
چشم الگ خواب الگ کہنے سے ہوتے ہیں کب

ظاہر و باطن وہی سائر و ساکن وہی
واجب و ممکن وہی سب میں ہیں سب میں رب

چپ رہو تسلیم تم منہ پہ کرو میم تم
کرتے ہو تعلیم تم جو نہ سنیں ہے غضب

ولہ

یارب یارب یارب
سب میں ہے تو اور تجھ میں ہے سب

کھاتے پیتے جگتے سوتے
تو ہی مقصد تو ہی مطلب

اے میرے مولا تو ہی بچا لے
نفس کیا ہے عاجز بے ڈھب

دین اور دنیا جھگڑا ہے
ذکر ہے تیرا سب سے انسب

دیکھوں سنوں یا بولوں میں
بے تیرے طاقت مجھ میں ہے کب

آئے گی آخر کام غریبی
کس کی دولت کس کا منصب

عقل معلم ذکر سبق ہے
دل ہے کودک تن ہے مکتب

تسلیم اپنی گرو کو زباں کو
رمز ہے یاں یک بند کرو لب

ولہ

گرم جب دن سے ہے توحید کی محفل یارب / مرے پہلو میں سی دن سے نہیں دل یارب

سننے میں دیکھنے میں کہنے میں جب ہے نہ میں / دل مرا غیر کے جانب نہیں مائل یارب

دل کا مشتاق ہے دل آنکھ کی مشتاق ہے آنکھ / آنکھ سے آنکھ ملے دل سے ملے دل یارب

میں جو بیگانوں سے ملتا ہوں یگانہ بنکر / یہ مرا جادہ ہے اور یہ مری منزل یارب

غیر کا ہوگا نہ یہ آئینہ صورت عین / دل کو جبتک ہے تمیز حق و باطل یارب

ڈھونڈتا ہوں نہیں ملتا کہیں لیلے کا پتا / کبتک آنکھوں میں بسے گا مری محمل یارب

جب تلک دل نہو پروردۂ تسلیم و رضا / لاکھ اگر زہد ہو مطلب نہو حاصل یارب

ردیف - تا

میں کس سے کہوں اپنے دلِ زار کی حالت / ہوگی نہ خزاں میں بھی یہ گلزار کی حالت

باہر ہوئی تشخیص طبیبان جہاں سے / اے میرے مسیحا ترے بیمار کی حالت

الفت میں مجھے غیرت بسمل نظر آئی / مقتول دمِ ابروے خمدار کی حالت

سب طالب یوسف تھے مگر مثل زلیخا / دیکھا نہ کوئی مصر کے بازار کی حالت

تسلیم ہوا اکثر سببِ رشکِ ریاضت / محشر میں مے عشق کے سرشار کی حالت

ولہ

جبسے دیکھا ہوں میں وہ رشکِ قمر کی صورت / رشکِ رنگِ شفقستاں ہے جگر کی صورت

دوستو ہجر میں دلدار کے روتے روتے / ابرِ نیساں سی ہوئی دیدۂ تر کی صورت

یار کے زلف کے دیوانوں کو صحرا کے سوا / خواب میں بھی نظر آتی نہیں گھر کی صورت

ہدفِ ناوکِ مژگاں ہے جگر یہ پیہم / گرچہ سینہ کو کیا ہوں میں سپر کی صورت

غیر حق عرصۂ کثرت میں نہو جلوہ پذیر / چشمِ عارف میں کبھی نفع و ضرر کی صورت

مو شگافوں سے سر مو بھی نہو وصف کبھی
دیکھئے تسلیم نزاکت میں قصور اپنے نہ کیوں

بال سے جبکہ ہے باریک کمر کی صورت
حور گر دیکھے مرے نور نظر کی صورت

ولہ

اگر ہمکو تم سے نہ ہوتی محبت
رہا میں فدا تم پہ ہر چند لیکن
حسب اور نسب پر نہیں منحصر کچھ
دو عالم میں تیرے سوا میرا مالک
ہو یک پل میں تسلیم کے دلکو تسکین

بھلا کاہے کو کہتے اتنی آفت
نہ دیکھا کبھی تم سے چشم مروت
طریقے سے انسان کو ہے شرافت
میں پھر کس سے اپنی کروں عرض حاجت
کرے جب تجھے یارب نگاہِ عنایت

ولہ

جسدن سے ہی دلکو مرے وحدت سے محبت
ہو حشر میں بس اسکو شفاعت کا ذریعہ
ہووے نہ کبھی غیب کے عالم کی حضوری
الفت کا مزہ وصل میں اٹھ جاتا ہے دل سے
خاصانِ خدا سے ہو دو عالم میں وہ تسلیم

کثرت میں ہوں لیکن نہیں کثرت سے محبت
ہے جسکو یہاں اہل محبت سے محبت
جبتک نہو عارف کو شہادت سے محبت
ہے اس لئے یارو مجھے فرقت سے محبت
دنیا میں جسے ہوگی سخاوت سے محبت

ولہ

جس روز سے ہے مجکو حسینوں سے محبت
دنیا میں کبھی بادرخوں سے نہ لگا دل
ہے آتش و خاشاک کی صحبت سے ہی بدتر
کیا داغوں سے الفت ہے مرے لخت جگر کو
تسلیم گذرگاہِ جہاں سے نہ لگا دل

رکھتا نہیں دنیا کے قرینوں سے محبت
کیا خاک ہو افلاک نشینوں سے محبت
اشراف کو گر ہووے کمینوں سے محبت
جس طور ہو خاتم کو نگینوں سے محبت
کرتا ہے کوئی براہ نشینوں سے محبت

ولہ

جب ہم سے اُٹھایا نہ گیا بار محبت
آنکھیں ہوئیں آنسو سے گراں بار محبت

گلرو کی جدائی میں تڑپ کیوں نہو دل کو
کھٹکتے ہیں کلیجہ میں مرے خار محبت

جبتک نہ ملے شربت دیدار مسیحا
اچھا نہ طبیبوں سے ہو بیمار محبت

شکوہ نہیں آنکھوں کو مرے خون جگر کا
پھولا مرے دامن میں ہے گلزار محبت

ہے جوہر دل کیسہ ہر جسم میں لیکن
تسلیم نہیں کوئی خریدار محبت

ولہ

ہر چند بہت گرم ہے بازار محبت
دکھتا نہیں پر کوئی خریدار محبت

گو عشق کے قانون کو ہے مضراب فاس
ہشیار کہ تو میں نہ کہیں تار محبت

کامل نہیں ظرف اُنکا رہ عشق میں ہرگز
کرتے ہیں جو بے ضبط ہو اظہار محبت

جبتک نہو دیدار کی تائید نظر سے
ہلکا ہو کہاں دوش گراں بار محبت

بے صیقل وحدت نہو آئینہ دل صاف
آشفتوں کو خود بینی ہے زنگار محبت

یہ درد وہ تمنائے مسیحا نہیں رکھتا
دارو سے دل زار ہے آزار محبت

جبتک نہ ملے رشک مسیحا مرا تسلیم
جائے نہ دوا سے کبھی آزار محبت

ولہ

یارب تو بہا دل میں مرے جو محبت
یا آنکھوں سے ٹپکیں مرے آنسو سے محبت

جبتک نہو دل نرم نہو قابل رحمت
پتھر ہے وہ دل جس میں نہو جوئے محبت

جب عرش سے بالا ہے مقام دل عارف
فردوس بریں کیا ہے بہلی کوئے محبت

دل درد سے [illegible] ہے بیٹھا
یارب تو بنا دے مجھے [illegible] محبت

[illegible] کی صورت لگے آئینہ بن جائے
وہ دل کہ جگہ جسکی ہے پہلوئے محبت

[illegible] نہیں دنیا میں حکایت کو [illegible]
[illegible] نہ جائے کہیں [illegible] محبت

[illegible]
[illegible] محبت

پاسنگ نہ بنجائے کہیں سنگ تسلی محبت
رکھ ہاتھ میں ثنا ہیں ترازوئے محبت

تسلیم نہ کیوں روح ہو تازہ دماغی
آئی چمن دل سے ہے خوشبوئے محبت

ولہ

دنیا میں خداوالوں کی صحبت ہے غنیمت
صاحب سے محبوں کی محبت ہے غنیمت

یک لحظہ بھی گر یاد الٰہی میں رہے دم
یہ دم ہے غنیمت یہ سعادت ہے غنیمت

صاحب سے محبت ہو تو بہتر ہے وگرنہ
ہو شوق تو بس یہ ہی طبیعت ہے غنیمت

بیمار جو ہو گئے تو بہت یاد کرو گے
کرنا ہو تو کر لو کہ یہ صحت ہے غنیمت

تسلیم رہو شاہد انفاس جتنے تک
نسبت کے لئے بس یہ شہادت ہے غنیمت

ولہ

میری آنکھوں میں ہے کس ماہ لقا کی صورت
دید میں دم ہے مرا تار وفا کی صورت

خسرو کشور ویرانہ ہستی ہوں میں
اڑتے پھرتے ہیں جہاں بوم ہما کی صورت

اشک کو روک لو بہ جائیں نہ خار صحرا
نہ نکل آئے کوئی آبلہ پا کی صورت

جب سے ہم یار کے کوچہ میں جما بیٹھے قدم
نہ اٹھے خاک سے نقش کف پا کی صورت

گر برا حسن پرستی کا طریقہ ہوتا
دیکھتے کونسی صورت ہے خدا کی صورت

وہ بھی ہے کہ نکلنے نہیں پاتی دم بھر
دل کے آئینہ میں اس ہوش ربا کی صورت

دیکھئے دل کی تجلی کے مقابل تسلیم
لاکھ خورشید ہوں بن بیٹھیں وہ سہا کی صورت

ولہ

پتلی کی طرح آنکھوں میں ہے یار کی صورت
اندر دل میں سویدا کی ہے دلدار کی صورت

دیکھے وہ مرے یار کے رخسار کا جلوہ
دیکھا جو ہو گوہر شہوار کی صورت

[illegible]
زنجیر کی مانند زلف گرہ دار کی صورت

[illegible]
[illegible]

نے سہل نہ دشوار رہا واسطے میں شرہ ہے
دلچسپ ہے تسلیم کے اشعار کی صورت

ولہ

ہے یاد الٰہی نہیں جینے کی حلاوت
کھانیکی حلاوت ہے نہ پینے کی حلاوت

دیدار الٰہی میں وہ پائے گا جو پایا
دیدار شہنشاہ مدینہ کی حلاوت

عنبر میں ہے نے عطر میں و مشک ختن میں
محبوب الٰہی کے پسینہ کی حلاوت

کھاتے رہو پیتے رہو جیتے رہو لیکن
ہے ذائقہ ذکر سے سینہ کی حلاوت

پیاسے ہو تو دیدار ہی کرو جیسیں کہ تسلیم
ہے شربت دیدار کے پینے کی حلاوت

ولہ

دل مرا درد جدائی سے تڑپتا ہے بہت
انتظار اس لئے اے مسیحا ہے بہت

جان کی گرچہ ہر ایک شخص کو ہے پروا بہت
پر مری جان بھی ہے تو مجھے پیارا ہے بہت

غم کے رنج کو کھو دیتی ہے جب ایک نظر
غم فرقت کو بھلا کون سمجھتا ہے بہت

یا نبی ورطۂ دریا سے نکالو مجھکو
ڈوبتا جاتا ہوں اور جرم کا بوجھا ہے بہت

کیوں نہ محشر میں خدا بخشے گا اسکو تسلیم
جسکو یاں حامی امت کا بھروسہ ہے بہت

ولہ

تن میں ہے جی اور جی میں نہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
ہے ذکر مولا ملتی کہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
دنیا کی الفت کالی بلا ہے وحشت کی آفت کی غفلت کی جا ہے
صاحب دلوں کو آرام جان ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
تن میں ہے دیکھو رنگین تجلی ہے سیر جسکی نور اور تجلی
تازہ چمن ہے اور بے خزاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
حاصل دل کو دل سے نکالو پاتا ہے جو کچھ جلدی سے پالو

تن بہ تب تلک ہے جہاں یہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت
وہم کی تشنی جی ثبات تسلیم دیکھو پیاری تجلی
سیرِ بہارِ ہر دو جہاں ہے دل کی نظر کی دم کی حلاوت

سر میں اپنے جس کے سمائی ہے ہوا کوئے دوست
خلد سے نا آشنا ہے آشنائے کوئے دوست

غیرتِ عرشِ علا ہے سرا کوئے دوست
ہے زبانِ قدسیاں صرفِ ثنائے کوئے دوست

شکر ہے میں واسطے ملک لایت ہو گیا
سر پہ میری جب کیا ظلِ ہمائے کوئے دوست

بنگیا شہد دلوں کی گرمجوشی کے لئے
بیضہ خورشیدِ محشر نقشِ پائے کوئے دوست

راحتِ دنیا بلا ہے اہلِ دنیا کے لئے
عاشقوں کے حق میں نعمت ہے بلائے کوئے دوست

اے نسیمِ خلد واپس ہو کہ لاتی ہے یہاں
نکہتِ گلدستہ کاکل صبائے کوئے دوست

گرچہ ہے نزدیک پر گم کردہ راہوں کیلئے
حضرتِ دل آپ ہی ہیں رہنمائے کوئے دوست

خلد میں مومن رہیں کفار دوزخ میں مگر
اہلِ دل کی دل لگی ہو کب سوائے کوئے دوست

سر دے کیوں ارزانی کا فو ہوتی اندلوب
گر نہ ہوتا گرم بازارِ فضائے کوئے دوست

قیمتِ مشتِ خس و خاشاک میں بھی ہو کمی
گر متاعِ ہر دو عالم ہو بہائے کوئے دوست

مثلِ طائرِ شوق کے بازو سے اڑتا جاؤنگا
سر میں میرے ہے بہت دن سے ہوائے کوئے دوست

دیدبازوں کو موثر کی خبر دیوے اثر
ہے لقائے دوست عاشق کو لقائے کوئے دوست

عشق کے معمار کے ہاتوں سے بس روزِ ازل
خشتِ دل سے ہے بنا دولت سرائے کوئے دوست

بہرہ تسلیم کا لو ہم پریشاں کیوں چلو
باعثِ جمعیتِ خاطر ہے جائے کوئے دوست

ردیف جیم

ولہ

کب طبیبوں سے ہو بیمار دل شیدا کا علاج
کارگر جب نہیں ہوتا ہے مسیحا کا علاج

ناصحا مغز پکاتا ہے عبث کیوں اپنا
نہیں ممکن کہ جو ناداں سے ہو دانا کا علاج

ساکن چرخ چہارم سے نہ ہووے بخدا
کشتۂ تیغ ادائے بت رعنا کا علاج

چاہیئے ہجر کے بیمار کو دارو ئے وصال
کیونکہ صہبا سے ہو مخمورئ صہبا کا علاج

نہ ہو تسلیم کبھی رشتۂ کاکل کے سوا
طوق و زنجیر سے آوارۂ صحرا کا علاج

ولہ

وحشت سے ہجر کے ہے پریشاں مرا مزاج
مت بھول مجکو اے مرے نا آشنا مزاج

درد جدائی مجکو ستانے لگا بہت
بے وصل کے دوا سے نہ پائیگا شفا مزاج

تدبیر ہے دوا کی تو پرہیز کر طبیب
فرقت ہے اندنوں ہی بہت بے مزا علاج

یک آن میں ہو دور مرے دلکا عارضہ
آجائے گر دوا پہ مسیحا ترا مزاج

پابند میں بلا میں جو کچھ ہو سکیں ہوں مگر
اچھا خدا کرے کہ رہے آپ کا مزاج

نے نامہ لوٹنے پہ کبوتر کے رو دیا
شکر خدا کہ یار ہے از بس رسا مزاج

آتا چلا ہے جوش جنوں کے محیط کو
کب آشنائے ضبط ہو تسلیم کا مزاج

ولہ

اُڑتی خبر آئی ہے یار کے آنے کی آج
دل پہ ہے میرے خوشی ساز زمانے کی آج

یار کی آمد کا ہے چار طرف غلغلہ
آئی ہے شاید گھڑی ملنے ملانے کی آج

ہوا جلا دیکھی غم سے نہ ہم رہ میں گئے
آئی ہے ساعت اگر ہنسنے ہنسانے کی آج

کی زنجیر کو تاب کچھ دیتے ہیں وہ
ملتی ہے شاید سزا دل کے لگانے کی آج

ملئے تم غیر سے کچھ ہو ہے ملنے میں
[illegible]

ہے کہا غم نہیں حسرت و ماتم نہیں
طرز بہانے کی ہے [illegible] بہانے کی آج

اوج پہ دلبر کی ہے جلوہ گری لبری
فکر ہے تسلیم کو عشق نبھانیکی آج

ردیف دال

ولہ

یار چہرہ پہ سے کاکل کو اٹھایا شاید
ابر سے ماہِ منور نکل آیا شاید

خونِ نمکیں جو جراحت سے بہی جاری تھا تل
تیغ کو آبِ نمک میں ہے بجھایا شاید

ہوئی رخصت ہے جو رو رو کے چمن سے بلبل
صبح پیغام خزاں آنے کا آیا شاید

فرحت دلکا جو چہرہ سے پتا ملتا ہے
رات بھر وصل سے لذت ہے اٹھایا شاید

بے سبب دل جو تڑپتا ہے مرے سینہ میں
صاحب حسن کوئی ہوتا ہے پیدا شاید

دخل جس جا پہ فرشتوں کے گماں کو بھی نہیں
دل میں انساں کے وہ خود آپ سمایا شاید

غل جو کرتے ہیں بہت آج عنادل تسلیم
گلبدن سیر گلستاں کو ہے آیا شاید

ولہ

اندنوں ہنسی ہے اکثر مجھے دلدار کی یاد
کر دی بیمار مجھے نرگس بیمار کی یاد

رخنہ انداز جگر ہے مژہ یار کی یاد
قتل کرتے ہیں مجھے ابروے خمدار کی یاد

جوں کتاں چاک گریبانِ جگر ہوتا ہے
جبکہ آتی ہے مجھے چاند سے رخسار کی یاد

ابر تر کرتی ہے رو رو کے جو دامان میں
شاید آتی ہے مرے چشم گہربار کی یاد

جاں بلب ہے رو جدائی سے ہوا جاتا ہوں
کیا مسیحا تجھے آتی نہیں بیمار کی یاد

گر مجھ وطن رنج و محن میں بھی جاے
عندلیبوں کو قفس میں بھی ہو گلزار کی یاد

ہیں مگر قت سے ہو تسلیم کو جب تشنہ لبی
اکثر آتی ہے اسے شربت دیدار کی یاد

ولہ

دل میں خدا کی یاد ہے وہ ہیں خدا کی یاد
یاد خدا خوشی میں ہے غم میں خدا کی یاد

دکھاتا ہے انکو عین نہیں غیر پر نظر
رہتی ہے جنکو [illegible] ہمیشہ خدا کی یاد

شکوہ نہیں ہے شکر ہے شکوہ ہے رائگاں
یاد [illegible] اسم میں [illegible] خدا کی یاد

پھولیں پھلیں خوشی سے نہ حسرت ہے نہ جنھیں
آتش کدہ میں باغ [illegible] خدا کی یاد

تسلیم وہ ہے ایک اگر ہیں کئی نہیں
ہم ہیں خدا کی یاد ہے ہم میں خدا کی یاد

ولہ

ردیف رائے مہملہ

طالب حسن جمال یار کچھ انصاف کر
عشق کے صیقل سے آئینہ کو دل کے صاف کر

بے ترے مجکو نہیں ملتا سراغ آشنا
گو سفر تا زندگی بس قاف سے تا قاف کر

گر تجھے انسانیت حاصل ہے۔ وہ دن کیلیے
بے عمل تسلیم اپنے علم کا مت لاف کر

ولہ

یاد مجھے جاناں کمر تم داد یا بیداد پر
ہر عمل ہمکو فقط ہے آپ کے ارشاد پر

شوق میں [illegible] ہو کر شیفتہ
قمریاں ہوتیں فدا ہیں سرو پر شمشاد پر

ہو گیا برباد آخر [illegible] دم میں دیکھ لو
تخت اڑتا تھا سلیمان کا جو دوش باد پر

جو ہوا فانی نہیں آفت کا اندیشہ کبھی
کون بجلی ڈالتا ہے کشور برباد پر

درد دل انجام [illegible] کھا تسلیم غم
پہلے کھجلا کر دوا رکھتے ہیں اکثر داد پر

ولہ

[illegible] رہتا ہے حال پریشاں اکثر
آگ برساتے ہیں یاں دیدہ گریاں اکثر

دیکھتا ہوں جو گلستاں میں بہار سنبل
یاد آتی ہے تری زلف پریشاں اکثر

پان کھانے کا ہوا شوق جب سے پیدا
لعل بنتے ہیں تمہارے دُرِ دنداں اکثر

غنچے گل ہوتے ہیں گل خاک میں ملجاتے ہیں
اسی لئے ہے یہی حالتِ دوراں اکثر

ظلم مجھ پر جو کیا سر بہ گریباں ہے فلک
جو بدی کرتا ہے ہوتا ہے پشیماں اکثر

بس کہ ہے مہرِ بتاں سینہ میں گبر چلے جاتے ہیں
اثرِ عشق سے دیر کو کعبہ کو مسلماں اکثر

دل کو جو پایا تو دو عالم کو وہ پایا تسلیم
رہتے خاتم سے تیرے تسخیر سلیماں اکثر

ولہ

کون جاتا ہے عدن کو کوئی جاناں چھوڑ کر
جانتی ہے دشت کب بلبل گلستاں چھوڑ کر

اے جنوں گر کچھ تصرف اس تری وحشت میں ہے
کھینچ دامن یار کا میرا گریباں چھوڑ کر

سر بلندی سے گزر عزلت نشینی کر قبول
سیپ میں قطرہ ہو گوہر ابرِ نیساں چھوڑ کر

ہاتھ جو کھینچا توکل سے پریشاں ہو گیا
چاک کرتا ہے گریباں طفل داماں چھوڑ کر

کیا عجب تسلیم گر ہوں نازنیناں بے وفا
روح بھی جاتی ہے اک دن جسمِ انساں چھوڑ کر

ولہ

زاہد کا آب اور ہے عاشق کا تاب اور
روزہ نماز اور ہے چنگ و رباب اور

ناصح سنوں میں کس کی عمل کس میں کروں
ارشاد دل کا اور ہے حکمِ کتاب اور

روزِ جزا سزا و جزا ہیں بجا مگر
بخشش کا نکتہ اور ہے امرِ حساب اور

بارش کو میری اشک سے نسبت کہاں ہے
آبِ سحاب اور ہے یہ خونِ ناب اور

تسلیم زہد و عشق فنا گرچہ ہیں مگر
وہمِ سراب اور ہے حسنِ حباب اور

ولہ

دل کو کرتا ہے مکدر جو رہے تن میں غبار
گھر میں جاتا ہے جب آتا ہے آنگن میں غبار

خاکساری مری اتنی تو بھلا کام آئی
کہ لپٹا ہے کبھی یار کے دامن میں غبار

پاکدامن کو بھی تہمت سے ملوث کر دے
وہم کا جب اٹھے سینۂ بدظن میں غبار

مستفیض ہوتا ہے پھر از صفائی کے لئے
ابر رحمت سے پئے وضو گنہ دیدۂ تر
دلکو خطرونکی کثافت سے بچا رکھ تسلیم

جبکہ جم جاتا ہے آئینۂ روشن میں غبار
دامنِ خاک سے جبتک ہو سا نو نہیں غبار
تیرہ کر دیتا ہے جب آتا ہی گلشن میں غبار

ولہ

اِنَّهُ اَوَّل اِنَّهُ آخر
ذات ساقی صفات ہے ساغر
جلوے وحدت کے چند لکھتا ہوں
جیسا آئینہ میں ہو شخص و عکس
جیسا اے صاحبو نظر والو
جیسا اے معرفت کے مشتاقو
جیسا اے طالبانِ وحدت ہو
جیسا اے واقفانِ ذات احد
مثل الہام و قلب اے تسلیم

اِنَّهُ نورٌ اِنَّهُ قادر
وہی سائر ہے اور وہی دائر
ایک سے ایک بہتر اور نادر
وہی منظور ہے وہی ناظر
وہی اندر ہے اور وہی باہر
وہی باطن ہے اور وہی ظاہر
وہی غائب ہے اور وہی حاضر
وہی اول ہے اور وہی آخر
وہی مذکور ہے وہی ذاکر

ولہ

میں کس سے کہوں خالق افعال کے اسرار
ہے دیدۂ خوابیدہ کہیں بد میں مصروف
نمرود کو تھا حکم کہ کر مشتعل آتش
منصور کو تھا حکم کہے جا تو انا الحق
ہر شے کو کیا پردۂ افعال و فاعل
خود کہتا ہے مستغرق ہو بس اینما کنتم
پھر وہی میں رہنے دو جو پردہ کی جگہ ہیں

ہے جسکے ہر یک فعل میں ہر نکتہ مزہ دار
ہے دید کا نا دیدہ کہیں دیدۂ بیدار
آتش کو فرمان کہ فی الفور ہو گلزار
اور ونکو اشارہ تھا کہ استادہ کرو دار
اور ہمکو کہا فاعتبروا یا اولی الابصار
اور سبکو ہے ارشاد کہ لا تدرکہ الابصار
ساکت رہو تسلیم ادب ہے یہاں درکار

ولہ

کہیں اُڑا دیتے ہیں مجبوس تن ہو کر
بسے ہیں کس خرابے میں غریب بے وطن ہو کر

منازل دم کے طے کرتے ہیں اہلِ درد دنیا میں
کہیں صبح سفر ہو کر کہیں شام وطن ہو کر

نہ سمجھو ہمکو صحرائی کہ ہم بادِ بہاری ہیں
دکھا دیں سیر قدرت کی ابھی تمکین چمن ہو کر

کہیں ہم زہد میں اُلجھے ہیں کہیں ہم عشق میں بسمل
کہیں ہم نفس طینت میں سراپا گرد تن ہو کر

کہیں سامع کہیں ناظر کہیں گویا ہیں ہم سالک
جسد میں گوش ہو کر چشم ہو کر اور دہن ہو کر

ہے کس درجہ کی آزادی کہ دنیا سے نہیں جاتا
شہیدوں کے سوا لاشہ کسی کا بے کفن ہو کر

زمانہ کو ملا دی خاک میں گردش تری ظالم
ابھی تو نوجواں ہے اے فلک پیر کہن ہو کر

دکھایا دل نے منزل نفس نے بیباک کیا مجھکو
دعا سے رہنما ہو کر دغا سے راہزن ہو کر

کبھی ہم شیر کے برقع میں کرتے ہیں شکار دل
کبھی ہم ہاتھ سے دل چھوڑ دیتے ہیں ہرن ہو کر

کبھی عارض کے پھولوں میں تمہارے رنگ ہیں اپنا
کبھی زلفوں میں بس جاتے ہیں ہم مشک ختن ہو کر

کبھی ہیں صد افغاں اور کبھی آنکھوں سے بادل ہیں
کبھی ہم برق بنجاتے ہیں تسلیم آہ زن ہو کر

ولہ

جو خود شنا نہیں ہوتے خدا شنا ہو کر
کروں نہ سجدہ اگر آئیں وہ خدا ہو کر

جو لوگ عبد شنا ہیں خدا شنا ہو کر
ہیں خاکساری میں پوشیدہ کیمیا ہو کر

خدا کو یاد جو کرتے ہیں بے ریا ہو کر
صفت میں عبد کے ہیں شان کبریا ہو کر

حضور میں جو تمنا گئی دعا ہو کر
خدا کا شکر پلٹ آئی مدعا ہو کر

خدا شناسی سے مقبول ہو گیا منصور
خراب ہو گیا فرعون خود شنا ہو کر

الست سن کے بلے جو کہے ہیں برزخ میں
زبان پہ لاتے ہیں اِلّا کا لفظ لا ہو کر

ق

فنا ازل سے ابد تک نہیں کسی شے کو
جو کوئے مرتے ہیں جاتے نہیں ہوا ہو کر

مثال سمع اصم اور بصارت اعمیٰ
بقا میں رہتے ہیں سب نام کو فنا ہو کر

	ق	
خودی کا نام نہیں بیخودی کے عالم میں		خدا کہلاتے ہیں وہ مظہر انا ہو کر
اگر ہے شک تجھے زاہد تو بیخودی میں چل		کہے گا تو بھی وہی خود سے آشنا ہو کر
خدا کے دوست قیامت میں عاصیوں کیلئے		رہیں گے سایہ فگن رحمت خدا ہو کر
جو آشنا تھا وہ بیگانگی سے دور رہا		قریب ہو گیا بیگانہ آشنا ہو کر
مرے ہماری بلا موت سے ہو تسلیم		بقا میں آ گئے ہم ذات میں فنا ہو کر

ولہ

ذات کی ہستی ہر ہر شے میں روح سی تن میں دائر و سائر
ہے وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی باطن ہے وہی ظاہر

جسم میں دل اور دل میں روح ہے روح میں خفی اور خفی میں سر
سر میں ہے ذات اور ذات ہے کل میں دائر و سائر سائر و دائر

نورِ وجودِ ذات الٰہی ہستیٔ کُل ہے نا متناہی
پردہ دوئی کا دل سے اٹھا دے۔ ایک ظہور اور سب ہیں مظاہر

لا ہے مقام احدیت اے دل ہستی ساتھ جس کی ہے منزل
نقطۂ اِلّا اللہ وحدتِ کامل جوہر آدم جس سے ہیں ظاہر

دو ہیں اُدھر کو برزخ اعلیٰ دو ہیں اِدھر کو برزخ اسفل
علم و وجود و اسرارِ بواطن۔ نور و شہود و انوار ظواہر

اِلّا اللہ ہے تیسرا درجہ واحدیت سے ہے جو مسمّٰی
رنگ صفت میں ہو گیا پیدا نورِ کلام و سمع و بصائر

وہ کلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر ارواح امر کا عالم جس سے ہے پیدا
پھر ہے رسولُ اسرارِ مثالی جس سے ہے یہ ترتیب عناصر

بعد ہے اللہ نورِ شہادت مظہرِ قدرت موجدِ صنعت

رونقِ اشیاء سے معنئے اسما فاعلِ کُل اور شانِ آثر
یار جو نکلا بھیس بدلتا منزلِ ناسوت آن کے پہنچا
کل ہے مجالی ایک سے جلوہ پردہ بہ پردہ طرز نوادر
گرچہ ہے ہر ایک پردہ نورانی خفا نہیں ہے لیکن پردۂ انساں
پردہ ہے [illegible] پردے سے ہیں سبحان ہو وے اگر وہ آپ ہے باہر
علمِ نزولی سے ہے یہی سالک پر ماہیں عروجی اور سالک
کلمہ کی کل میں کیوں تو ہے جیسے کل جھ میں یہی کلمہ کے ضمائر
ممتنع عارف باطنِ باطن باطنِ ظاہر واجب و ممکن
چار عروجی ہیں یہ مساکن گنجِ خفی کے خاص ذخائر
خلعتِ انساں پہن کے آیا تا بہ شہادت جلوہ بتایا
پایا وہی جو آپ کو پایا باطن و ظاہر غائب و حاضر
آپ کو شوق اب چاہئے عارف تا ہو عیاں اسرار معارف
دم سے تو پہلے اپنے ہو واقف آتے جاتے اندر باہر
سیرِ الٰہی خاص ہے انساں شوق اگر ہے وصل ہے آساں
مرنا جینا پھر تو ہو یکساں غیر اقامتی اور اقامت [illegible]
نفسِ بشر کا نفس خدا ہے وہ نہ جدا ہے یہ نہ جدا ہے
سر میں انا کی دیکھو صدا ہے پر ہے سماعت سننے میں قاصر
شوق اگر ہے رہ سے لگا دوں سیرِ عروجی سہل بتا دوں
روتے دلوں کو پل میں ہنسا دوں ہے یہ فقیری کھیل نوادر
گوش کو باندھ اور چشم کو باندھ اور لب کو باندھ اور ذکر میں گم ہو
اعمیٰ ہو سالک بکم ہو صم ہو پھر تو یہاں مذکور ہو ذاکر

بات کرتا ہوں تو کہتا ہے رہو اپنی گر خاموش
چھیڑ کر فتنہ اٹھاتا ہے کروں کیا تدبیر

میں تڑپتا ہوں مگر وہ مرا دلدار کبھی
نہ بلاتا ہے نہ آتا ہے کروں کیا تدبیر

دانۂ خال تھا طائرِ دل کو تسلیم
دامِ کاکل میں پھنستا ہی کروں کیا تدبیر

ولہ

ابس [illegible] کر
چلے [illegible] سے گلشن لگائیں
گر تجھکو ہے طیر کی حسرت
بستانِ جگر کو ابر دیدہ
کر [illegible] ابیگ تسلیم

[illegible] کوئی دنیا ہم نفس کر
[illegible] رہے ہوائیں پھنس کر
جلدی سے شکستہ یہ قفس کر
سرسبز کیا برس برس کر
تو دل سے نہ غیر کی ہوس کر

ولہ

ردیف زاء معجمہ

بے عین کبھی غیر پہ مرتا نہیں ہرگز
دل اپنا تمنا سے گزرتا نہیں ہرگز

جو عارف کامل ہے بجز شغلِ حقیقی
جرأت [illegible] وہ کسی کام میں کرتا نہیں ہرگز

گر ظلم ہو یا رحم ہو عارف بجز اپنے
الزام کسی اور پہ دھرتا نہیں ہرگز

جو محو ہوا نورِ حقیقت میں عزیزو
دنیا کا کوئی کام سے دھرتا نہیں ہرگز

تسلیم عجب چشمۂ دل ہے کہ رہے تنگ
دیدار کے سیلاب سے بھرتا نہیں ہرگز

ولہ

گو رحم ستمگار یہ کرتے نہیں ہرگز
پر عشق سے ہم اپنے گزرتے نہیں ہرگز

کیا عشق ہے مواج کہ دریائے جگر کے
دو چشمے ہیں دو چشم کہ بھرتے نہیں ہرگز
یہ عشق کا مقتل ہے کہ شمشیر ادا سے
حاصل جو شہادت کئے مرتے نہیں ہرگز
ناصح نہ ڈرا صدمۂ محشر سے کہ عاشق
گر ٹوٹے فلک سر پہ تو ڈرتے نہیں ہرگز
گو عشق سے تسلیم پریشان ہو طبیعت
شانہ سے کبھی بال بکھرتے نہیں ہرگز

ولہ

دیدار کا ہے دیدۂ منتظر ہنوز
اتنا نہیں ہے پردہ مرا دل پر نظر ہنوز
نسخہ بدل بدل کے مسیحا دیا مجھے
جاتا نہیں مگر مرا دردِ جگر ہنوز
شاید خزاں کے آنے کی پہنچی ہے کیفیت
آتی نہیں چمن میں نسیمِ سحر ہنوز
کیونکر جگر نہ داغوں سے الفت کی ہو کباب
آتش جہاں میں حسن کی ہے تیز تر ہنوز
غفلت میں شب گئی نہیں اندیشہ صبح کا
پیری میں بھی تو مرگ سے ہے بیخبر ہنوز
تدبیر زور و زر سے بہت کچھ کیا مگر
اتنا نہیں ہے بر میں مرا سیمبر ہنوز
تسلیم گرچہ موسمِ جوشِ بہار ہے
شاخِ مراد پر نہیں لاتی ثمر ہنوز

ولہ

نہیں دنیا اگر ہے ادنا چیز
کب سمجھتے ہیں اسکو اعلیٰ چیز
گر بصیرت ہے طالبو تمکو
ہستی حق ہے دیکھو جملہ چیز
جسکے دیکھے سے دید کا ہو لطف
ہے وہی دو جہاں میں عمدہ چیز
ہستی ذات حق نہو جس میں
زاہدا کوئی ایسی بتلا چیز
ذکر اللہ کا کرے تسلیم
عمر بھر کے گناہ کو نا چیز

ردیف سین مہملہ

ولہ

جاں کندنی کی آگ میں جلنے سے سہل ہے ۔ دریا میں ڈوب جاسے اگر نا خدا شناس

ردیف ضاد

دیدِ نور رکھے وہ کب بو علی سینا سے غرض ۔ ہو وے بیمار کو جب اپنے مسیحا سے غرض
دوستو کا شن جنت میں ہو وے نہ کبھی ۔ عاشقِ قامتِ دلدار کو طوبیٰ سے غرض
عارفوں کو کبھی ہے جلوۂ دیدارِ خدا ۔ گرچہ محسوس ہے پر ہو وے نہ اشیا سے غرض
جب تھے بزم میں ساقی تو نہ ہو عاشق کو ۔ مے سے میخانہ سے اور ساغر و مینا سے غرض
کفر و اسلام میں پیدا ہے اُسیکا جلوہ ۔ نہیں تسلیم کو کعبہ سے کلیسا سے غرض

ولہ

ردیف عین

جب فدا ہونیکو آئے دیکھکر پروانہ شمع ۔ خانۂ فانوس چھپ کر کرے پروانہ شمع
دیکھکر جلتا ہے تجکو سرِ بزم اے صنم ۔ تیرے چہرہ پر ہوا شاید کہ ہی پروانہ شمع
پانی پانی ہو رہا شاید ہے رعبِ حسن سے ۔ دیکھکر تجکو جو تھرآتا ہے بے تابانہ شمع
ذکر کی کثرت سے پیدا ہو تجلی قلب میں ۔ ہوگا روشن کر رکھیگا خانۂ ویرانہ شمع
عشق میں اور حسن میں تسلیم اکثر لاگ ہے ۔ دل ہو پروانہ اگر ہو صورتِ جانانہ شمع

ولہ

ردیف غین

یار جب محفل میں غیروں کی کرے روشن چراغ
دل مرا ہوتا ہے حسرت سے درون تن چراغ

تیرے آتے ہی صبا گل کر دیے خورشید رو
ہر گل و لالہ سے گو روشن کیا گلشن چراغ

دور منھ سے کر نقاب اے شمع رو کب تک حیا
ہے اندھیر اگر کرے فانوس کو مسکن چراغ

وصلکی شب تا کہیں بیدار رکھتے آنکھیں بسیر
گل کیا کرتا ہے اکثر وہ بت پُرفن چراغ

شمع رو کے قتل کرنیکا ہے پروانو سبب
ورنہ رکھتا کون عاشق کے سر مدفن چراغ

قطرۂ خون جگر یوں چشم تر کے گرد ہیں
جیسے رکھے ہوں لب تالاب پر روشن چراغ

انکی رحمت کا ہے بس تسلیم پرتو حشر میں
ہو گیا جنکا تبسم از پے سوزن چراغ

ردیف فا

ولہ

جادہ پیما تھی صبا صبح جو صحرا کے طرف
حال پوچھا تو کہی بلبل شیدا کے طرف

ق

مژدہ لیجاتی ہوں گل کا کہ بہار آئی ہے
تا وہ پرواز کرے گلشن خضرا کے طرف

کہدے احوال مرے درد جگر کا جا کر
لے نسیم سحری جلد مسیحا کے طرف

کیا میخانہ میں کل چشم نمائی ساقی
بے اجازت جو نظر میں مغنی کے طرف

ہے قسم بھولے بھی تسلیم کبھی منھ نہ کرے
تشنہ لب شربت دیدار کا دریا کے طرف

ولہ

دل مرا مائل ہے جاناں کی زنخداں کے طرف
پھر چلا یوسف عزیز و چاہ کنعاں کے طرف

ہے شاید بہار آئی گلستاں کے طرف
ہاتھ لیجاتی ہے وحشت پھر گریباں کے طرف

جب تصور عارض گلگوں کا ہوتا ہے مجھے
دل اڑا جاتا ہے جوں بلبل گلستاں کے طرف

شبنم غنچے سے بھولا ہے ہمارا لالہ زار
دیکھ ابر بہاری چشم گریاں کے طرف

ناوکیں لختِ جگر میں ٹوٹتی ہیں سیکڑوں
دیکھتا ہوں جب کمانِ ابرو کے مژگاں کی طرف

[illegible] تا ہے دم میں پھر جوشِ جنوں زنجیر کو
دل کھنچا جاتا ہے اس زلفِ پریشاں کی طرف

چاند سے رخسار جب تسلیم آیا [illegible] یاد
دیکھ کر روتا ہوں اکثر [illegible] تاباں کی طرف

ولہ

ہر چند جان اپنی کئے ہم نثار صاف
وہ کینہ ور نہ ہم سے ہوا زینہار صاف

ظاہر ہے ان کے چہرہ سے دل کا غبار صاف
ہوتے ہیں گرچہ مصلحتاً بار بار صاف

ابرو لگا رہے ہیں جو خنجر کا وار صاف
مژگاں چلا رہے ہیں جگر پر کٹار صاف

کیا پوچھتے ہو دل کے تڑپنے کا ماجرا
خود منہ پہ کہہ رہی ہے مری چشم زار صاف

جب چار دو ہو گئیں پردہ کی آڑ سے
تیرِ نظر جگر کے ہوا آر پار صاف

تسلیم رخ ادھر کو نہ پھیریں تو کیا کریں
ہستی کا جب ظہور ہے بے اعتبار صاف

ولہ

دیکھتے دیکھتے کیا ہو گئے رمضان شریف
روزہ داروں سے جدا ہو گئے رمضان شریف

دل کے غنچے جو کھلے گل سے تھے کملائی گئے
باغِ دنیا سے ہوا ہو گئے رمضان شریف

ہیں پریشان کفِ افسوس کو ملتے ملتے
طائرِ رنگِ حنا ہو گئے رمضان شریف

چھوڑ کر ہم خاک نشینوں کو پریشانی میں
راہیِ ملکِ سما ہو گئے رمضان شریف

کرکے گا جدا [illegible] ہے کے عدو
بے شبہ روزِ جزا ہو گئے رمضان شریف

انتظاری میں ہمیں چھوڑ کر [illegible] تسلیم
تیس دن جلوہ نما ہو گئے رمضان شریف

ردیف قاف

کس سے بجز یار [illegible] فراق
ولہ کہ کھینچا ہے دہن سے زبان بیان فراق

ہلال ابروے مہ رو کہاں نظر آئے — عزیز و اندنوں کج رو ہے آسمانِ فراق

طبیب درد کی تشخیص کر رہا ہے عبث — عیاں ہے خود مرا دیوانہ پن نشانِ فراق

تلاش وصل کے مرہم کی ہے مسیحا سے — جگر میں ٹوٹ گیا جب سے ہے سنانِ فراق

جگر فگاروں سے تسلیم نہ جبینوں کو — وفا کے واسطے شاید ہے امتحانِ فراق

ولہ

نہ ہووے دل کہیں وابستہ بلائے فراق — رہے نہ کوئی اس عالم میں مبتلائے فراق

رہے ہمیشہ ہم آغوشِ دلبر وحشت — ہوا جو عاشق دل سوز آشنائے فراق

دوا سے کیوں نہیں نازش فغاں کے میداں — رکابِ اشہبِ خاطر میں جب ہو پائے فراق

طبیب دیکھکے عاشق کی نبض کو یہ کہا — بجز وصالِ صنم کے نہیں دوائے فراق

جگر کو تھام کے امید ہاتھ سے مت چھوڑ — وصالِ یار ہے تسلیم انتہائے فراق

ردیف کاف

ولہ

ہے یار کے آنے کی خبر یار مبارک — مشتاقوں کو دلدار کا دیدار مبارک

آتی ہی کہا دید مبارک تو کہا میں — آنکھوں کو میری چاند سے رخسار مبارک

سوتا رہا غفلت میں شب و روز مگر آج — جگنے کی ہے شب دیدۂ بیدار مبارک

تو میرا یگانہ ہے تو میں تیرا یگانہ — خوش وقت ہے دلدار کو دلدار مبارک

دلدار کہا ڈال کے زلفوں کو گلے میں — تقریب شب وصل ہے ۔ تو ہار مبارک

میں نے کہا پھر آپ ملے گے تو کہا ہاں — ہیں ہم کو مبارک ہوا اقرار مبارک

تھی میری نظر فضل پہ خوش ہو کے وہ بولا — رحمت تجھے اے میرے گنہگار مبارک

میں تیرا مسیحا ہوں تو بیمار ہے میرا
رحمت کی نظر سے مجھے دیکھا تو کہا دل

ہو میرا قدم تجکو اے بیمار مبارک
تسلیم کو تسلیم کا دیدار مبارک

ولہ

یاد رکھو ارشاد خدا کا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ
پایا اُسے جو آپ کو پایا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ذاتِ بشر ہے جوہر مطلق آئینہ در بن تن ہے زیبق
عکس ہے روح اور شخص ہے مولا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

چاند سے کالی رات ہے روشن شمع سی جون شکواۃ ہی روشن
نفس بشر ہے ذات کا پردا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کل میں ہے ذات اور ذات میں کل ہے گل میں ہے بو اور بو میں گل ہے
گر ہے ہوس حل ہو یہ معمّا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

کہتے ہیں جسکو عین العالم صورتِ حق ہے صورتِ آدم
کیا ہے کہو تسلیم یہ عقدا اَعْرِفْ نَفْسَکَ تَعْرِفْ رَبَّکَ

ولہ
چار مصرعی

لَیْسَ لِدَائِیْ اِلَّا دَوَاکَ
لَیْسَ وِلَائِیْ اِلَّا وِلَاکَ
اَنْتَ سَمِیْعٌ اَنْتَ عَلِیْمٌ
اَنْتَ کَرِیْمٌ اَنْتَ رَحِیْمٌ
تو ہے مصوّر ہم ہیں مصوّر
تو ہے مسخّر ہم ہیں مسخّر

لَیْسَ دَوَائِیْ اِلَّا شِفَاکَ
لَیْسَ رَجَائِیْ اِلَّا رَجَاکَ
اَنْتَ بَصِیْرٌ اَنْتَ کَلِیْمٌ
اَنْتَ قَدِیْمٌ لَا مَاسِوَاکَ
تو ہے مقدّر ہم ہیں مقدّر
اَللّٰهُ اَکْبَر رُوْحِیْ فِدَاکَ

حاضر تو ہی ہے ناظر تو ہی ہے
باطن تو ہی ہے ظاہر تو ہی ہے
اوّل تو ہی ہے آخر تو ہی ہے
لا ابتدا اک لا انتہا اک
سب ہیں فقیر اور تو ہے تونگر
سب ہیں حقیر اور تو ہے قوی تر
تسلیم احقر بندہ ہے کمتر
محتاج مت کر غم تن سوا اک

ردیف لام

ولہ

ہمدرد کون ہے جو کہوں داستانِ دل
واقف نہیں کوئی کہ بتاؤں نشانِ دل
جو اپنا آشنا ہے دلِ جانِ جانِ دل
وہ خود ہے میزبانِ دل و میہمانِ دل
خلوت کدہ ہی دل کا جو سنتے ہیں لامکاں
کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہے آستانِ دل
کشتی ہماری شوق کی پہنچے گی ایک روز
کھل جائے قفلِ حق سے اگر بادبانِ دل
ممکن نہیں کہ ظلمتِ غفلت سے ہو نجات
تاباں نہ جب تلک ہو مہِ آسمانِ دل
کیا کیا جواہراتِ گرامی لگیں گے ہاتھ
قسمت سے آئے ہاتھ کبھی گر جو کانِ دل
لب باندھ گوش باندھ اور آنکھوں کو بند کر
سننے کی گر ہوس ہے کلامِ زبانِ دل
ہو جائے پہلے مرحلہ ہمارے بیخودی
منظور ہے کسیکو اگر امتحانِ دل
ہو گا کبھی نہ لشکرِ خطرات کا گزر
تسلیم دید کو جو کرے پاسبانِ دل

ولہ

ہو گا جو لامکاں سے مقابل مکانِ دل
دیکھیں نہ لامکاں کو گر آستانِ دل
واقف خدا کی ذات سے ہیں واقفانِ دل
شانِ کریم یاد دلاتی ہے شانِ دل
بھولے سے بھی کریگا نہ جنت کی آرزو
جو کوئی دیکھ لے چمنِ بے خزانِ دل

جسمی حسب نسب سے تعلق نہیں اُسے — ہے ذاتِ حق سے سلسلۂ خاندانِ دل
کیونکر کریں نہ شکر ادا اہل معرفت — دل میہماں خدا کا ہے تن میہمانِ دل
تسلیم کس سے عرض کروں دل کا ماجرا — بے اہل دل کے کون سنے داستانِ دل

ولہ

جب درد آشنا کا ہوا آشنائے دل — بے آشنا نہیں ہے جہاں میں دوائے دل
گر اسکی آرزو ہے کرو دل کی پیروی — نعمت نہیں ہے اور بشر میں سوائے دل
واقف ہو خاص و عام حقیقت سے ذات کی — آئے زباں پہ میری اگر ماجرائے دل
سولی چڑھا نہ روک سکا جوشِ عشق کو — منصور کو تھا گرچہ بلا انتہائے دل
کیا فائدہ علاج مسیحا سے ہو تجھے — تسلیم جب ہے دردِ محبت دوائے دل

ولہ

ہے عرض تجھ سے اے مرے حاجت روائے دل — بر لا کرم سے اپنے مری مدعائے دل
فریاد رس نہیں ہے سوا تیرے جب کوئی — یارب کہوں میں کس سے مرا ماجرائے دل
روشن ہو یک نظر میں شبستانِ کائنات — تاباں ہو گر فروغِ چراغِ ضیائے دل
شکرِ خدا کہ عشق کی منزل کو طے کیا — جب حسن دلربا کا ہوا رہنمائے دل
حاصل ہو کیا عجب ہے دو عالم کی خسروی — تسلیم جس کے سر پہ ہو ظلِّ ہمائے دل

ولہ

یاد آتی ہے مجھے زلفِ پریشاں آجکل — ہے مرا جوشِ جنوں زنجیر جنباں آجکل
جستجو مجھکو نہیں گلشن کی ارماں آجکل — سرخ ہے خونِ جگر سے میرا داماں آجکل
بلبلو نکا گلعذارونکا ہے یک مجمع یہاں — رشکِ گلشن ہے بہارِ کوئے جاناں آجکل
فکر کرو انکی نہ بھول اس پہ کہ چند روزہ ہے — اعتبارِ عرصۂ نیرنگِ دوراں آجکل
ڈھونڈتے تسلیم صدہا ہیں عزیزِ مصر دل — حسرتِ کنعاں ہی کیا چاہِ زنخداں آجکل

ولہ

الفت میں نہو دل کو تمیزِ حق و باطل
ہے عشق [illegible] نہو حائل

اول ہے فنا بعد بقا از رہ ترتیب
کب قرب [illegible]

ہر چند وہ نزدیک ہے میں ہوں متلاشی
جس طرح سے تشنہ لب دریا ہے ساحل

ہستی کا تعلق ہے حجابِ دلِ انساں
جو تارکِ دنیا ہوا دنیا میں ہے عاقل

خاصانِ خدا ترک نہ کرتے کبھی زنہار
ہوتا اگر اس ہستیٔ ناچیز سے حاصل

یہ خود کو سمجھتے ہیں وہ خود ذاتِ خدا کو
بس تفرقہ رکھتے ہیں یہی عاقل و جاہل

تسلیم نہ کیوں منزلِ مقصود کو پہنچے
یک لحظہ بھی دل یار سے جانب جو ہو مائل

ولہ

جب یار کی تصویر ہو آنکھوں کے مقابل
اٹھ جائے نہ کیوں دل سے خیالِ حق و باطل

گو ساعیٔ تصویر منازل ہو فنا تا
بے پیر کسی رہ سے نہو قطع [illegible]

رہرو کی ہو کس راہ سے طے راہ عزیزو
ہم صورتِ عنقا ہو اگر حسرتِ منزل

بے شوق کے بے جذبہ کے ناسوت میں ہر کر
سالک نہ کبھی قطع [illegible]

الفت کے نبھانے کا نہو ظرف جو تسلیم
ہشیار ہو دنیا [illegible]

ردیف میم

مطیع الانبیا ہیں غوث اعظم
مطاع الاولیا ہیں غوث اعظم

رئیس الاصفیا ہیں غوث اعظم
ہمارے پیشوا ہیں غوث اعظم

نہ ہوں کیوں اولیاء اللہ عقیدت [illegible]
کہ شہباز خدا ہیں غوث اعظم

ہیں جتنے اولیاء اللہ جہاں میں
وہ سب کے مقتدا ہیں غوث اعظم

شریف الخانداں ہے ذات والا کریم السلسلہ ہیں غوث اعظم
نہوں کیونکر وہ فخر جن و انساں کہ محبوب خدا ہیں غوث اعظم
فنا ہیں اور بقا ہیں نور حق ہیں ورا ہا ورا الورے ہیں غوث اعظم
خدائی جنکے دامن سے لگی ہے ردا کبریا ہیں غوث اعظم
دلونکی ظلمتیں کیونکر نہوں دور کہ نور مصطفٰے ہیں غوث اعظم
قدم جنکا ہے دوش اولیا پر وہ فخر اولیا ہیں غوث اعظم ق
فنا فی اللہ بقا باللہ ہو کر کئے دعوے بجا ہیں غوث اعظم
فراق و وصل میں ذات و صفت میں خدا سے کب جدا ہیں غوث اعظم
مریدوں کو نہ کیوں دامن میں لیویں کہ رحمت کی ردا ہیں غوث اعظم
جو ڈوبی کشتی دریا سے نکالی سنو وہ ناخدا ہیں غوث اعظم
شفا ہے نام غوث الجن و الانس مریضوں کی دوا ہیں غوث اعظم
مرادیں کیوں نہ بر آئیں ہماری کہ جب حاجت روا ہیں غوث اعظم
دو عالم میں تجھے کیا غم ہے تسلیم ترے مشکل کشا ہیں غوث اعظم

ولہ

قبا للہ الصمد یا غوث اعظم مری کیجے مدد یا غوث اعظم
ہے دشمن نفس بد یا غوث اعظم خدارا الدد یا غوث اعظم
خدا سے آپ کو محبوبیت کی ملی ہے جب سند یا غوث اعظم ق
سے ہے مجکو آپ کا نام مبارک وثیقہ مستند یا غوث اعظم
مدد پر آپ جب ہیں تو عجب کیا بلا میری ہو رد یا غوث اعظم
تمھارے نام کی تسبیح ذرات جو پھیرے بے عدد یا غوث اعظم
نہ ڈوبے بحر نومیدی میں ہرگز تمنا کا سبد یا غوث اعظم

ق

بشانِ تو کہ این شانِ ترا داد
مدد فرما کہ از فضلِ الٰہی
شفیعٌ لیسَ فی الدنیا و العقبیٰ
ہے تسلیم اندنوں از بس پریشان

ہو اللہ لا احد یا غوثِ اعظم
نوید سے در رسد یا غوثِ اعظم
سواکَ لی فقد یا غوثِ اعظم
مدد فرما مدد یا غوثِ اعظم

ولہ

قدرتِ کبریا ہیں ہم جامِ جہان نما ہیں ہم
درد نہیں دوا ہیں ہم رنج نہیں شفا ہیں ہم
حسن ہیں ہم ادا ہیں ہم ناز ہیں ہم جفا ہیں ہم
نغمہ سرا ہیں شوق سے غنچہ کشا ہیں شوق سے
گر ہے لقب کی آرزو تس سے ملا دو لیم کو

صورتِ دلربا ہیں ہم جلوۂ آشنا ہیں ہم
جور نہیں وفا ہیں ہم خوف نہیں رجا ہیں ہم
عشق ہیں ہم بلا ہیں ہم بند ہیں ہم قبا ہیں ہم
طرزِ صبا ہیں شوق سے گلشن خوش فضا ہیں ہم
سب ہے اُسکی گفتگو کچھ نہیں کون کیا ہیں ہم

ولہ

چارہ گر ہم درد ہم بیمار ہم
کشورِ توحید میں بے تخت و تاج
شہرِ وحدت میں گذر جب سے ہوا
بے انا الحق کے ہوا الحق یہیں ہیں گم
دشت جن تسلیم اور گلزار ہیں

عشق ہم دلدار ہم دیدار ہم
شاہ ہم دیوان ہم دربار ہم
مشتری ہم جنس ہم بازار ہم
ہو گئے منصور ہم اور دار ہم
خار بے گل ہم گل بے خار ہم

ولہ

دردِ دل ہم نبض ہم نباض ہم بیمار ہم
کعبۂ توحید میں بتخانۂ تشہید میں
ملکِ وحدت کے سفر میں مرحلہ در مرحلہ
عجب ہے بے خبر ہے کہ از رہ عقل و یقین

مکر ہم دوار ہم با کار ہم بیکار ہم
کفر ہم اسلام ہم تسبیح ہم زنار ہم
مرحلہ ہم رہبر ہم راہ ہم رفتار ہم
دور ہم نزدیک ہم مجبور ہم مختار ہم

لا الٰہ کی راہ سے تسلیم الا اللہ سے / نفی ہم اثبات ہم انکا ہم اقرار ہم

ولہ

ہیں جبتک ہاتھ چاک اپنے گریباں کو کرینگے ہم / گریباں گر نہو چاک اپنی داماں کو کرینگے ہم

سرشکِ سرخ سے گلزار داماں کو کرینگے ہم / برنگ برگ گلدستہ گریباں کو کرینگے ہم

نہو یاد الٰہی سے اگر جمعیت کامل / تو پھر کیا رکھکے اس جانِ پریشاں کو کرینگے ہم

وہ دل لیتے ہیں دل کی جا پر خود آپ آتے ہیں / فراموش اپنی دوا سے کب یہ احساں کو کرینگے ہم

وہ مختارِ دل آزاری ہیں ہم مجبور خاموشی / ادب منظور رہے کب شور و فغاں کو کرینگے ہم

اگر ہم بت پرستی کے مزے سے آشنا ہونگے / حوالے کفر کے یکروزہ ایماں کو کرینگے ہم

غم دلبر کو جب دل میں اتارے ہیں تمنا سے / تو کیا تسلیم بیدل اپنے مہماں کو کرینگے ہم

ولہ

ستم کو ان کے سمجھتے ہیں ہم بجائے کرم / کہ باوفا کے لئے ہے جفا بہائے کرم

بجائے خار سر اغنچۂ جزا دینگے / چلے گی دشتِ معاصی میں جب ہوائے کرم

رہیں گے سایہ میں آسودہ معصیت والے / بلند ہوگا قیامت میں جب لوائے کرم

گنہگاروں کو دوزخ میں روک رکھیں گے / ادھر حیائے معاصی ادھر حیائے کرم

ہیں عدل کے لئے اعمال نیک دنیا میں / مگر ظہور گناہوں کا ہے برائے کرم

وہ آشنائے الٰہی دین و دنیا میں / جو لوگ ہوتے ہیں تسلیم آشنائے کرم

ولہ

آشنا ہوتا ہی وہ جب آشنا ہوتے ہیں ہم / آشنائی میں نہیں معلوم کیا ہوتے ہیں ہم

ہم وہ بندے ہیں نہیں کہتے خدا ہوتے ہیں ہم / لفظ الا اللہ کا کہتے ہی لا ہوتے ہیں ہم

لوگ کہتے ہیں کہ دنیا سے فنا ہوتے ہیں ہم / سب غلط بیموت ہوتے ہیں بقا ہوتے ہیں ہم

ہم بجا آرزوے باغباں ہیں بلبلو / گل میں بو ہوتے ہیں گلشن میں صبا ہوتے ہیں ہم

خودنمائی کا تجلی میں پتہ ملتا نہیں
مثلِ شبنم دن نکلتے ہی ہوا ہوتے ہیں ہم

عبدیت معبودیت کے رنگ میں جاتی ہی ڈوب
جبتک رہتی ہے بیخودی میں باخدا ہوتے ہیں ہم

کل ہماری شانِ شوکت دیکھ لوگے زاہدو
عشق میں گو آج رسوا جابجا ہوتے ہیں ہم

کیوں ہمارے دلکو ہو نفع و ضرر کا امتیاز
خود بلا ہوتے ہیں خود ردِّ بلا ہوتے ہیں ہم

ہیں جو مایوسِ حصولِ شاہئی فقر و فنا
تیرہ بختوں کے لئے بالِ ہما ہوتے ہیں ہم

پائے آزادی ہے اور جولانۂ رفتہ و تا
پھر یہ حیرت ہے تعلق سے رہا ہوتے ہیں ہم

اختیاری جبر ہے بے اختیاروں کے لئے
اللہ اللہ صرفِ تسلیم و رضا ہوتے ہیں ہم

ولہ

ویرانۂ دل ذکر سے آباد کرو تم
تا یاد کرے تم کو خدا یاد کرو تم

ناحق جو کوئی تم پہ کرے ظلم کرو صبر
اللہ سے اپنی طلب داد کرو تم

راحت میں کرو شکرِ خدا دل سے زبان سے
تکلیف میں اللہ سے فریاد کرو تم

خواہش ہے کہ گر تم سے محبت کرے اللہ
غیروں کی محبت سے دل آزاد کرو تم

فرماؤ گے کبتک یہ پریشانی کے جملے
تسکین کا اک لفظ تو ارشاد کرو تم

غیروں کو ہنساتے ہو رلاتے ہو مجھے کیوں
ہم داد کے طالب ہیں نہ بیداد کرو تم

صاحب کی خوشی گر تمہیں منظور ہے تسلیم
رنجیدہ جو تم سے ہیں انہیں شاد کرو تم

ولہ

لذت اٹھاؤ راہِ محبت میں آکے تم
دیکھو خدا کا پیار ذرا دل لگا کے تم

ہر ایک سے زجاج ہے روشن ہے نورِ حق
آنکھوں سے اپنی دیکھ لو پلکیں اٹھا کے تم

پیشی کا ایک روز ہے کیا منہ بتاؤ گے
صاحب کو بھول جاتے ہو بندے کہا کے تم

ذکرِ خدا میں رہئے ہنسی اور خوشی کے ساتھ
پچھتا رہے ہو کاہے کو آنسو بہا کے تم

تسلیم گر یہ ہوس ہے کہ مولا مرا ملے
کانوں سے جان کے سنو باتیں خدا کے تم

ولہ

بے بدل تم جو دیا کرتے ہو کیا دیوینگے ہم
گالیاں تم ہمیں دیتے ہو دعا دیوینگے ہم

جی میں آئے جو کہو تم نہ کہینگے ہم کچھ
مگر اللہ کو اکبار سنا دیویں گے ہم

بد زبانی نہیں اصلا شرفا کا شیوہ
شک اگر ہو تو ولیلوں سے بتا دیوینگے ہم

سخت کو نرم کریں نرم کو پانی کر دیں
جو نہ ہو نرم تو گرمی سے جلا دیوینگے ہم

راستے والوں کو منزل کا پتا دیں تسلیم
بھولے بھٹکوں کو بھی رستہ سے لگا دینگے ہم

ولہ

جسے اپنی آنکھوں سے دیکھا کرو تم
خدا کی تجلی پر دیکھا کرو تم

جو چاہو کرو کوئی مانع نہیں ہے
مگر دیں کے ساتھ دنیا کرو تم

خدا سے اگر دوستی ہے تو سب کو
نگاہِ محبت سے دیکھا کرو تم

اگر نفس سے اپنے لڑتے ہو آؤ
نشان اپنی ہمت کا بالا کرو تم

اگر بھید کھل جائیں روح القدس کے
عجب کیا ہے کا مسیحا کرو تم

خدا سے اگر دوستی چاہتے ہو
خدا سے محبت تو پیدا کرو تم

براقی بنو دیکھو تسلیم جلوہ
نظر کو دلہن دل کو دولہا کرو تم

ولہ

کیا پردہ ہے کہ پردہ میں رکھتے ہیں ہم کو ہم
پردہ سے دیکھ لیتے ہیں اپنے صنم کو ہم

الفت کا توشہ ساتھ ہے اور غم رفیق ہے
جس وزن سے کہ چھوڑ رہے ہیں ملک عدم کو ہم

ٹوٹے دلوں کی قدر ہے جس آشنا کے پاس
پردہ میں دل کے رکھتے ہیں درد و الم کو ہم

کل میں اسیکا نور ہے جز میں اسیکا نور
اپنی نظر میں رکھتے نہیں بیش و کم کو ہم

جب ہو چکے ہیں بندۂ بے دام آپ کے
لطف و کرم سمجھتے ہیں جور و ستم کو ہم

اللہ اپنے قبضہ میں رکھتا ہے ہم کو یوں
رکھتے ہیں اپنے ہاتھ میں جیسے قلم کو ہم

کس منہ سے نیک و بد کو بھلا اور برا کہیں
جب غیر جانتے نہیں دیر و حرم کو ہم

ہر حال اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے
بے یاد رائگاں نہیں کرتے ہیں دم کو ہم

رکھتے ہیں مغفرت کا وسیلہ بروز حشر
تسلیم آہِ سرد کو اور چشم نم کو ہم

ولہ

کھاتے ہیں جب کہ ناوکیں نوک نظر کے ہم
تنگ آ گئے ہیں درد سے زخم جگر کے ہم

باطن کا عیش فکر میں ظاہر کے کھو دئے
افسوس نفع اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہم

خلوت کا باوجود مکاں تھا عیاں مگر
نکلے کبھی نہ قید سے دیوار و در کے ہم

بیماری دل کی ہوتی ہماری ضرور دور
ہوتے نہ معتقد جو دوا کے اثر کے ہم

تسلیم کیوں نہ دلکو جلا دیں بجبن شوق
شمع جمال یار کا پروانہ کرکے ہم

ولہ

نازاں جو اپنے رہتے ہیں نام و نشان پہ ہم
تھے کونسے مقام میں آئے کہاں پہ ہم

جبتک نہ تھے مقید زندانِ ہستیِ خاک
کیا سیر و طیر دیکھتے تھے لامکان پہ ہم

اب یاں تلک ہے عجز کہ خاکِ نیاز سے
پہنچے نہ فکر سے بھی کبھی آسمان پہ ہم

منزل فنا کی دور نہ سمجھو قریب ہے
ہیں جب سوار اشہبِ عمر رواں پہ ہم

اپنے وطن کو چلنے کی کچھ فکر کیجئے
شب باش ہیں عزیزو مسافر یہاں پہ ہم

ذات و صفت کا مجملہ کروگے پل میں صاف
آجائیں صاف اپنے اگر امتحاں پہ ہم

سنتے نہیں صدائے جرس تک بھی حیف ہے
نازانِ اعتماد تھے جس کارواں پہ ہم

سمجھے جب اس چمن کی حقیقت نہیں ہے
شاکی و شاکر اپنے بہار و خزاں پہ ہم

تسلیم جب سے حرف دوئی ہم مٹا دئے
رکھتے کبھی نظر نہیں نفع و زیاں پہ ہم

ولہ

مناجات

میری دعا ہے ہر وقت ہر دم یا رب ارحم یا رب ارحم

کر دُور دل سے سب رنج اور غم یارب ارحم یارب ارحم
الحمد للہ والشکر للہ اللہ اللہ اللہ اللہ

ہو ذکر میرا بے کیف و بے کم یارب ارحم یارب ارحم
تر دامنی سے شرمندہ تر ہون شرم گنہ سے خستہ جگر ہون

رکھ زخم دل پر رحمت کا مرہم یارب ارحم یارب ارحم
غرقاب عصیاں ہون میں الٰہی موجون پریشان ہون میں الٰہی

شرمندگی سے ہون چشم پرنم یارب ارحم یارب ارحم
صدقہ سے تیرے پیارے نبی کے سردار جو ہیں سارے نبی کے

رکھ دل کو میرے خوش وقت و خورم یارب ارحم یارب ارحم
جب موت ہو وے دست و گریبان نزع روان کو کر مجھپہ آسان

ہو کی صدا سے نکلے مرا دم یارب ارحم یارب ارحم
احمد احد میں جو میم دل ہے پردہ اُسیکا تسلیم دل ہے

جو کچھ ہو تم ہو کیا ہیں کدھر ہم یارب ارحم یارب ارحم

ولہ

یک بوسہ تمھارے لب شیرین کا صنم ہم
تسنیم سے کوثر سے سمجھتے نہیں کم ہم

بے آپکے دیدار کے آنکھیں نہ کھلینگی
کھاتے ہیں صنم آپکی آنکھونکی قسم ہم

جا ہو سو کرو عذر کا کس منھ کو ہے یارا
جب آپکے ہیں بندۂ بے دام و درم ہم

وہ ضعف کا عالم ہے کہ ہم بیٹھے جہاں ہیں
اُٹھ سکتے نہیں خاک سے جون نقش قدم ہم

کھل جائیگی ہر شیخ و برہمن کی حقیقت
ہو جائینگے جب پردہ کش دیر و حرم ہم

کیا سیر چمن کیجئے ہے کسکو تمنا
خود رکھتے ہیں سینہ میں گلستان ارم ہم

دل تنگ ہے حادث کے طلسمات سے تسلیم
چلئے کہ کریں سیر گلستان قدم ہم

ردیف نون

کیا کیا مزہ داری ہے نہاں ذکر خدا میں
دم ذکر میں دل فکر میں جاں ذکر خدا میں

ہے آرزو صدقہ سے رسول عربی کے
دل یاد خدا میں ہو زباں ذکر خدا میں

تسکیں ہے راحت ہے تسلی ہے خوشی ہے
آتی ہے پریشانی کہاں ذکر خدا میں

تشویش نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج نہ آفت
ہے دل کو مرے امن و اماں ذکر خدا میں

دولت کی حکومت کی ہوا لیکے کریں کیا
ذرہ سے بھی کمتر ہے جہاں ذکر خدا میں

منزل کو پہنچ جائے تو راحت ہے مزہ ہے
حق راہ سے یہ عمر رواں ذکر خدا میں

ہے آرزو تسلیم کہ جب یاد کرے وہ
دم نکلے مرا وجد کناں ذکر خدا میں

ولہ

شوق دیدار کا الفت سے رہے گر دل میں
کیوں نہ بس جائیگی پھر صورت دلبر دل میں

جسکو کہتے ہیں عداوت وہ ہے پتھر دل میں
جسکو کہتے ہیں محبت وہ ہے جوہر دل میں

اسکے دیدار کے طالب ہوں نہ کیونکر آنکھیں
ڈالدے عشق اگر خالق اکبر دل میں

شوق دیدار الٰہی کا اگر ہو پیدا
ہے وہی دولت دارین سے بہتر دل میں

مدتوں سے جسے میں ڈھونڈھ رہا تھا تسلیم
اللہ اللہ وہ ہوا مجکو میسر دل میں

ولہ

کسیکا جلوہ جو دیکھا تمھاری صورت میں
بشکل آئینہ وارفتہ ہوں حیرت میں

برنگ بلبل تصویر ہو گیا خاموش
جو دیکھا رنگ نیا گل رخوں کی رنگت میں

یہ صورت اور ہے پردے میں خوبصورت اور
شباہت اور ہے دلدار کی شباہت میں

نظر نہ آئے کبھی اسکو صورت عسرت
خدا کو یاد جو کرتا رہے فراغت میں

وصال شاہد وحدت سے کیوں نہو مسرور
بیاں کرے جو مزے ذکر ترے کثرت میں

حیات نعمت عظمیٰ ہے ہر بشر کو مگر
مزا ہے جینے کا اللہ کی محبت میں

تو خیر و شر پہ کسی کے نظر نہ رکھ تسلیم
بشر کو دخل نہیں ہے خدا کی قدرت میں

ولہ

ہوتی ہے جسکو نخوت ہستی دماغ میں
واللہ غنی نہیں بستی دماغ میں

سرخوش ہوں میں گناہوں سے اپنی محتسب معاف
لاتقنطوا کے مے کی ہے مستی دماغ میں

دیتا خدا ہے شیر دلوں کو دل و دماغ
اور بزدلوں کو دیتا ہے پستی دماغ میں

ویران کیا غنیم جنوں کشور خرد
وحشت کی جب سے بس گئی بستی دماغ میں

تسلیم ہیں جواہر دانش گراں بہا
دیوانگی کی جنس ہے سستی دماغ میں

ولہ

دیکھی شاید ہے کہیں اس گل کے کاکل باغ میں
پیچ کھاتی ہے سیہ مستی سے سنبل باغ میں

گر نہیں آمد خزاں کی بے تامل باغ میں
کیوں نہیں وا غنچہ منقار بلبل باغ میں

اشک پر سے کبھی دل کی حرارت کم نہو
سرو کب شبنم سے ہو آتش گل باغ میں

ہے بہار زندگی افسوس دو دن کی ہوا
کھل گیا افسردگی سے عقدہ گل باغ میں

نالۂ بلبل نہیں تسلیم دیتا ہے دعا
گل نہو یارب چراغ حجر بلبل باغ میں

ولہ

صلاحیت ہے گراں خواب اس زمانہ میں
خدا شناس ہیں نایاب اس زمانہ میں

کھلا ہے راستہ شر کا ہر ایک شر کے لئے
ہیں بند خیر کے ابواب اس زمانہ میں

ڈبوتے جاتے ہیں مردم محیط غفلت میں
ہنسی سے شرع کے اسباب اس زمانہ میں

شریف ناں کو محتاج اور رذیلوں کو
ہے طرّہ پر سرخاب اس زمانہ میں

بہشت اہل ضلالت کو کیوں نہو دنیا
کہ کوثر ان کا ہے سرخ آب اس زمانہ میں

لباس اہل شقاوت میں کیوں نہوں تسلیم
چھپے ہوئے اولوالالباب اس زمانہ میں

وله

شہر آشوب

گنگ لسانِ بلبلیں ہیں بن میں اندنوں
زاغ و زغن کا شور ہے گلشن میں اندنوں

کیا دور ہے کہ زندے زمیں پر ہیں مضطرب
اور مردے بیقرار ہیں مدفن میں اندنوں

جمنا میں ڈوبتے ہیں کوئی دم میں گوپیاں
بدمست ہے کنہیا جہاں بن میں اندنوں

بدلے میں بوئے مشک کے آتی ہے بوئے پشک
پھولوں کے بدلے خار ہیں دامن میں اندنوں

اہل نظر کی آنکھ ہے نرگس سی نیم خواب
جسم زبان ہے جامۂ سوسن میں اندنوں

دعوے ہے انکو علم کا نازاں ہیں فضل پر
جنکو نہیں تمیز سین و شین میں اندنوں

محسن کی جان ہے ہدفِ ناوکِ ستم
عنقا سی بوئے شکر ہے مُحسن میں اندنوں

یہ بھی ہوا ہے دیکھ کے لگھڑ کی چھید کو
کنکوے ہلکے جھکیں گگن میں اندنوں

ملسوعِ کلب وحشی کو دکھتی ہے شکل کلب
صورت کا عکس عکس ہے درپن میں اندنوں

پانی حیا کا جم نہیں سکتا جبیں پر
گویا وہ ڈوب نکلے ہیں روغن میں اندنوں

مردوں کو عار ہے کہ کریں کس سے جنگ ہم
کرتے ہیں حیز نعرہ زنی رن میں اندنوں

تھے باپ دادے جنکے شریف انکے نطفہ زاد
مکر اور فریب کے ہیں پڑے فن میں اندنوں

ظاہر میں گو بشر ہیں یہ باطن میں ہیں خبیث
جوہر کی جائے کوئلے ہیں معدن میں اندنوں

محتاج ہیں شریف مرفّہ رذیل ہیں
اندھیر ہے قلمرو دکھن میں اندنوں

کچھ یاں کا حال ہی نہیں ایسا خراب ہے
پھیلا ہے غدر گرد من و آرمن میں اندنوں

سر سینہ یہ شریفوں کے شرم و حیا سے ہیں
رگ راست ہے کمینوں کی گردن میں اندنوں

روٹی حرام خوار و نکو ملتی ہے راتکا
ریتی کو پیستے ہیں وہ مطحن میں اندنوں

ناپاک جسم اس پہ قبائیں ہیں اطلسی
مخشوّن جسم پاک ہے گو تن میں اندنوں

ناپاکیوں پہ لاف زنی فاسقوں کو ہے ۔۔۔ دیدان جوں اکڑتے ہیں گرگٹ میں اندنوں
چیلوں کے آشیانے ہیں گلشن میں جا بجا ۔۔۔ جھلکتے ہیں زاغ شاخ نشیمن میں اندنوں
جو پاک دل ہیں کملی میں کرتے ہیں شکر حق ۔۔۔ مکار ہیں لباس ملکوں میں اندنوں
بد لوگ خندہ زن ہیں رعونت سے بے محل ۔۔۔ افسوس نیک لوگ ہیں شیشوں میں اندنوں
کیا دیر و کعبہ ایک ہوا ہے جو باہمی ۔۔۔ ہے اتفاق شیخ و برہمن میں اندنوں
محتاج ہیں شریف تو نانِ جوار کو ۔۔۔ سفلے ہیں ڈوبے بحرِ تنعم میں اندنوں
اسلامیت کو چھوڑ کرستان بن گئے ۔۔۔ کیا کعبہ مرتدوں کا ہے لندن میں اندنوں
مشک ختن میں ہے جو برودت خطا نہیں ۔۔۔ گرمی سی پائی جاتی ہے چندن میں اندنوں
سفلوں کو کسبیوں سے ہے صحبت بشوقِ دل ۔۔۔ الفت نہیں ہے مرد میں او زن میں اندنوں
کھاتے ہیں مالدار کباب اور شیرمال ۔۔۔ صد ہا غریب بھوکے ہیں مسکن میں اندنوں
فکرِ حرام بازی ہے یا ہے نقب زنی ۔۔۔ پھرتے ہیں بدمعاش جو برزن میں اندنوں
رشتہ کبھی پروے نہ سمّ الخیاط میں ۔۔۔ ہاتھی سمائے دیتے ہیں روزن میں اندنوں
تسلیم دیکھ کر یہ کمینوں کے رنگ ڈھنگ ۔۔۔ دل تنگ بس شریفوں کے ہیں تن میں اندنوں

ولہ

جو منظور اہل نظر ہیں نظر ہیں ۔۔۔ جو مقبول اہل جگر ہیں جگر ہیں
جو آثارِ اسعد صعیفانِ امجد ۔۔۔ دعائے شبی اور آہِ سحر ہیں
شریعت کے قائل طریقت کے قائل ۔۔۔ ہے بہتر مگر وہ شجر بے ثمر ہیں
اگر مرکز علم ہے دائرہ میں ۔۔۔ مطول کے جملے بہت مختصر ہیں
کہا دل نے تسلیم کو یاد رکھو ۔۔۔ یہ سب حسن اور عشق کے شور و شر ہیں

ولہ

اے عشق وہ بوٹے ترے مدت سے سر میں ہیں ۔۔۔ داغوں سے لالہ زار شگفتہ جگر میں ہیں

صحرا میں بستیوں میں رہیں گردشیں مگر
ہم جنکو ڈھونڈتے رہے وہ اپنے گھر میں ہیں

اول تو دیکھتا نہیں دیکھوں تو ادھر بھی
صاحب کی لا اُبالیاں میری نظر میں ہیں

رہبر اگر نظر ہے تو دشوار کچھ نہیں
سدّ ہا اگر یہ مرحلے اس رہ گذر میں ہیں

پوچھا مقام روح تو کہنے لگے کہ سُن
ساکن ہمارا جسم ہے اور ہم سفر میں ہیں

تسلیم کیا خریدی رحمت نے بک گئے ہم
موتی کی کان عاصیوں کی چشم تر میں ہیں

ولہ

نہیں خبر کہ میں ہوں کون اور کیا ہوں میں
اسی وجود میں اپنے کو ڈھونڈتا ہوں میں

نہیں ہے مجکو ریاضت کی زہد کی مہلت
کہ اپنے کام میں ہر دم لگا ہوا ہوں میں

جو ہووے خاتمہ بالخیر اسکی یاد کے ساتھ
بہشت خود مجھے چاہے اگر نہ چاہوں میں

مشاہدہ میں مری روح کو کریں تحلیل
خدائے پاک سے کرتا یہی دعا ہوں میں

الٰہی گو کہ میں بد ہوں تو کیا نہ بخشے گا
کہ آسرا ترے محبوب کا لیا ہوں میں

محل سرا کا پتہ پوچھتے ہو کیا تسلیم
ابھی تو دل ہی کی گلیوں میں گھومتا ہوں میں

ولہ

اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں
مگر ظہور تجلی کی سیر میں ہوں میں

یہ کون جانے سوا سالک اور عارف کے
حرم میں برہمن اور شیخ دیر میں ہوں میں

برا کہوں میں کسے اور بھلا کہوں میں کسے
کہ جب شریک نہ شر میں نہ خیر میں ہوں میں

ہے روح دید میں اور ذکر دل میں فکر کے ساتھ
ہمیشہ دل کو لئے سیر و طیر میں ہوں میں

نظر میں میری ہے تسلیم دید وجہ اللہ
اگرچہ دائرۂ عین و غیر میں ہوں میں

ولہ

کیا ضرورت ہے ادھر اور ادھر سے دیکھیں
وہی کہتا ہے نظر ہمکو جدھر سے دیکھیں

بے بلائے جو کبوتر ہے قفس میں تن کے
کیسا اُڑتا ہے بھلا تیزی پر سے دیکھیں

گرچہ شادابیٔ ... بھولا ہے نفس سینہ میں
کیا ثمر لیتا ہے آخر یہ شجر سے دیکھیں

تو مجھے دیکھتے رہتے ہیں وہ آتے جاتے
یہ تمنا ہے محبت کی نظر سے دیکھیں

سرخ ... کی تمنا ہے تو رو رو کر دیکھو
رنگ چڑھتا ہے اسی خون جگر سے دیکھیں

وہی عارف ہیں جو دنیا کو بہ عکس مجاز
نظر خیر سے دیکھیں نہ کہ شر سے دیکھیں

دیکھ سکتے ہیں یہاں دیدۂ دل سے تسلیم
حشر کے روز جسے دیدۂ سر سے دیکھیں

ولہ

یہ وطن ... آرام دوام اسمیں نہیں
یہ سفر اور سفر ہے کہ مقام اسمیں نہیں

نیستی ... ہستی ہے بنی آدم کو
خود شناسی جو کیا کرتے ہیں نام اسمیں نہیں

ذاکروں کو ہے مناسب کہ تعین چھوڑیں
ذکر جو چاہیں کریں کوئی کلام اسمیں نہیں

ذکر کے واسطے ہے عذر عبادت بیجا
چونکہ تعریف صلواۃ اور صیام اسمیں نہیں

بھوکے مرتے ہوے جو زہد ریا کرتے ہو
زاہد و لذت تقلیل طعام اسمیں نہیں

خود پرستی میں جو کہتے ہو خدا ملتا ہے
وہ نکات اور ہیں تحصیل حرام اسمیں نہیں

پنجگانہ کے سوا ہے جو صلواۃ دائم
یہ وہ طاعت ہے قعود اور قیام اسمیں نہیں

شاہد گردش دم چاہیے ہر دم رہنا
یہ وہ بے دانہ ہے تسبیح امام اسمیں نہیں

کو شہادت سے گزر عرش بریں جا پہنچا
منزل اور آگے ہے سالک کو قیام اسمیں نہیں

ذکر قلبی نہیں موقوف تعدد تسلیم
دور یہ اور ہے دنرات کا نام اسمیں نہیں

ولہ

وہ کونسا ہے نفع کہ جس میں زیاں نہیں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

کہدو جو ہے جنکو دعوئے حسن عمل یہاں
کیا روز حشر محکمۂ امتحاں نہیں

سینہ میں رشک خانۂ زنبور ہے جگر
دیکھو تو پاس یار کے تیر و کماں نہیں

کہو مگر نہ وہ مکین ہوں کہ دو نو جہاں نہیں
دل کے مکان سے کوئی بہتر مکاں نہیں

سوزش ہے دل میں میرے کسیکو نہیں خبر — وہ آگ عشق کی ہے کہ جسمیں دھواں نہیں
بازارِ حسن گرم ہے تو عشق کی متاع — دنیا میں جنس یہ کچھ ایسی گراں نہیں
تسلیم تم وہ راہ نجاؤ کہ ہے خطر — جس ناشدہ راہ سے کہ واں کارواں نہیں

ولہ

کوئی ایسا تو اِدھر کو نظر آتا ہی نہیں — جسکو درپیش اُدھر کا سفر آتا ہی نہیں
جو کوئی آتا ہے دنیا میں ہوا کھانیکو — موت کے پنجہ سے بچتا نظر آتا ہی نہیں
سیکڑوں عالمِ دنیا میں ہنرور ہیں مگر — نہ مریں ایسا کسیکو ہنر آتا ہی نہیں
نیستی کاہے کو آتی جو نہ ہوتی ہستی — نفع جب تک نہیں آتا ضرر آتا ہی نہیں
لوگ مرنے پہ جو روتے ہیں تو کہتا ہے فلک — کیا سفر کو جو گیا پھر وہ گھر آتا ہی نہیں
نہیں ممکن کہ جو ہوں موت سے آزاد مگر — دام میں اپنے کوئی بے خبر آتا ہی نہیں
پوچھیں کیا قبر کا احوال کہ کیا کیا گزرا — پر جو جاتا ہے اُدھر پھر اِدھر آتا ہی نہیں
ریختہ ہو کہ رباعی ہو غزل ہو یا فرد — پر بجز عشق کے دل پر اثر آتا ہی نہیں
آرزو ہے کہ مریں مرنے کے پہلے لیکن — مدعائے دلِ تسلیم بر آتا ہی نہیں

ولہ

دنیا میں زندہ ہوں تو فقط امتحاں کو میں — شکوہ سے روک رکھا ہیں اپنی زباں کو میں
ہمت ہے وہ بلند کہ جھک کر ہیں اِدھر تو — جاتا ہوں لامکاں کو اور آتا مکاں کو میں
سننے کو بھی سماعتِ بے گوش چاہیے — لاتا زباں پہ ہیں سخنِ بے زباں کو میں
کیونکر رہوں نہ بلبلِ منقار در بغل — ہیں دیکھتا بہارِ گلِ بے خزاں کو میں
آتا نہیں زباں پہ ادب سے انا احد — سنتا اگرچہ ہیں یہ صدمہ بتاں کو میں
کس ننگ میں ہوں لوگ کہاں ہیں میں کہاں — غیروں کے ساتھ گرچہ ہیں کہتا بھلا انکو میں
ہے چشمِ فضلِ حق نہیں تسلیم افتخار — منظور اگرچہ دیدۂ پیر و جواں کو ہوں

ولہ

مخمس

آج دلبر نظر مجھکو آتا نہیں — پیاری صورت کو اپنی بتاتا نہیں
حرف تسکین لب تک بھی لاتا نہیں — میرے غمگیں دل کو سناتا نہیں
ہے اداسی کوئی مجھکو بھاتا نہیں

کیا وہ مجھکو جفا سے ستاتا نہیں — کیا وفا کو بھلا میں نبھاتا نہیں
کیا میں غم اسکی الفت میں کھاتا نہیں — کیا میں آنکھوں سے آنسو بہاتا نہیں
پر سبب کیا ہے رحم اسکو آتا نہیں

آپ اپنی ہی وحشت سے ہیں میں کہاں — کس سے پوچھوں کدھر جاؤں ڈھونڈوں کہاں
دل کی قاصد کو سمجھا کے بھیجوں کہاں — [illegible] وہیں پھر کریں لکھوں کہاں
کوئی کیفیت اسکی سناتا نہیں

جب سے اپنا کیا آپ محرم مجھے — کیا عدو نے دم دیکے خرم مجھے
آہ وحسرت کی [illegible] نہیں کم مجھے — خبر آئے نہ آئے نہیں غم مجھے
[illegible] سے جو سکے بھی مجھکو بلاتا نہیں

سچ کہو دلبر کہا کیا ہوا ہے تجھے — یہ شکایت بھلا کب روا ہی تجھے
درد میری طرف سے دوا ہی تجھے — غم وہ نعمت ہی آخر غذا ہی تجھے
دل کو تسلیم کیوں تو مناتا نہیں

ولہ

ہوں گرچہ بلند پست ہوں میں — اس خاک میں پا سے پست ہیں میں

مسجد ہو کہ صومعہ ہو کعبہ
معذور رکھ مئے پرست ہوں میں

کعبہ میں مجھے ہے بت پرستی
اور دیر میں حق پرست ہوں میں

بے جام و مئے و سبو و مینا
سرمست مئے الست ہوں میں

جب عشق ہے درد اور مسیحا
بیمار ہوں تندرست ہوں میں

زاہد تو ہے خود پرست حق بیں
خود بیں ہوں خدا پرست ہوں میں

تسلیم نہ کیجئے حرف گیری
گستاخی معاف مست ہوں میں

ولہ

جب غیر نہیں کوئی تو کیا غیر سے بتلائیں
کیا شر سے بتائیں تمھیں کیا خیر سے بتلائیں

بے پیر کبھی چلتے ہیں بے پر کبھی اڑتے
یہ سیر سے بتلائیں تو وہ طیر سے بتلائیں

وہ رنگ بھی رنگ ہے یہ زنگ بھی رنگ
کیا ہم حق و باطل حرم و دیر سے بتلائیں

دوزخ میں بھی نیش ہے جنت میں بھی نوش
کیا شر سے دکھائیں تمھیں کیا خیر سے بتلائیں

تسلیم اگر جلوۂ محبوب ہے مطلوب
دید اسکی تمھیں باقی بالخیر سے بتلائیں

ولہ

باوصف لاغری کہ نہیں برگ کاہ میں
ہر دم کھٹک رہا ہوں فلک کی نگاہ میں

مشک ختن میں رنگ کہاں اسکی زلف کا
عارض سی اسکی تاب کہاں مہر و ماہ میں

تحقیر کسکی کیجئے توقیر کسکی یاں
جب ہے ظہور یار گدا اور شاہ میں

رکھ سالکا تو پائے جگر کو سنبھال کر
خار بلا ہیں تیز محبت کی راہ میں

تسلیم کیوں نہ اسکو دو عالم میں سرو
جو آگیا رسول خدا کی پناہ میں

ولہ

جہاں کی بزم میں ایسا کوئی خفا نہیں
کہ جس میں وصف رخ یار کا ترانہ نہیں

سوائے خون دل اور قطرۂ سرشک یہاں
اسیر عشق کی قسمت میں آب و دانہ نہیں

سنبھال نہ ورنہ دل کو ہوائے وحشت سے — کہ بحرِ عشق کا ظاہر کہیں کرانہ نہیں
ہوائے وصل کے وحشت وہ ہو دلکی — جو کہہ رہا ہوں حقیقت ہی کچھ بہانہ نہیں
جہاں نہیں اسکو مبارک ہو قصد بیت اللہ — کہ جسکے حصہ میں جاناں کا آستانہ نہیں
یہاں ہو یا ہو وہاں بیدلوں کو اے تسلیم — سوائے کوئے صنم پھر کہیں ٹھکانہ نہیں

ولہ

جب تو نظر میں گم ہو نظر گم ہو ذات میں — ہو بے صفت نسیم صفت ہر صفات میں
رنگ بہار جلوہ امکاں ہے اعتبار — مےکش ہو بزمِ یار کا عیشِ ثبات میں
آنکھوں سے اپنے پردہ غفلت کو دور کر — جلوہ اُسی کے نور کا ہے کائنات میں
گر فہم ہے تو وہم دوئی سے گزر پرے — مت کہہ تو ماسوا یہ نظر شش جہات میں
تسلیم کب خودی سے تو باہر نہیں ہوا — پھر کیا قصور یار کے ہے التفات میں

ولہ

ساقیا عرصہ ہوا محفل میں آتی مُل نہیں — کیا سبب ساغر سے مینا مائل قلقل نہیں
ہے چمن بیرنگ لیکن دیکھ بے رنگی کی سیر — گل سے باہر بوئے گل اور بوئے گل سے گل نہیں
بلبلا گلشن سے ہو جب دست کش فیض نسیم — گل نہیں غنچہ نہیں ریحاں نہیں سنبل نہیں
یار جب اپنا نہیں کسکا وطن کسکا مکاں — گل نہو جب بوستاں میں پھر وہاں بلبل نہیں
عین وحدت ہے یہ کثرت غور کر تسلیم تو — کُل نہیں بے جز کے کُل میں اور بے جز کُل نہیں

ولہ

اہل دل کو ناصحا اُستاد کی حاجت نہیں — دل ہے خود مُلہم نہیں ارشاد کی حاجت نہیں
زہد سے آغاز حاصل عشق سے انجام ہو — کوہ پر جب ہو مکاں بنیاد کی حاجت نہیں
ہے بہار بوستاں ہر چند ظاہر دلفریب — پر ہے جب سرو رواں شمشاد کی حاجت نہیں
بحثِ عمر و زید ہے علم لسانی کے لئے — ہم لدنی علم کو استاد کی حاجت نہیں

لا الہ کا ہمیں تسلیم جب رتبہ ملا | ذکر و شغل و فکر اوراد کی حاجت نہیں

ولہ

یک رنگ ہر نہیں ہے سر اہمنشیں کہیں | غمگیں کہیں ہے اور بشاشت گزیں کہیں
کیوں بیقرار ہے دل دلدار اندنوں | شاید نظر پڑا ہے جوان حسیں کہیں
بزم سرور میں جو درخشندگی ہے آج | روشن ہوئی ہے شمع رخ نازنیں کہیں
ہے یہ محال درد جگر کے علاج سے | ہووے طبیب مورد صد آفریں کہیں
مستانہ گفتگو تری تسلیم تا حیات | کرتی نہیں کلام کو کرسی نشیں کہیں

ولہ

جب وصل دلربا نہیں آرام جاں نہیں | مہجور کے نصیب سرو جہاں نہیں
گو زہد کو زوال ہے لیکن خدا کے پاس | سعی حصول عشق کبھی رائگاں نہیں
نور محیط قدس محیط نظر نہ ہو | جو اپنے دم قدم کا یہاں پاسباں نہیں
محو تلاش ذات ہوں نام و نشاں کے ساتھ | ظاہر اگرچہ یار کا نام و نشاں نہیں
الفت میں جسم کا ہے اگرچہ ضرر مگر | تسلیم اپنے مال کا ہوتا زیاں نہیں

ولہ

نگاہ باطن عالم دل جمال وحدت کو دیکھتے ہیں
اگرچہ صورت پرست ہستی ظہور کثرت کو دیکھتے ہیں
غضب میں آتا ہے جب وہ دلبر تو صبر کرتے ہیں اہل عرفاں
بجا لاتے ہیں شکر ہر دم جب اسکی الفت کو دیکھتے ہیں
جگر تڑپتے ہیں بیدلوں کے مفارقت میں برنگ بسمل
بہ شکل آئینہ ہے تحیر جب اسکی صورت کو دیکھتے ہیں
یقین ہے پہنچینگے پائے کوباں خوشی منزل کو آرزو کے

جو راستہ میں مفارقت کے ہزاروں آفت کو دیکھتے ہیں
بزنگ تسلیم جنکے دل سے ہو دور پردہ دوئی کا یارب
مجاز رکھیں اگرچہ لیکن تری حقیقت کو دیکھتے ہیں

ولہ

کب ذائقہ ہے خونِ جگر کا شراب میں
لذت ہے لخت دل کی نہ بھونے کباب میں
شاید کہ آپ ہاتھوں سے اپنے کیا ہے قتل
آتی ہے بوئی برگِ حنا خونِ ناب میں
تاباں جو نور عارضِ گلگوں میں ہے ترے
دیکھا نہ ماہتاب میں نے آفتاب میں
حاصل یہ لطف یار کی ہستی سے ہو عیاں
انجم چمک رہے ہیں شفق کے سحاب میں
تسلیم جب میں ہوتا ہوں سائل وصال کا
صادر عتاب ہوتا ہے بہر جواب میں

ولہ

داغ ترے فراق کے دل پہ نہ آجکل سے ہیں
غمزہ طرازیاں تری نقشِ جگر ازل سے ہیں
ہو گئے خزاں سے زرد رو سارے درخت ایکدن
گرچہ ہری بھری چمن پھولوں سے اور پھل سے ہیں
خاک نہیں بشر کو کچھ اپنے نسب کا افتخار
دونوں جہاں میں خوبیاں کچھ نہیں پر عمل سے ہیں
چاہیئے اور کچھ دوا مرہم وصل کے سوا
زخمی ناوکِ نظرہ غمزۂ بے بدل سے ہیں
رمز تخلص اے میاں تس سے ملا کے لیم کو
سمجھینگے کیونکہ بہرہ ور جو کہ تری غزل سے ہیں

ولہ

منظور اگر خدا کو جدائی ہو کیا کریں
پر شرط ہے کہ شرطِ محبت ادا کریں
آہ و فغان و حسرت و افسوس درد و غم
دلبر تمہارے ہجر میں کیا کیا۔ کیا کریں
گر مجکو آپ اپنا سمجھتے ہیں جاں فدا
پھر کیا ضرورت آپ سے جو التجا کریں
کب دور درد فرقت دلبر ہو بے وصال
سو سو طرح سے گرچہ دعا اور دوا کریں
دشنام دیویں سخت کہیں لیکن اہل دل
یہ دل جو کچھ کہیں وہ خوشی سے سنا کریں

اس زمانہ میں ہوا تجربہ [illegible]
جو کہ بیگانوں میں الفت ہے وہ ہم کفو میں نہیں

ولہ

[illegible] دلربا کو سینہ سے لپٹاتا [illegible]
دل نہیں لگتا کسی صورت سے گھبراتا ہوں میں

[illegible] ترے دیکھے نہیں ہوتی تسلی زینہار
دلکو کس طور سے ہر چند بہلاتا ہوں میں

بار [illegible] کے [illegible] نہ آنکھ
[illegible] پہ تیرے غش ہوا جاتا ہوں میں

[illegible] فرقت سے گو خستگی رگ ریشہ میں ہے
[illegible] خون سے آنکھوں کو ترپاتا ہوں میں

[illegible] کے بدلے [illegible]
دلربا [illegible] کا ہوں غم کھاتا ہوں میں

کیوں نہ ہو رنگین دل شیدا کا گلشن بید لو
بارش خوں [illegible] نوں کے برساتا ہوں میں

[illegible] ارفتگی تسلیم حاصل ہے مجھے
رشتۂ الفت کا [illegible] کہلاتا ہوں میں

ولہ

[illegible] سے جو اجرا حکمت قدرت نہیں
گر وہ چاہے تو ابھی ہو جائے عادت نہیں

جبکہ ہر دشمن سے غفلت شیوۂ فطرت نہیں
نفس وہ دشمن ہے اپنا قابل مہلت نہیں

بارِ نازِ نازنیناں دوش دل پر ہے گراں
ناتوانی سے یہانتک بھی مجھے طاقت نہیں

حسن جب پردہ سے خلوت سے وفا سے دور ہے
عشق گو صورت نہیں مذہب نہیں [illegible] نہیں

عالم فرقت میں دل وحشت سے گھبرانے لگا
کیا کریں تدبیر دم لینے کی بھی فرصت نہیں

رنج و راحت پر نظر تسلیم ہستی کے نہ رکھ
کام جو مختار کے ہیں [illegible] حکمت نہیں

ولہ

کبتک آراستہ ہستی کی دکانوں کو کریں
استراحت کی جگہ [illegible]

بیخبر اپنے سے پر اس سے خبردار ہیں ہم
ہم وہ دیوانے [illegible]

ہم سنائیں گے تمھیں راز خدا کی باتیں
قابل سمع سخن [illegible]

[illegible] چال حسینان جہاں کی الٹی
دوست بیگانو [illegible]

کبھی ٹھنڈا جگر ان کا نہیں ہوگا تسلیم
گر چہ پیوند زمیں سوختہ جانوں کو کریں

ولہ

قسم ہے نور کی دیوانہ تیرے نور کا ہوں
نہ حور کا ہوں میں طالب نہ میں قصور کا ہوں

یہ عبدیت ہی کہ قائل جو میں قصور کا ہوں
یہ اصلیت سے کہ بانی جو میں غرور کا ہوں

مرا ہی دل مجھے بس ہے بگر مثال کلیم
نہ مستمند تجلی کوہ طور کا ہوں

میں جب سے اپنے کو غائب کیا ہوں آنکھوں سے
ہر ایک نگاہ میں ناظر ترے حضور کا ہوں

نہ سمجھو یارو یہ پردیس میں مجھے محتاج
بہت بڑا ہوں وطن دار گرچہ دور کا ہوں

میں جب تلک تھا وہاں آمر ملک تھا
یہاں جو آیا ہوں مامور کل امور کا ہوں

نظر میں جب سے ہی تسلیم یار کی صورت
نہ شب کو ماہ کا ناظر نہ دن کو حور کا ہوں

ولہ

بت پرستی میں جو اسلام سے باز آیا ہوں
اے بتو تمکو خدا جانے میں کیا سمجھا ہوں

آپ ہی آپ ہیں جو کچھ ہے قسم آپکی ہے
کیا حقیقت مری میں کون ہوں اور میں کیا ہوں

جلوۂ طور ہر اک شے میں نظر آتا ہے
یک نظر جب سے میں دیدار ترا دیکھا ہوں

غیر اپنے کو جو سمجھوں تو رکھوں آپکو دور
آپ خورشید ہیں بالفرض تو میں سایا ہوں

ہے یہی الفت کامل کی نشانی تسلیم
چاہتے وہ تو ہیں غیر ونکو میں انکو چاہوں

ولہ

تمھاری تیغ نگہ سے جگر فگار ہوں میں
تمھارے درد محبت سے زار زار ہوں میں

نہیں ہوں میں تو تمھارے ہی اختیار میں ہوں
عجب یہ ساز ہے مضراب تم ہو تار ہوں میں

دل و جگر کو تو پہلے ہی تم نے چھین لیا
نثار تم پہ کروں کیا کہ خود نثار ہوں میں

ہزار تمکو جو رونا مرا رلاتا ہے
یہ کسکی درد جدائی سے بیقرار ہوں میں

ابھی اس گل عارض کا جب سے دیوانہ
ہزار رنگ سے کیا غیرت بہار ہوں میں

ادب سے بھید کی باتوں کو کہہ نہیں سکتا
کہوں تو شرع کا یا رب گنہگار ہوں میں
خدا علیم ہے کہ کس رنگ میں ہوں میں تسلیم
اگرچہ خلق میں مصروفِ کاروبار ہوں میں

ولہ

آشفتہ ہوں وارفتہ ہوں شیدا ہوں جہاں میں ہوں
معلوم نہیں کون ہوں میں آپ کہاں ہوں
جس دن سے سُبک روح کیا عشق نے مجھکو
آزاد ہوں پر آپ ہی اپنے پہ گراں ہوں
ہستی کا تماشا ہے فقط لطفِ مجازی
یہ نام اُسی کا ہے میں بے نام و نشاں ہوں
جوشش میرے دل میں ہے تو سوزش ہے جگر میں
گہ گریہ کناں اس لئے گہ آہ کشاں ہوں
تسلیم پہنچ جاؤں گا یکروز وطن کو
جب ہم سفرِ قافلۂ عمر رواں ہوں

ولہ

خدا سے کرتے ہیں مردانِ خدا باتیں
کہ ہیں زبانِ مقالی سے وہ جدا باتیں
ہیں جنکے لطف سے محروم کاتبِ اعمال
زبانِ حال کرتے ہیں آشنا باتیں
مزا سخن کا فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
کہ اولیا کی سمجھتے ہیں اولیا باتیں
جفا کی یہ بھی نئی طرز پائی جاتی ہے
وفا کی ہم سے جو کرتے ہیں آشنا باتیں
ہے آرزو کہ ملے مجھکو روح کی لذت
کہو زباں سے کچھ اے میرے دلربا باتیں
ہیں جنکے سننے حلاوت میں ڈوب جاتا ہوں
ہیں کسقدر میرے دلبر کی بامزا باتیں
سوا خدا کے جو کرتے ہیں گفتگو تسلیم
مجھے کبھی بھاتی نہیں ایسی بے مزا باتیں

ولہ

خوش دلی سے جو کوئی ذکر خدا کرتے ہیں
نفسِ امّارہ کو پہلو سے جدا کرتے ہیں
بیٹھتے اٹھتے جو کرتے ہیں خدا کی باتیں
اہلِ افلاک تمنا سے سنا کرتے ہیں
ذکر میں ہوتی ہے گرمی تو فرشتے اکثر
بال و پر اپنے ہلاتے ہیں ہوا کرتے ہیں
جان و دل اپنی جو کرتے ہیں خدا پر قرباں
حق محبت کا [illegible]ت سے ادا کر[illegible]

جو نہیں بھولتے اللہ کو دم بھر تسلیم
زندگانی میں وہی لوگ مزا کرتے ہیں

ولہ

دردا خودی سے اپنے بیزار ہیں تو ہم ہیں
اور بیخودی کے ہاتھوں لاچار ہیں تو ہم ہیں

ہیں کاروبار ذاتی بیکاری صفاتی
مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں

کہہ حق کی گفتگو سے گا ہے سزا کی رو سے
منصور ہیں تو ہم ہیں اور دار ہیں تو ہم ہیں

گلشن میں سالکانہ صحرا میں وحشیانہ
گر پھول ہیں تو ہم ہیں اور خار ہیں تو ہم ہیں

توشہ ہے ذکر باری منزل ہے روح جاری
گر راہ ہیں تو ہم ہیں رہوار ہیں تو ہم ہیں

ہے عاشقی صفاتی معشوقیت ہے ذاتی
بیدل جو ہیں تو ہم ہیں دلدار ہیں تو ہم ہیں

محفل میں میکشوں کی عزلت میں صوفیوں کی
گر مست ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

نفئ خودی سے اپنی اثباتِ ذات حق ہے
انکار ہیں تو ہم ہیں اقرار ہیں تو ہم ہیں

تسلیم سالکوں میں مجذوب جا تو نہیں
خوابیدہ ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

ولہ

یار میرا مرے نزدیک ہی اور دور رہو نہیں
وصل ہوتے یہ تماشا ہے کہ مہجور رہو نہیں

پاس میرے ہے دوا میں ہوں دوا کا طالب
اور مسیحا مرے پہلو میں ہے رنجور رہو نہیں

کوئی عابد نہ عبادت سے کہا یا معبود
شکر ہے ذکر سے اللہ کا مذکور رہو نہیں

شان تیری ہے ہر اک شے میں جو کچھ ہے تو ہی
کون میں ہوں کیا ہوں اگر ہوں بھی تو معذور رہو نہیں

ہے ادب بندوں کو درکار و گرنہ تسلیم
خیر و شر میں وہی مختار ہے مجبور رہو نہیں

ولہ

وہ ممتاز ہیں زمرۂ دلربا میں
کرشمہ میں غمزہ میں ناز و ادا میں

فرشتوں سے بڑھ کر ہے رتبہ ہما
اگر صرف ہو عمر یادِ خدا میں

سمن ہے جو غنچے تو لونگے ہیں کھلتے
کہاں ایسی تاثیر بادِ صبا میں

خبر کاتبانِ عمل کو نہیں ہے — جو اسرار میں آشنا آشنا ہیں

نہیں شکر و شکوہ خدا دوستوں کو — فنا میں بقا میں جفا میں وفا میں

نہ حاصل ہو بیمار کو تندرستی — نہو ربط جبتک دوا میں شفا میں

ہے بندہ وہی جو رہے زندگی میں — خوشی خورمی سے خدا کی رضا میں

ہے تسلیم صاجدلوں کا طریقہ — دعا ابتدا میں رضا انتہا میں

ولہ

آؤ ادھر جانِ من دلکے سنو کچھ سخن — یار سے گر ہے لگن اچھا ہے دیوانہ پن

رنج نہین غم نہیں حسرت و ماتم نہیں — راحتِ دل کم نہیں گر ہو خدا سے لگن

دور تباہی کرو یادِ الٰہی کرو — حشر میں شاہی کرو دیکھو بہارِ عدن

خسروِ ملک بقا کیوں نہو مردِ خدا — یاد میں جب ہوں فنا نفس و دل و جان و تن

آپ سے ہو کر جدا دیکھوگے نورِ خدا — بند کرو تم ذرا دیدہ و گوش و دہن

ناز و ادا ہے کہیں جور و جفا ہے کہیں — قہر و وفا ہے کہیں یار کے دیکھو چلن

خوش ہے دل بے مراد روح بھی ہے شادشاد — آتا ہے تسلیم یاد ہمکو سفر میں وطن

ولہ

بے پردہ نورِ حق ہے کشادہ نظر نہیں — ذرہ میں آفتاب ہے واقف بشر نہیں

غم ہے خوشی میں شکر میں شکوہ میں روز و شب — وہ بیخبر ہوں اپنی بھی مجکو خبر نہیں

مجبور ہیں کہ معرفتِ حق نہیں ہمیں — ورنہ ہماری آہ میں کیا کیا اثر نہیں

ہم بھی وہ کام کرتے جو عیسے کرگئے مگر — وہ دم نہیں وہ روح نہیں وہ جگر نہیں

تسلیم تال بجتی نہیں ایک ہاتھ سے — الفت اِدھر نہیں تو کچھ بھی اُدھر نہیں

ولہ

ہو گرم عشق دلِ سرد آشناؤں میں — کہ زن بھی ہو تو بنے مرد آشناؤں میں

جدالِ نفس میں مغلوب ہیں ہمیشہ وہ
ہیں زاہد اس لئے نامردِ آشناؤں میں
تجلیاتِ الٰہی کرے مسیحائی
رجوع ہو دلِ بیمارِ دردِ آشناؤں میں
زیادہ جسکو محبت ہے حق تعالےٰ سے
وہی ہے مردِ خدا فردِ آشناؤں میں
نعیم عشق سے شاکر خدا رہا تسلیم
ہمیشہ ذائقہ بر دردِ آشناؤں میں

ولہ

خدا کے دوست مجھے خالص ہیں زندگانی میں
ہمیشہ رہتے ہیں وہم کی نگاہ بانی میں
تجلیاتِ الٰہی کو دیکھتے جاؤ
تصرفاتِ عیانی میں اور نہانی میں
دلوں کے بھید سے واقف کوئی نہیں ہوتا
عجب ہے لطفِ مقالاتِ بے زبانی میں
ہیں گرچہ صورتِ مرکز مظاہر خاکی
ق
اسیر دائرۂ دورِ آسمانی میں
مگر حدوث و قدم کا پتہ نہیں ملتا
چلو تلاش کریں ملکِ بے نشانی میں
غبارِ جی میں ہے منھ پر صدا صفائی کی
ق
مثل نئی میں سناتا ہوں خوش بیانی میں
ہے ناقصونکی دلیل محبت قلبی
شکستگی اتا رِ بلا ستانی میں
چلے نہ زورقِ دل بحرِ عمر میں تسلیم
نہووے جنبش اگر دم کبادبانی میں

ولہ

مطرب خوش نوا کہو وصفِ جمال سن تو لیں
ناز و ادا کا ذکر ہو یار کا حال سن تو لیں
نغمہ سرا ہو مطربا جس میں ہو ذکرِ دلربا
خمسہ ہو یا ہو ریختہ یا ہو خیال سن تو لیں
ملتے ہیں کیسے دل سلے ایسی غزل تو چھیڑ دے
تا غمِ ہجر کے سبب چلے نام وصال سن تو لیں
رنج جو آشنا کو ہے عیب میری وفا کو ہے

کل کی خبر خدا کو ہے آج کا حال سن تو لیں

ہو وے ترانہ یا سرود کوئی ہو یہ ہو دل کشود
جس میں ہو درد و لطف و سوز منھ سے نکال سن تو لیں

خط نہیں آیا قاصد اجل کے خبر تو جلد لا
یار کے دل پہ ناروا کیا ہے ملال سن تو لیں

دیویں زباں تو کھولوں لب میں جو کہا۔ کہا ادب
بعد جواب ہو طلب پہلے سوال سن تو لیں

کہتے ہو عشق چھوڑ دو خیر ہے منھ سے حق کہو
زہد و ریا کا واعظو کیا ہے مآل سن تو لیں

تس سے ملا کے نقط لیم کہتا ہے باد ل دو نیم
کیا ہے مشیت کریم کھولئے فال سن تو لیں

ولہ

ہو گیا غرقابۂ حیرت مرا دل اندنوں
ہیں کنارہ کش جو دریاؤں سے ساحل اندنوں

راہ قابو میں نہیں ہوتے ہیں غارت قافلے
کسقدر رہزن ہیں خطر دل کے منازل اندنوں

بس گیا ہے کسکی صورت کا تصور آنکھ میں
حسن کیجانب جو دل میرا ہے مائل اندنوں

ہے اثر آخر زمانہ کا کہ زیر آسماں
ناقصوں میں ہیں چھپے مردان کامل اندنوں

خوب سوچو تو زمانہ کا ہے کیا کچھ انقلاب
حق بھی لوگوں کو نظر آتا ہے باطل اندنوں

خستہ حالی تنگدستی ہے نجیبوں کو نصیب
فارغ البالی پہ نازاں ہیں اراذل اندنوں

لاگ ادھر تسلیم تھی شاید ادھر بھی ہو گئی
یار قابو میں ہے قابو میں نہیں دل اندنوں

ولہ

میں سراپا درد ہوں لیکن فغاں کرتا نہیں
جو نہاں دل میں ہے میں اسکو عیاں کرتا نہیں

[illegible]
ہر اک جانب جس سو لبیک کی آواز ہوتے ہیں

... میں تسلیم ہے چھیڑ سے صد جا
کہ دل اہل دلوں کے خود سرود و ساز ہوتے ہیں

ولہ

وصل پیر اُسے شاید ابھی منظور نہیں
ورنہ ہیں دور نہیں یار مراد دور نہیں

پردہ آنکھوں پہ پڑا ہے تو بھلا کیا دیکھیں
کونسی شے ہے کہ جس شے میں ترا نور نہیں

لن ترانی میں سنوں اور کہوں رب ارنی
دیدۂ موسیٰ نہیں اور قلب مرا طور نہیں

نام صاحب کا نہ بتلائیں تو پھر کیا بتلائیں
خود نمائی کا خدا والوں میں دستور نہیں

ہم جو مانگیں تو نہ ہووے تو شکایت کیا ہے
اختیار اُسکا ہے مختار ہے مجبور نہیں

صبغۃ اللہ ہے نقش ہے بشر کا مرغوب
یہ فرشتہ نہیں غلمان نہیں حور نہیں

زاہد و آرزوئے نعیم وصال اور یہ زہد
تم تو کیا خاص فرشتوں کا بھی مقدور نہیں

حکم ... نے یہ نہ سر اپنا جھکایا ابلیس
پھر یہ دعوے کہ طبیعت مری مغرور نہیں

حق جو کہتا ہوں تو کیا مجکو بھی سولی دو گے
حق تو یہ ہے کہ مجھے دعوئے منصور نہیں

ذات انساں میں ہے جو سر الٰہی پیدا
یہ وہ مستور ہے اوراق میں مسطور نہیں

نہیں رکھتا میں صبوحی کی تمنا تسلیم
دل وہ میکش ہے کہ ہوتا کبھی مخمور نہیں

ولہ

جو دلبر و سہ نقاب حجابانہ ہوں تم میں ہوں
دلدار کتخدا ہے کا شانہ ہوں تو میں ہوں

فانوس بسری میں ہیں دانِ بے سری میں
گر شمع ہوں تم میں ہوں پروانہ ہوں تم میں ہوں

یا دل میں آ ... کے سینے میں بیخودی کے
گر قطرہ ہوں تم میں ہوں دردانہ ہوں تم میں ہوں

در رنگ حق پرستی اور جوشِ شور و مستی
گر کعبہ ہوں تم میں ہوں بتخانہ ہوں تم میں ہوں

زاہد کے صومعہ میں رندوں کے میکدہ میں
ہشیار ہوں تم میں ہوں مستانہ ہوں تم میں ہوں

ظاہر میں ہے سپاہیت باطن میں تسلیم محویت سے
فرزانہ ہوں تم میں ہوں دیوانہ ہوں تم میں ہوں

اُلجھانے میں جفا سے سُلجھانے میں وفا سے ۔ گر زلف ہوں تو میں ہوں گر شانہ ہوں تو میں ہوں

صحرا میں غنیمت ہے بستی میں غیریت سے ۔ آباد ہوں تو تم ہو ویرانہ ہوں تو میں ہوں

یاں حالتِ کرم میں واں صورتِ ستم میں ۔ گر دوست ہوں تو میں ہوں بیگانہ ہوں تو میں ہوں

زندانِ خود سرا میں زندانِ بے جفا میں ۔ سودائی ہوں تو میں ہوں جملانہ ہوں تو میں ہوں

تسلیم بزمِ دل میں آنکھوں کے ماحصل میں ۔ گر شیشہ ہوں تو میں ہوں پیمانہ ہوں تو میں ہوں

ولہ

دنیا کی جائے راحت و آرام کی نہیں ۔ آسودگی یہاں کی کسی کام کی نہیں

نفع و ضرر میں ہے اثرِ ذاتِ کبریا ۔ وہ کونسی ہے شئے کہ فقط نام کی نہیں

جو اہلِ دل ہیں اپنی زباں سے وہ گفتگو ۔ کرتے نہیں جو غیب کے الہام کی نہیں

وہ ناخداشناس کہ ہر کاروبار میں ۔ ناکام ہے جسے خبر انجام کی نہیں

سوتے ہیں شام کو تو نہیں صبح کی خبر ۔ اُٹھتے ہیں صبح کو تو خبر شام کی نہیں

آنسو بہا کے تازہ کئے ہیں دماغ ہم ۔ یہ تر دماغی روغنِ بادام کی نہیں

ق

جو اہلِ حال کرتے ہیں فکرِ شرابِ جام ۔ رغبت انہیں یہ مے کی نہیں جام کی نہیں

وہ جام انکا دل ہے شراب انکا خونِ دل ۔ اس جا پہنچی فکر کبھی عام کی نہیں

جبتک نہ ہو تلافیٔ مافات کا خیال ۔ تسلیم فکر جینے کی کچھ کام کی نہیں

ولہ

دل مرا بے یاد بہلتا نہیں ۔ دم مرا بے ذکر سنبھلتا نہیں

دید کی نہریں نہ ہو جبتک رواں ۔ شجرۂ دل پھولتا پھلتا نہیں

درد کا جبتک نہ ہو سینہ میں جوش ۔ چشم کا سرچشمہ اُبلتا نہیں

آئینہ بن جاتا ہے پتھر پگھل ۔ دل ہے وہ پتھر کہ پگلتا نہیں

عفوِ جرائم کی ہو کیونکر امید ۔ آنکھ سے آنسو بھی تو ڈھلتا نہیں

ہے قسم اللہ کی تقدیر میں / بس کوئی تدبیر کا چلتا نہیں

سوکھ گیا چشمۂ دل آجکل / آنکھوں سے آنسو بھی نکلتا نہیں

لاکھ اگر جان چھپاتے پھریں / وقت اجل کا کبھی ٹلتا نہیں

موت یہ جینے سے ہے بہتر مگر / دم بھی تو آسان نکلتا نہیں

لاکھ دعا دیجئے یا گالیاں / دل کبھی ممسک کا پگھلتا نہیں

قبض سے بے کل ہوں بہت آجکل / دل مرا تسلیم سنبھلتا نہیں

ولہ

کیا جی کو مزا دیتی ہیں دلدار کی باتیں / مصری سے بھی میٹھی ہیں مرے یار کی باتیں

کھانا بھی یاد آئے نہ پانی کبھی یاد آئے / سنتا رہوں گر آٹھ پہر یار کی باتیں

زاغ اور زغن عشق سے بہرہ نہیں رکھتے / بلبل کو سناؤ گل و گلزار کی باتیں

بے دید کے ملتی ہے کہاں دم کی حلاوت / مضراب سی دیتی ہیں مزا تار کی باتیں

تا لوگ سبک ظرفی سے گستاخ نہ ہو جائیں / تسلیم سناتا نہیں اسرار کی باتیں

ولہ

نہیں سنتا نہیں میں جو دنیا کی باتیں / سناؤ مجھے میرے مولا کی باتیں

شب کیا [illegible] / کہ دم دے رہی ہیں مسیحا کی باتیں

لکھو طب کو بالائے طاق اے طبیبو / ہیں جان بخش میرے مسیحا کی باتیں

ہیں گر فقیر انکو عصیاں عبادت / سنو خضر کی اور موسیٰ کی باتیں

سنو واعظو۔ زاہد انکو خوشی سے / سناؤ خدا اور موسیٰ کی باتیں

خبر آشنا کی گلی کی سناؤ / سناؤ نہ عرش معلےٰ کی باتیں

سوا آشناؤں کے تسلیم کس سے / کہوں اپنے دل کی تمنا کی باتیں

ولہ

مستزاد

کونسا پردہ ہے جس پردہ میں دلدار نہیں — لطف دیدار نہیں
کونسی شے ہے کہ آئینۂ دیدار نہیں — مظہر یار نہیں
فضل ہے رحم ہے انصاف ہے بخشش ہے وہاں — تو نہ کر اور گماں
نفس ظالم ہے مگر یار ستمگار نہیں — اور دل آزار نہیں
میں وہ بیمار نہیں ہوں کہ دوا چاہوں میں — یا دعا چاہوں میں
کہ دوا میری سوا شربت دیدار نہیں — اور درکار نہیں
گرچہ حسن اسکا نمایاں ہے برنگ خورشید — خود ہی وہ طالب دید
ہر کوئی دید کی لذت سے خبردار نہیں — دل ہی بیدار نہیں
مثل مردم نظروں میں نہ رہو اے دلبر — تا نہ لگ جائے نظر
میری آنکھوں میں رہیں آپ تو کچھ بار نہیں — مجھے انکار نہیں
ہو وہ منصور کہ دعوے ہو الحق میرا — نہیں ناحق میرا
حق تو یہ ہے کہ سزا کی میں سزاوار نہیں — لایق دار نہیں
جلوۂ حسن ہر اک ذرہ میں ہے تابندہ — جس سے دل ہے زندہ
پر سوا چشم خدا بین کوئی بیدار نہیں — دل خبردار نہیں
خیر میں ہم ہیں نہ مختار نہ شر میں مختار — پر ادب ہے درکار
کون بندہ ہے جو صاحب کا گنہگار نہیں — اور خطاوار نہیں
جیتے جی جو کوئی دنیا سے گذر جاتے ہیں — یعنی مر جاتے ہیں
موت سے کچھ انہیں تسلیم سروکار نہیں — زندگی بار نہیں

ولہ

وہ یقینات اور ہیں اور یہ قیاسات اور ہیں
للہ اللہ خاص و عام اللہ کا لیتے ہیں نام
اِن کی غایت اور ہے اُن کے رسومات اور ہیں
خاکساران جہاں کو کم نگاہی سے نہ دیکھ
خاکساری میں ہیں پر اِن کے مقامات اور ہیں
لَا اِلٰہ کی نظر سے ذکرِ اِلَّا اللہ سے
اہل وحدت کے رموزِ نفی و اثبات اور ہیں
خسروِ ملکِ ولایت ہیں لباسِ فقر میں
بود و باش اِن کی ہے جس میں۔ وہ مقامات اور ہیں
زاہد اور عارف کہا کرتے ہیں لفظ اشہد
یہ شہادات اور ہیں اور وہ اشارات اور ہیں
طالبِ عقبےٰ ہیں یہ اور طالبِ مولیٰ ہیں وہ
یہ مناہج اور ہیں اور وہ مباہات اور ہیں
حِلّتِ اہل لساں ہے حرمتِ صاحب دلاں
اِن کے شبہات اور ہیں اور اُن کے شبہات اور ہیں
فکرِ ذاتی ہے یہاں فکرِ صفاتی ہے وہاں
اُن کے حالات اور ہیں اِن کے خیالات اور ہیں
شستشوئے گِل یہاں ہے رفت و روبِ دل وہاں
یہ ریاضات اور ہیں اور وہ ریاضات اور ہیں
اُن کو فرزندگی اور اِن کو فکر بندگی
یہ مناقص اور ہیں اور وہ کمالات اور ہیں

اعتبار اسمار کا افعالی ہے فاعل ایک ہے
گو شہادت میں ہر اک کے اصطلاحات اور ہیں

بے خودی میں ہے خودی اور ہے خودی میں بیخودی
صاحب تسلیم کے ۔ تسلیم حالات اور ہیں

ولہ

کیا پوچھتے ہو مجھ سے میں مَیں کون کیا کہوں
خود بے صفت ہوں کیا صفتِ آشنا کہوں

یہ خاص گفتگو ہے نہیں دخل عام کو
دیوانہ ہوں اَلَسْت کہوں یا بلیٰ کہوں

میں دیکھتا ہوں آپکو بے دیکھے آپ کے
کیا اپنی جی کی تجھ سے دلِ مبتلا کہوں

کیا رُوح کو میں اپنی کہوں ذات کا ظہور
یا دل کو اپنے جلوۂ نورِ خدا کہوں

مشکوٰۃ ہوں کہ پردہ ہوں فانوس ہوں کہ ابر
روشن ہی نورِ ذات میں مَیں کون کیا کہوں

گم دید میں مَیں ہوں دلکا پتہ دم کے ساتھ سے
دل کی صفت کہوں کہ خدا کی ثنا کہوں

تسلیم ہو کدھر یہ تمھارا تو قول ہے
بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہوں

ولہ

کون کثرت میں ہے کسے دیکھوں
تو ہی دکھتا ہے میں جسے دیکھوں

یا وہ رکھتے ہیں پھیر دیتے ہیں
جی میں آتا ہے دلکو دے دیکھوں

آرزو ہے کہ تا نظر نہ لگے
تجکو پردے کے آسرے دیکھوں

خون آنکھوں سے نکلے یا پانی
پھوٹ کر دل کے آبلے دیکھوں

دل ہے جب اختیار میں مجبور
کام کسکے برے بھلے دیکھوں

وہ دن آئیں کہ بے خزانی سے
گلشنوں کو ہرے بھرے دیکھوں

آرزو ہے کہ نزع میں تسلیم
وہ مجھے دیکھے میں اُسے دیکھوں

ولہ

آرام نہیں دل کو مگر یاد خدا میں
ہے شوق کہ آنکھوں سے نکل کر نکل آئیں
وہ زندہ جاوید ہیں موت انکو نہیں ہے
ہے جنکے دلوں میں کشش عشق الٰہی
تانبے کو طلا کرتی ہے حُبّ کی محبت
بے جلوہ دیدار تجلّی الٰہی
آنکھوں نہیں اُدھر دید کا جلوہ ہو نمایاں

بہتر ہے کہ ہو عمر بسر یاد خدا میں
آنسو کی جگہ لخت جگر یاد خدا میں
جاتے ہیں جو ہستی سے گزر یاد خدا میں
رہتے ہیں وہ خوش آٹھ پہر یاد خدا میں
بگڑے ہوئے جاتے ہیں سدھر یاد خدا میں
آتا نہیں کچھ مجکو نظر یاد خدا میں
تسلیم کا دم نکلے ادھر یاد خدا میں

ولہ

ہم خدا کی یاد میں دل شاد ہیں
دو جہاں کی قید سے آزاد ہیں
دید بازی میں ہیر جاں آپ کو
ڈھنگ دل لینے کے کیا کیا یاد ہیں
آپ اگر گلزار ہیں بلبل ہیں ہم
ہم ہیں قمری آپ اگر شمشاد ہیں
قبر میں اور حشر میں پچھتائیں گے
جو خدا کی یاد سے بے یاد ہیں
گرچہ خوش زاہد خود آبادیمیں ہیں
ہم خدا کی یاد میں آباد ہیں
ہستی حق ہے ہوا ہم گرد باد
خاک ہیں خاشاک ہیں برباد ہیں
عام ہے شہرت تمھارے رحم کی
کیا سبب ہم مورد بے داد ہیں
مکتب عرفاں میں درس عشق ہے
گاہ ہم شاگرد گہ استاد ہیں
خوش نہیں آتے ہیں دنیا کے مزے
وہ مزے تسلیم ہمکو یاد ہیں

ولہ

شراب معنی سے ... دل میں اگرچہ صورت پرست ہوں میں
... میں درست ہوں میں بلند ہوں جب سے پست ہوں میں
نہ پوچھو ... کی خودی تھی یا بیخودی خدا کی

کہوں میں کیا کیفیت بلا کی کہ مست جامِ الست ہوں میں
جگر بدنداں ہوں سینہ بریاں نظر بہ حیراں ہوں چشم گریاں
نہ سہل فرقت نہ وصل آساں نفس بخود و دل بدست ہوں میں
کبھی ہوں مذکور گاہ ذاکر کبھی ہوں منظور گاہ ناظر
کبھی ہوں غائب کبھی ہوں حاضر کبھی شکست اور بست ہوں میں
کبھی ہوں ممکن کبھی ہوں واجب کبھی ہوں مطلوب گاہ طالب
کبھی ہوں مغلوب گاہ غالب کبھی تو فتح و شکست ہوں میں
جفا بھی میں ہوں وفا بھی میں ہوں ادا بھی میں ہوں فدا بھی میں ہوں
دعا بھی میں ہوں دوا بھی میں ہوں مریض ہوں تندرست ہوں میں
ہے خود پرستی - خدا پرستی شرابِ الفت کی گر ہے مستی
ہے جملہ ہستی خدا کی ہستی فنا ہوں تسلیم ہست ہوں میں

ولہ

خدا کا بھید ہے مخفی بنی آدم کی صورت میں
صفائی کیلئے ہے صاف آئینہ کدورت میں
شرابِ زندگانی کا خدا والوں کی صحبت میں
حلاوت روح کو ملتی ہے دل والوں کی الفت میں
کوئی دوزخ میں اور کوئی عدن کو جائینگے لیکن
ڈبوئے جائینگے اہل خطا دریائے رحمت میں
خدا بھی ہیں کبھی بندے بھی ہیں - ہے کس قدر دعوے
یہی ہے شرک خود بینو خدا بینوں کی ملت میں
جدائی کا الم مرنے کا غم تنہائی کا ماتم
ملا تو یہ ملا بندے کو بندے کی محبت میں
اثر ذاتِ الٰہی کا برنگ آب و گلشن ہے
صباحت میں ہے کسافت میں لطافت میں
خدا بینی بہت مشہور ہے تسلیم دنیا میں
کہ انسانِ لغزشوں کے ہیں تجھ کی آفت میں

ولہ

ساتھ میرے ہے خدا اور میں خدا کے ساتھ ہوں
خوف کچھ مجھ کو
ساتھ ہوں

روح کہتی ہے فقط صورت کی دیوانی ہوئیں
دل یہ کہتا ہے کہ میں ناز و ادا کے ساتھ ہوں

بوے گل کہتا ہے تو مجھکو چمن سے کی جدا
بوئی گل کہتی ہے میں بادِ صبا کے ساتھ ہوں

شوخیاں پردہ میں کرتی ہیں کیا بے پردگی
اور حیا کہتی ہے میں رنگِ حنا کے ساتھ ہوں

کیا کہوں تسلیم رمزِ اتصال و انفصال
دُور یا نزدیک ہوں پر دلربا کے ساتھ ہوں

ولہ

اہل دل مفتونِ زر ہوتے نہیں
نرم دل سنگیں جگر ہوتے نہیں

بے نظر اہل نظر ہوتے نہیں
بے خبر اہل خبر ہوتے نہیں

داد گر بے دادگر ہوتے نہیں
مچھلیاں ہرگز مگر ہوتے نہیں

ہیں وہ ساکن دھر کے تشدید کے
پیش میں زیر و زبر ہوتے نہیں

خود نمائی میں نہیں ملتا خدا
دشت میں پیدا گہر ہوتے نہیں

اُڑتے پھرتے ہیں فلک پر رات دن
عارفوں کو گرچہ پر ہوتے نہیں

اہل عرفاں کے رموزانہ سخن
اللہ اللہ بے اثر ہوتے نہیں

نفع مظلوموں کو دیتا ہے خدا
گو وہ شاکیٔ ضرر ہوتے نہیں

ناؤ گاڑی پر ہو گاڑی ناؤ پر
منتظر کیا منتظر ہوتے نہیں

دید وہ تہ ہے کہ غافل اہل حق
دیکھنے سے یک نظر ہوتے نہیں

روک تو تسلیم عرفاں کے نکات
ہیں مطول مختصر ہوتے نہیں

ولہ

جلوے ہے خوشی دلربا کے [illegible]
بسا جسکا سودا ہے مدت سے سر میں

تلاش اُسکی رہتی ہے دا[illegible]ئشہ
سفر میں حضر میں بیاباں میں گھر میں

ہے کسکی شباہت میں برزخ کی نقطی
وہ ہے اللہ اللہ شکلِ بشر میں

بشر کا سراپا ہے برزخ البصر محمد
ہے میمِ نخستیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

ہی بہر وش وہ جاے پاکِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم / ہے میم مگر رشتہ کی کمر میں

کفِ پا میں ہے [illegible] قرباں / یہ برزخ معین ہے اہل نظر میں

بچھ ٹھوکروں سے سنبھل کر [illegible] تم / ہیں پتھر بہت عشق کے رہگذر میں

اگر وہ ذکر اسکا کرو نت مگر اسکا / نہ پھل پھول آجائیں تم کے شجر میں

اگر دیدۂ تاریکِ غفلت ہے تم میں / وہ برزخ کو تسلیم رکھو تو نظر میں

ولہ

ناتمام

دل پہ اسرار ذات آتے ہیں / یاد روحی صفات آتے ہیں

نفس ہوتا ہے جس جگہ پہ نزول / وسوسے واہیات آتے ہیں

حسن والے ازل کی منزل سے / عشق کے لے صفات آتے ہیں

ولہ

ناتمام

عشق وہ آتشِ سوزاں ہے کہ دود اسمیں نہیں / عقل وہ ناقص کامل ہے کہ سود اسمیں نہیں

اے طبیبو یہ مریضانِ محبت کی دوا / ہے وہ - اشیا سپید اور کبود اسمیں نہیں

ولہ

رات دن رہتے ہیں جاناں ہم تمہاری یاد میں / دل تمہاری یاد میں ہے دم تمہاری یاد میں

بے خبر تھے رازِ مخفی سے جو ہم محروم تھے / شکر ہے ہم ہو گئے محرم تمہاری یاد میں

دل پہ خوش وقتی کا عالم ہے کہ کہہ سکتا نہیں / ہو گیا خرم در ہم و برہم تمہاری یاد میں

حجرۂ پہلو ہے دل ہے اور تمہارا ذکر ہے / صحنِ [illegible] میں ہے دم بدم تمہاری یاد میں

[illegible] کو دیکھتا ہوں اپنی پاؤں کے تلے / جب [illegible] ہے گردوں خم تمہاری یاد میں

[illegible] تمہاری یاد میں / گر یہ [illegible] آئے دم تمہاری یاد میں

[illegible]

ولہ

[illegible] ہوتے نہیں کیوں
غفلت سے [illegible] ہشیار ہوتے نہیں کیوں

آنکھیں ہیں روشن دل ہے خوش [illegible]
مشتاق دیدار ہوتے نہیں کیوں

یکتا ہے جلوہ دل کے عوض میں
پھر تم خریدار ہوتے نہیں کیوں

دل میں تمھارے ہے یار پنہاں
آگاہ اسرار ہوتے نہیں کیوں

یاں حسن بھی ہے اور عشق بھی ہے
ہم چشم دلدار ہوتے نہیں کیوں

وارو سوئے دیدار گر چاہتے ہو
الفت میں بیمار ہوتے نہیں کیوں

دعوے اگر ہے معشوقیت کا
جاناں جفاکار ہوتے نہیں کیوں

عاشق اگر ہو صادق اگر ہو
پھر تم وفادار ہوتے نہیں کیوں

اب تک کشادہ ہی باب توبہ
تائب گنہگار ہوتے نہیں کیوں

پھولی فلک پر ہے صبح صادق
تسلیم بیدار ہوتے نہیں کیوں

یہ غزل غم آلود حضرت نے اپنے چھوٹے صاحبزادہ عرف پیراں صاحب کے غم میں لکھی ہے جنکا انتقال بعمر دہ سالگی ۱۳۰۲ھ میں ہوا تھا۔

ولہ

دیکھی نہ سیر ہو کے ہماری نظر تمھیں
کیا جلد ہٹ آ گیا پیراں سفر تمھیں

کیا غم ہمارے غم کا ہے نور البصر تمھیں
کیا رنج غمزدوں کا ہے لخت جگر تمھیں

جنت کے جب گھروں سے ہوئی تمکو دل لگی
پیراں نہ یاد آئیگا دنیا کا گھر تمھیں

تسو ماں کی مہر جسکو ہو تم اس سے جا ملے
کاہے کو یاد آئینگے مادر پدر تمھیں

معصوم پاک صاف تھی تن پاک روح پاک
دنیا سے حق نے پار کیا بے خطر تمھیں

کیا کیا ہمارے جی میں تھے ارمان دردمند
افسوس جلد لے گئی موت اے قمر تمھیں

جنت میں لالہ زار کی جب تم کروگے سیر
یاد آئیں گے ہمارے یہ داغ جگر تمھیں

ہے آرزو کہ خواب میں دیدار ہو نصیب
کرتے ہیں دل میں یاد جو شام و سحر تمھیں

تم نونہال گلشن فردوس ہو گئے
اس باغ میں خدا نے کیا بارور تمھیں

دیکھے نہ زندگی میں بھی ہم تمکو آنکھ بھر
شاید کہیں لگے نہ ہماری نظر تمھیں

تم خواب میں تو آتے ہمارے کبھی کبھی
ہوتی اگر ہمارے دلوں کی خبر تمھیں

شربت تمھارے نام کا تیار ہے مگر
کوثر کو چھوڑ ہو گی نہ رغبت ادھر تمھیں

تم خواب میں بھی آکے نہ مجھ سے بیاں کیے
فرمائے تھے جو قبر میں خیر البشر تمھیں

سچ ہے خدا نے منصب عالی دیا تمھیں
دیکھتے ہیں لوگ خواب میں با کر و فر تمھیں

تسلیم روک لو قلم غم تراش کو
کرنا ہے گریہ غم کی غزل مختصر تمھیں

ردیف واو

ولہ

دل کو دل والوں سے لگا دیکھو
دید وا دید میں ملا دیکھو

پردۂ وش جھانکنے کے لیے
جھانکتا کوئی ہے بنجھا دیکھو

کھولو آنکھوں کو ذرہ ذرہ میں
جلوۂ نور کبریا دیکھو

جو سنیں فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰه
جس طرف رخ کرو خدا دیکھو

کسکی صورت ہے صورت انساں / جیسے صورت میں ہی چھپا دیکھو
پانی میں موج موج میں پانی / ایک ہے یا جدا جدا دیکھو
دید میں دید جبکہ مل جائے / نور میں نور ملگیا دیکھو
رنگ وحدت کا دل پہ اپنے جما / صبغۃ اللہ کی ضیا دیکھو
ڈھونڈتے ہو کدھر ہے گر پنہاں / یار آنکھوں میں چھپ گیا دیکھو
میں نہیں تو نہیں۔ خدا ہے خدا / بیخودی لاؤ اور خدا دیکھو
ایک شخص اور ہزار آئینے / عکس کی صورتیں ہیں کیا دیکھو
صورتِ عکس غور سے تسلیم / خود نما یا خدا نما دیکھو

ولہ

ہر ایک جا پہ رہی تیری جستجو دل کو / مگر بتا یا پتا اپنا دل میں تو دل کو
تو جانتا ہے الٰہی کہ جب تلک دم ہے / یہ تجھسے ملنے کی کیا کیا ہی آرزو دل کو
ہوئی تسلی نہ جی کو تری گلی کے سوا / پھرایا گرچہ بہشت لیکے کو بکو دل کو
چمن کو کونسی آنکھوں سے بے ترے دیکھوں / ہر ایک گل سے جب آتی ہے تیری بو دل کو
نہو کبھی دلِ ناپاک۔ پاک پانی سے / کہ توبہ غسل ہے اور شرم ہے وضو دل کو
ہزار زہد ہو بے ذکر تیرے لطف نہیں / کہ ذکر سے ہے دو عالم میں آبرو دل کو
دلِ سلیم عطا کر کہ از رہِ تسلیم / سوائے تیرے نہ بہکاؤں سو بسو دل کو

ولہ

وہ ادا ہے کہ ادا حور و پری سے بھی نہو / وہ خرامش ہے کہ کبکان دری سے بھی نہو
وہ اثر انکی نظر میں ہے خدا کی قدرت / مسمریزم سے تو کیا سحر گری سے بھی نہو
عشق کی اکثر ابروازی فسوں بازی / شاید ایسے حسن تری پردہ دری سے بھی نہو
عشق سے ہوتی ہے سالک کو رسائی ایسی / خضر و الیاس کی بس راہبری سے بھی نہو

خونِ دلِ مشک ہوں خشک جو ذرہ بن جائے | اُن کا کاکل کا نسیم سحری سے بھی نہ ہو
وہ بلا شامتِ اعمال و دل آزاری ہے | رد یہ جسکا دعائے سحری سے بھی نہو
جسطرح دھوتے ہیں عصیانکو سرشکِ ندامت | سچ ہے تسلیم کہ دریا کی تری سے بھی نہو

ولہ

سرایہ دنیا ہے ہم مسافر ہیں آنے جانے کے کھیل کھیلو
اگر تمنا ہے کھیلنے کی خدا کو پانے کے کھیل کھیلو

خدا ہے حاضر خدا ہے ناظر خدا ہے سامع خدا ہے واقف
عمل کرو دل کی راستی سے نہ تم بہلانے کے کھیل کھیلو

اگر ہے دیدار کی تمنا وصال دلدار کی تمنا
تم اپنے چہرہ کو دیکھ لو۔ پھر نظر جمانے کے کھیل کھیلو

نہیں ہے منظور گل کی الفت ہے اسکو مطلوب دلکی الفت
اگر ہوس ہے کہ کھیل کھیلیں تو دل لگانے کے کھیل کھیلو

وہ حسن تسلیم جلوہ گر ہے تو خواب غفلت میں بیخبر ہے
تمھارے دل میں ہوس اگر ہے نگہ لڑانے کے کھیل کھیلو

ولہ

ممکن نہیں کہ دل نہو اور تن تبہ نہ ہو | کیوں مملکت تبہ نہو جب بادشہ نہو
کس دسے ہووے وصل کے مرہم کی آرزو | دل جب تلک کہ زخمیِ تیرِ نگہ نہ ہو
تر دامنوں کو خشک نظر سے نہ دیکھیے | رحمت کو تا شکایتِ قحطِ گنہ نہ ہو
صادق اگر ہے دعویٔ الفت میں آدمی | ممکن نہیں کہ دل کو کسی دل سے رہ نہو
مستغفر آدمی رہے جبتک قصور سے | ممکن نہیں کہ کوہِ گنہ مثلِ کہ نہ ہو
آمدِ صبح کے ہے مرادِ رحیلِ شب | ہووے سپید موئے ہوں پر دل سیہ نہو

دل آنکھ کا گلہ جو کرے تو کرے مگر
ترکِ ادب ہے آنکھ کو دل کا گلہ نہ ہو

فارغ کبھی نہ ہونگے پریشانیوں سے ہم
دل جب تلک کہ نوکر کا آرام گہ نہ ہو

پاتے نہیں ہم اپنے کو ملتا نہیں خدا
منزل نہیں کہ جسکا کہیں راستہ نہ ہو

خلقت خدا کی اور بھی ہے بے عدد مگر
جنت سوا بشر کے کسی پہ مرتبہ نہ ہو

الفت کی جب فا سے ہے تسلیم زندگی
بے جاں ہے وہ جاہ کہ جسمیں جبہ نہ ہو

ولہ

دل خدا سے جو لگاتے ہو لگاؤ آؤ
بختِ خوابیدہ جگاتے ہو جگاؤ آؤ

وہاں نہیں جور وجفا اسکو ہے مطلوب وفا
دوستی کو جو نبھاتے ہو نبھاؤ آؤ

شرم سے توبہ سے اور آنسوؤں کے پانی سے
آگ عصیان کی بجھاتے ہو بجھاؤ آؤ

جو کوئی اسکا ہوا ہو گیا وہ بھی اسکا
دوست اُسکے جو کہاتے ہو کہاؤ آؤ

سونے چاندی کی جواہر کی نہیں واں پروا
نقد جاں نذر کے آتے ہو لے آؤ آؤ

ذکر اور فکر سے ہر حال میں جبتک دم ہے
رنگ وحدت کا جماتے ہو جماؤ آؤ

دیدوادید سے توحید سے دم سے تسلیم
نعمت اللہ کی گر پاتے ہو پاؤ آؤ

ولہ

کریں گے کیا ہم دلِ بے خبر کو
چلو جی چلو دلربا کے نگر کو

وہ اس طرح سے مہربانی کرے گا
کہ ہم بھول جائینگے مادر پدر کو

چلے آسکے سہل اور جانا ہے مشکل
وطن دور ہے طے کرو اس سفر کو

پھنسے غیر جنسوں میں ایسے کہ جن سے
تسلی نہ دل کو نہ راحت جگر کو

چلو ہی چلو مت رکو راستے میں
کہ تھوڑا ہے دن اور کھنچنا ہے گھر کو

یہ رستہ ہے سخت اور پہلی ہے منزل
چلو دھیرے دھیرے نہ دیکھو کدھر کو

نہ بھولوگے تسلیم رستہ کبھی تم
کروگے رفیقِ سفر گر نظر کو

ولہ

کیوں نہ انساں آشنا کے سات ہو
ذکر کا دامن ہو دل کا ہات ہو

رنج ہو راحت ہو دن ہو رات ہو
دل میں یاد آنکھوں میں نور ذات ہو

ہو اگر عارف تو مت بھولو اُسے
کوئی اندیشہ ہو کوئی بات ہو

لا الٰہ میں ہو نفیٔ ماسوا
اور الا اللہ میں اثبات ہو

دو منرے تسلیم ہیں اس کھیل میں
آشنا سے جیت ہو یا مات ہو

ولہ

آنکھ کو بند کر دل کا تماشا دیکھو
نور میں گم رہو اور ظل کا تماشا دیکھو

کوئی کہتا ہے ہو الحق تو انا الحق کوئی
مرسے دلدار کی محفل کا تماشا دیکھو

لعبتی کا کوئی ناظر ہے تو لعبت کا کوئی
ناظر ناقص و کامل کا تماشا دیکھو

یہ وہ ہی دشت کہ مستی سے بچشم مجنوں
دیکھو لیلےٰ کو نہ محمل کا تماشا دیکھو

خیر اور شر میں ہے تسلیم اُسیکا جلوہ
بہ ادب سے حق و باطل کا تماشا دیکھو

ولہ

ہم دید میں جو پیتے ہیں جام شراب کو
سینہ میں دیکھتے ہیں ہزار آفتاب کو

میں ایک کیا ہوں سیکڑوں طالب لقا کے ہیں
جاناں نظر لگے گی نہ الٹو نقاب کو

ہر شعلہ ژالہ ریز ہو آتش ہو برف خیز
دوزخ اگر جدائی کے دیکھے عذاب کو

وارفتگی نہ ہو تو عجب ہے۔ کہ عشق میں
ہے کون روکتا دل پر اضطراب کو

باندھو زباں کو دل سے کرو گفتگوئے راز
سنتے ہو گر خدا کے سوال و جواب کو

ممکن نہیں نجاستِ اصلی سے پاک ہو
دیویں اگر گلاب میں غوطہ گلاب کو

تشبیہ خوب تھی رخ تاباں سے آپ کے
ہوتا اگر کلف نہ رخ ماہتاب کو

کیا کر سکے گا دفتر دل سے مقابلہ
ہم ایک فرد گنتے ہیں یوم الحساب کو

تسلیم ہم وثیقۂ رحمت سمجھتے ہیں
توبہ کو آہِ سرد کو چشم پرآب کو

ولہ

گر دل سے خدا بینی کی خواہش ہو کسی کو
خود بینی سے مانوس کریں پہلے توجی کو

تنہائی کے عالم میں تصور سے تمہارے
بند آنکھوں کو کر لیتے ہیں بہلاتے ہیں جی کو

ہم مہر و کرم دل سے سمجھتے ہیں تمہاری
بے مہری کو غصہ کو غضب کو خفگی کو

ہر حال میں نیکوں کو ملیں نیک نتیجے
رونق نہیں تسلیم دو عالم میں بدی کو

ولہ

کر دور تو آنکھوں سے یہ سب بے ادبی کو
ہر شے میں نہاں رکھو ادب نور نبی کو

گر تیرا گزر ہووے صبا جانب یثرب
کر حال مرا عرض رسول عربی کو

جز شربت دیدار رخ پاک رسالت
کوثر نہ بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

آفت سے ابھی ہو گی یہ بیکس کی خلاصی
رحم آئے اگر ذات شہ مطلبی کو

تسلیم کی حالت یہ اگر رحم نہ ہوگا
پھر کون بجھائے گا مری تشنہ لبی کو

ولہ

میں داغ دل پہ رشک سے سو لالہ زار کو
دیکھا ہے جب سے میرے دل داغدار کو

حسرت کی اک نظر جو پڑی زلف یار پر
کر دی جلا کے سوختہ مشک تتار کو

حسرت سے چھد گیا ہے جگر عندلیب کا
جب ہاتھ آیا دامن گل نوک خار کو

کیوں باندھتے ہو یار کے تیر نگہ کا سا نشانا
بہتر ہے رکھیے لخت جگر پر کٹار کو

نقصاں نہ ہو کسیکی برائی سے دوستو
منظور اگر بھلائی ہو پروردگار کو

غیر ذات حق نہیں ہے حقیقت میں دوسرا
میں تو کا ہے ظہور فقط اعتبار کو

تسلیم جبکہ یار ہے مختار خیر و شر
پھر کیا جتائیں اپنے بھلا اختیار کو

ولہ

دور کر گر چاہتا ہے جنت فردوس کو
بخل کو کینہ کو خود بینی کو اور سالوس کو

نام کو بھی عاشقِ صادق نہیں رکھتا کبھی
حوصلہ کو ننگ کو غیرت کو اور ناموس کو

قالبِ لطفِ نگاہِ یار یک مُو کو نہ لیں
اصفہاں کو روم کو ہندوستاں کو طوس کو

حسرتِ شاہی کی لذت قبر پر جا پوچھیے
شاہ کیخسرو کو اسکندر کو کیکاوس کو

جانتا تنہائی میں ہیں اپنا مونس اور رفیق
آہ کو زاری کو بیداری کو اور افسوس کو

دردِ دل کی کب مسیحا کے سوا سوجھے کبھی
بو علی سینا کو افلاطون و جالینوس کو

آشنا تسلیم کب جانے ہیں غیر آشنا
سُبحہ کو زنار کو تکبیر کو ناقوس کو

ولہ

دلدار سے ہر چند ستم اور جفا ہو
پر عاشقِ صادق سے ادا شرطِ وفا ہو

پھر بندِ تعلق سے ہم آزاد رہیں گے
دامِ دلِ آشفتہ اگر زلفِ رسا ہو

بے ذکر کبھی دل کو نہ ہو مشغلہ حاصل
صیقل کے سوا آئینہ کسطرح صفا ہو

بتلائینگے ہم عشق کا اور زہد کا رتبہ
زاہد سے ملاقات اگر روزِ جزا ہو

نقصاں نہ ہو زنہار عداوت سے کسی کے
تسلیم ترے حال پہ گر فضلِ خدا ہو

ولہ

یاد جب کرتا ہوں میں تیرے گُلِ رخسار کو
مثلِ شبنم رونا آجاتا ہے چشمِ زار کو

دل کی بیتابی کو دیکھوں یا کلیجہ کی تڑپ
ایک جا رکھتے نہیں دنیا میں دو بیمار کو

فی الحقیقت یہ سیہ بختی کا میرے ہے اثر
جرم سے تابع کے آتی شرم ہے مختار کو

بے گدازِ دل نہ ہو حاصل محبت کا مزہ
فائدہ دیتا ہے جب پگلاتے ہیں زنگار کو

خاکساری عشق میں تسلیم کو منظور ہے
جسطرح میلِ غرورِ حسن ہے دلدار کو

ولہ

درد سے عشق کے یارب کوئی بیمار نہ ہو
مرغِ دل دامِ محبت میں گرفتار نہ ہو

ہیں جو کم ظرف وہ مغرور ہیں خود بینی سے
وہ تنی رہتی ہے ڈالی کہ جسے بار نہ ہو

ہو حلاوت نہ اُسے نعمت دعوت سے کبھی — دم کا اور دیدہ کا جو کوئی خریدار نہو

جسم کا لطف بجز دم کے نہو کچھ حاصل — دیکھو حق ہیں کہ صدا مین کے بے تار نہو

مقتضا حسن کا اکثر ہے نمائش تسلیم — بوئی گل باغ سے کیونکر ہیں دیوار نہو

ولہ

طاعت سے ہو وصال نہ آہ و فغاں سے ہو — جبتک بری نہ مرکز کون مکاں سے ہو

صحبت سے سنگ دل کے ہو بے رحم آدمی — شمشیر تیز سختی سنگ فساں سے ہو

جبتک غمو دی ہے خود کا گماں عین شرک ہے — جو بے نشاں ہو اسکا نشاں بے نشاں سے ہو

اس عالم فنا میں وہ عارف بنے گا کیوں — جب نفع سے سرور کدورت زیاں سے ہو

تسلیم روح کو نہیں ذوق سخا جسم — روشن بغیر موم کے رشتہ کہاں سے ہو

ولہ

آبرو حاصل ہے میرے دیدۂ پر آب کو — جب سے دیکھا ہوں تمہارے رنگ عالمتاب کو

ابر پانی کی جگہ خون شفق برسائے گا — صبح گر دیکھے یہ میرے دیدۂ بیخواب کو

جانتے ہیں صبح بیداری کو روز رستخیز — جو کہ چادر کو کفن اور موت سمجھیں خواب کو

معرفت کو اسکی ہے یہ سب ظہور اعتبار — بے سبب سمجھے نہ عارف عالم اسباب کو

ہوش کیوں اس سے خدا راضی رسول اللہ خوش — دوست رکھا جو نبی کی آل و اصحاب کو

رہے وگلگوں دیکھکر پہلو سے دل میرا اڑا — ہو قیام آتش پہ اے تسلیم کب سیماب کو

ولہ

خشک حسرت سے ہوا غنچہ مرجاں میں لہو — تر جو رہتا ہے ہمیشہ مرے مژگاں میں لہو

بار انگشت نما تھا کہ شفق میں ہی ہلال — ٹپکا جب دیدۂ گریاں سے گریباں میں لہو

دل مجروح کا فتراک بنا نا نہ کبھی — تا نہ بھر جائے کہیں نافۂ عنبر پریشاں میں لہو

دفتر انگشت حنا کا ہی چھپانے کے لئے — عاشقوں کا ہی نقط غنچۂ جاناں میں لہو

سبز و شاداب ہر اک شاخ ہر اک برگ ہوا
حبِ دنیا نہیں تسلیم جسے پاک ہے وہ

آبلوں سے جو بہا میرے بیابان میں لہو
منجمد ہو وے نہ ہرگز دلِ انسان میں لہو

ولہ

عاشقوں کو بس ہے کوئے گلبدن کی آرزو
لاگ ہوتی ہے محبت کی عجب طرفین میں
اک خموشی لاکھ گویائی سے ہوتی ہے عزیز
بلبلوں کو عارضِ گلگوں نے شیدا کر دیا
دوستو جس روز سے الفت کا سودا سر میں ہے

بلبلو تم کو مبارک ہو چمن کی آرزو
جاں کی رہتی نہیں [illegible] تن کی آرزو
کرتے ہیں اکثر کلام [illegible] سخن کی آرزو
چاک کی گل کو ہے [illegible] دہن کی آرزو
رہتی ہے تسلیم کو دیوانہ پن کی آرزو

ولہ

یاد کر چاند سے رخساروں کو
جلوہ بتلا کے نقاب آرائی
کیوں نہ ہو شربتِ دیدار مفید
چشمِ تر گرمیٔ محشر میں ضرور
آب و دانہ ہے فقط آنسو کا
بے تعلق رہو قطعِ منزل
غنیمت ہو جسے حاصل تسلیم

رات بھر گنتا رہا تاروں کو
دھوکا دیتی ہے خبر [illegible] کو
چشمِ بیمار کے بیمار [illegible] کو
آبِ رحمت ہے گنہگاروں کو
دامِ الفت کے گرفتاروں کو
بار ہو کچھ نہ سبکساروں کو
دیکھیے کب عین میں اغیاروں کو

ولہ

پھر وہ اٹھنے نہیں دیتے ہیں بٹھا کر ہمکو
جب تلک لاگ نہ تھی زندگی اچھی گذری
ضبط جبتک تھا نہ تھا رمزِ محبت ظاہر
محوِ حیرت کیا دیوانہ بنا کر چھوڑا

دیکھتے بھی نہیں اب آنکھ اٹھا کر ہمکو
رسوا اے دل کیا افسوس تو جا کر ہمکو
دیدۂ بدنام کیا اشک بہا کر ہمکو
جلوۂ حسنِ خدا داد دکھا کر ہمکو

نہیں تسلیم اگر ارض و سما پر قبضہ
کیوں بڑہاتے ہیں وہ اور ونکو گرا کر ہمکو

ولہ

شاد باش اے دلربا ناز و ادا ایسا تو ہو
قاتل خلق خدا انام خدا ایسا تو ہو

پیسکر چھڑکا نمک اور ہنس کے قاتل نے کہا
زخم کھانے کا محبت میں مزا ایسا تو ہو

دیکھتا دیدار تھا اور ذبح ہوتا تھا ادھر
شکر کی جا ہے حصول مدعا ایسا تو ہو

ہنسکے کہتا تھا دل و جاں چھینکر وہ ناز بس
آشنا سے ہاں سلوک اے آشنا ایسا تو ہو

یک غزل میں بھی نہیں مطلب کو اپنے بھولتا
مرحبا تسلیم ہاں ذہن رسا ایسا تو ہو

ولہ

دیکھکر ہم گردش ایام کو
یاد کرتے ہیں خدا کے نام کو

سو دل لیں عاشق نہ کھوئے دام کو
زاہد و گر زہد و نیلام کو

لاکھ سمجھائے سمجھتا ہی نہیں
کیا کریں لیکر دل ناکام کو

چاہئے پہلے ہی شرط بیخودی
کعبۂ دیدار کے احرام کو

کام والے لوگ اللہ کے لئے
چھوڑ دیتے ہیں ریا کے نام کو

ہم وہ میکش ہیں شراب عشق سے
رکھتے ہیں لبریز دل کے جام کو

کیا ہوا اگر کھا گیا بہرام گور
گور آخر کھا گئی بہرام کو

ہے خدا ہی کا یہ سب نام و نشاں
ہم اگر بندے بھی ہیں تو نام کو

لام کاکل خاص اور اسلام عام
فرق تو ہوتا ہے خاص اور عام کو

کفر سے اسلام کا ہے اعتبار
کفر میں رونق نہیں اسلام کو

کفر ہے اسلام دین اسلام میں
لوں میں کیا اسلام یا اسلام کو

ہستی پیچھے تھی اب آگے بھی ہے
دیکھلو آغاز اور انجام کو

قید آزادی مجھے بھی چاہئے
دام میں لو ڈھونڈھیے دام کو

کس لئے رکھتے ہو کاکل میں گل / ریفِ ہی کافی ہے استشمام کو
روغنِ بادامِ چشم تر ابھی / دفع کر دے خشکیِ آثام کو
ہم ہیں مجبور اور خدا مختار ہے / کام بندوں کے ہیں ظاہر نام کو
خیر و شر کا ہے وہی مختارِ کل / نام بندہ ہے فقط الزام کو
کہتے ہیں تسلیم از روے مراد / اہلِ نسبت بندۂ بے دام کو

ولہ

فرو کش تو ہوا دل میں مقامِ دل مبارک ہو / تجھے اے ماہِ اوجِ حسن یہ منزل مبارک ہو
مقامِ دلکشا ہے خوشنما ہے سیر کی جا ہے / ہمارے دلکا ملنا آپکو اے دل مبارک ہو
سوادِ غم بجا تھا دل میں رونا بھی ہوا اچھا / وہ منضج دلکو اور آنکھونکو یہ مسہل مبارک ہو
خلافِ شیوۂ رندانِ حدت زہد والونکو / کمالِ نفی و اثباتِ حق و باطل مبارک ہو
بہت اچھا ہوا تم پار اترے بحر ہو دسے / یہ ساحل نامبارک تھا وہ ساحل مبارک ہو
تجلی گاہ دیدارِ الٰہی مثل آئینہ / دلِ عارف ہے - عارف کو صفائیِ دل مبارک ہو
ہے جبتک زندگی تسلیم شغل عشق بازی / حقیقی ہو مجازی ہو یہ الحاصل مبارک ہو

ولہ

ہے اس تن میں تن اور توحید والو / اسی دید میں دید ہے دید والو
جو کہتے ہو ہم - تم ہو یا اور کوئی / کرو یہ تو تحقیق تقلید والو
شہادت کے گلشن میں گل مختلف ہیں / کرو سیر اطلاق تقلید والو
فقط ایک نظر میں تمھیں بخشدے گا / نہوں اس سے نومید امید والو
عمل ہے جزا شرط ہے علم اے دل / کرو فکر تجویز تمہید والو
جلالی تجلی سے خوش ہے جمالی / کرو سیر مہتاب خورشید والو
نہ دیکھو کسی شے کو بے ہستیِ حق / یہ وا دید تسلیم ہے دید والو

ولہ

[illegible] کا نشۂ دم بھر ہے ابن الوقت کو
[illegible] وقت کے بہتر ہے ابن الوقت کو

دیدۂ اور رواد دید میں حیرت کا عالم کیوں نہ ہو
ایک نقطہ عشق کا دفتر ہے ابن الوقت کو

فرحت دولت سرائے دل نہایت تنگ ہے
[illegible] دریچہ بادشاہی در ہے ابن الوقت کو

ذکر میں شربت جو منھ بھر بھر کے آتا ہے مجلا
چشمۂ شیرینی کوثر ہے ابن الوقت کو

رائگاں کھوتے نہیں حسرت زدہ ہوتے نہیں
ہر نفس سرمایۂ جوہر ہے ابن الوقت کو

ناظر نور تجلی ہیں کسی حالت میں ہوں
[illegible] ذرہ نیر اکبر ہے ابن الوقت کو

دیکھ لو تسلیم نور حق بصیرت ہے اگر
دیدہ میں ہر ایک شے منظر ہے ابن الوقت کو

ولہ

اشتیاق [illegible] لو دید کی لذت دیکھو
حق شناسی دل میں جا دو دم کی حلاوت دیکھو

دل جو [illegible] دی ہے ابھی بگڑ گئی ہے
رنگ [illegible] ہے خدا والوں کی صحبت دیکھو

کس کی صورت کا نمونہ ہے نمایاں ہوگا
دل کے آئینہ میں تم اپنی شباہت دیکھو

تم محبت ڈھونڈتے پھرتے ہو خدا کو ہر جا
کون ہو پہلے تم اپنی تو حقیقت دیکھو

عرش تک جاتے ہیں اور آتے ہیں مانند نظر
اللہ اللہ یہ خدا والوں کی ہمت دیکھو

آئینہ خانہ میں کثرت کے بصیرت والو
صاف آتی ہے نظر صورت وحدت دیکھو

میں سمجھتا ہوں غضب کو بھی تمہارے رحمت
یہ وفائی یہ صفائی یہ محبت دیکھو

زندگی میں کرو اللہ سے الفت پیدا
الفت اس عالم دنیا کی ہے کلفت دیکھو

آؤ دل والوں میں گر آنکھ ہے تمکو تسلیم
حضرت دل ہیں کہ اللہ کی قدرت دیکھو

ولہ

تجلی میں کیا کیا تجلا ہے دیکھو
اسی نور کا یہ اُجالا ہے دیکھو

کہیں حسن کا اس کے چرچا ہی دیکھو
کہیں عشق کا اس کے غوغا ہی دیکھو

ہے [illegible] صورت اُسکی
یہ صورتیں کیا کیا کرشمہ ہے دیکھو

جو [illegible] کہتا [illegible]
جو تم کہہ رہے ہو وہ سنتا ہے دیکھو

[illegible] ہیں [illegible] اُسکی
ہر یک نمک میں وہ چمکتا ہے دیکھو

شہادت [illegible] غیبت [illegible]
وہ پنہاں ہے دیکھو وہ پیدا ہے دیکھو

بنا اپنی صورت [illegible] مجھکو
دیا سر میں الفت کا سودا ہی دیکھو

شبیہ بشر میں شباہت ہے کسکی
یہ پتلے میں کیا کیا تماشا ہی دیکھو

[illegible] تسلیم دل پر بشر کے
وہی نقش چہرہ پہ [illegible] دیکھو

ولہ

[illegible]فطرت پھیر لیتے ہیں دلوں کو
خدا نے دی ہے قدرت کاملوں کو

تجلی الہی کا تماشا ہے
نصیب چشم ہے صاحب دلوں کو

نہیں جب پیار آتا ہے زیادہ
جلاتے اور بھی ہیں دل جلوں کو

مبارک وصل کی شب ہے کرو شکر
نہ لاؤ منھ پہ شکوؤں گلوں کو

جو غم ہوگا تو دنیا ہی کا ہوگا
عدن میں ذاکروں کو شاغلوں کو

یہاں کا دور آنکھوں میں پھریگا
کریں گے یاد جب ان محفلوں کو

یہ دل تھامے چلے پھر بیدلی سے
ستاتے کیوں ہو جاناں بیدلوں کو

بیان کرتے ہیں عارف کے اشارے
کہ یک نکتہ ہے کافی عاقلوں کو

وہ دل تسلیم الفت سے ہیں یکدل
نہ ہو باور تو پوچھو دل ملوں کو

ولہ

تہنیت دیتا ہوں اللہ کے دیوانوں کو
مژدہ پہنچاتا ہوں میخانہ کے مستانوں کو

کیا تجلی ہے کہ دل جس پہ فدا ہوتا ہے
شمع روشن ہے جلا دیتا ہوں پروانوں کو

رند حق کہتے ہیں نا حق نظر آتا ہے تمھیں
زاہد و حق نہ سنو بند کرو کانوں کو

دیکھو یا لیتے ہیں ان بالوں کی صحبت کے مزے
دور ہو دائرہ کی مکاں میں بیہ
مجھ سے تسلیم وہ کچھ بات کریں یا نکریں

دید کا لطف ملا دو کہ نگہبانوں کو
ساقیا پھیر ترے آنکھ کے پیمانوں کو
یک نظر لا کھ تسلی ہے پریشانوں کو

ولہ

نگہباں خدا ہے چلو سفر کو چلو
سرائیں سو رہے آرام سے تو شب گزری
بہت ہے سخت جو دل کی ہے دوسری منزل
مقام روح میں تنگ جا و صورت برزخ
کہ یہ مقام جلالی ہے لا اُبالی ہے
عجب ہی رہتے ہو دنیا میں جنبی بنکر
اگرچہ سخت ہے تسلیم راہ مولا کی

سفر وطن کا ہے لوگو خوشی سے گھر کو چلو
ہے وقت صبح کا جلدی کسو گھر کو چلو
مقام پہلا ہے تم کشورِ نظر کو چلو
نہ تم اِدھر کو چلا اور نہ تم اُدھر کو چلو
ہلاک ہو گئے سفر میں نہ دو پہر کو چلو
خدا کی کسلی ہے دیکھو خدا کے گھر کو چلو
خدا کا نام لو اور تھام لو جگر کو چلو

ولہ

آدمی ہستی سے اپنی جب تلک غافل نہو
زندگی کے خوش نتیجے حشر میں پیش آ ہیں گے
بعد مرنے کے خدا کی گر حضوری چاہیئے
وام ودوسے بھی اُسے بدتر سمجھنا چاہیئے
دید وجہ اللہ کی لذت ملے ممکن نہیں
نفس آمارہ کے قابو سے نہو گر دل لو

لطف ہستی وجودِ ذاتِ حق حاصل نہو
جیفۂ دنیا کے جانب دل اگر مائل نہو
زندگی میں یاد سے اللہ کے غافل نہو
جس بشر کو سر ہوسیہ ہو داغ اور دل نہو
جبتک انساں عشق اللہ کے کامل نہو
راستہ اللہ کا تسلیم کچھ مشکل نہ ہو

ولہ

بے خبر ہوں نہیں خبر مجکو
اپنے در کے سوا ہے مولا

نفع حاصل ہے یا ضرر مجکو
گردشیں دے نہ در بدر مجکو

بے ترے اے مرے نظر کے نور / کوئی آتا نہیں نظر مجھکو
یاد آیا جو ماہ رُو میرا / نیند آئی نہ رات بھر مجھکو
اُڑ کے آتا میں تیرے کوچہ میں / ہوئے گر یار بال و پر مجھکو
ثمرہ ذکر جس سے حاصل ہے / مل گیا دم کا وہ شجر مجھکو
تو نہیں تو نہیں وہی ہے وہی / کہا راوی معتبر مجھکو
گو ہے تسلیم خاک کا پُتلا / مل گیا خاک میں گہر مجھکو

ولہ

الٰہی لے تو رحمت میں رسول اللہ کی امت کو / نکر تو دُور سر سے سایہ دامانِ رحمت کو
بنی رکھیو یا الٰہی امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو / ترقی دے ہمیشہ دین اور ایمان کی دولت کو
ترے محبوب کی اُمت سے رکھ تو دور یارب آ / بلا کو رنج کو آفت کو ماتم کو مصیبت کو
بلا کو دور رکھ رحمت سے یارب قول ہے تیرا / غضب اور قہر پر ہے ہی سبقت میری رحمت کو
ترا ارشاد ہے جب لا تقنطوا من رحمۃ اللہ / ہیں تکتے اہل معصیت جمالِ روئے رحمت کو
الٰہی حشر کے میدان میں تکتے رہیں گے ہم / تری رحمت کو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو
پذیرا ہو دعا تسلیم عاصی کی خداوندا / نکر رسوا قیامت میں گنہگارانِ امت کو

ولہ

دل سے ہے راہِ حقیقت کی ہوس گر تجھکو / رکھ تو محفوظ کہ دیتا ہوں وہ گوہر تجھکو
ذکر خالق کا ہو مخلوق سے نیکی ہر حال / دو جہاں میں کرے اللہ مبشر تجھکو
یہ وہ جوہر ہیں کہ دُر جگ میں ہیں گر دو لگی / سنگ ریزے نظر آئیں زر و گوہر تجھکو
تو مرا بھید ہے میں بھید ہوں تیرا یا لے / کہا خالق نے بنا ذات کا مظہر تجھکو
راحت و رنج میں اللہ خوشی میں غم میں / یاد رکھ - یاد ہے اللہ کی بہتر تجھکو
کہو تسلیم سے تو عرش کا طائر بن جا / ذکر کے فکر کے حق نے دئے دو پر تجھکو

ولہ

بنا آئینہ سب کو دیکھ اسمیں رب کو
کبھی دیکھ عارض کبھی دیکھ کاکُل
محبت سے بڑھکر لطف سے بہتر
یہ نکتہ ہے باریک ۔ ہر جزو شر میں
محبت میں تسلیم جانے نہ دو تم

بنا آئینہ رب کو دیکھ اسمیں سب کو
نہ غفلت میں کر رائگاں روز و شب کو
سمجھتے ہیں ہم آشنا کے غضب کو
سبب کو دیکھو نہ دیکھو سبب کو
وفا کو صفا کو حیا کو ادب کو

ولہ

جو کچھ ہے تو ہے بے تیرے نہیں ہستی کسی شے کو
ہے چونیت میں مثلِ کن کلام آشنا بیچون
محبت راہِ حُسن اور حسن راہِ کشورِ دل ہے
میں وہ کشور ستانِ ملکِ درویشی ہوں دنیا میں
رہیں بیگانو نہیں وہ نزات تسلیم آشنا بن کر

نہ ساقی کو نہ مینا کو نہ میخانہ کو نے مے کو
بنایا مظہرِ صوت احدنائی کو اور نے کو
نگاکرتا ہوں ہر فانوسے درپے اسی پے کو
نہ لوں گر مفت بھی ملتا ملکِ فرما اور رے کو
کیا ہوں ٹالہ یا بوسی سے مرشد کے میں پی لئے کو

ولہ

اگر خدا کی طلب میں تم ہو تو اپنی آنکھوں کے گھر میں گم ہو
نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو نظر میں گم ہو
اثر میں دل گم جو ہو تو بس ہے خدا کے ملنے کی گر ہوس ہے
نہ سرد میں گم نہ گرم میں گم نہ خشک میں گم نہ تر میں گم ہو
تو سیر عالم کی کرو لیکن رہو تو دل کی گلی میں ساکن
نہ شہر میں گم نہ دھر میں گم نہ بحر میں گم نہ بر میں گم ہو
اے مری پیاری نگاہ سن رکھ ۔ خیالِ تسلیم اپنے دل میں جَن رکھ
نہ شاخ میں گم نہ برگ میں گم نہ بار میں گم نہ بر میں گم ہو

تو گم ہو تسلیم ذات حق میں تو محو ہو جا اسی سبق میں
نہ کعبہ میں گم نہ دیر میں گم نہ خیر میں گم نہ شر میں گم ہو

[illegible] عشق

ولہ

لا [illegible]ودی الا ہو لا الہ الا ہو — لا معبودی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الظاہر الا اللہ لیس الباطن الا اللہ — ما فی قلبی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الاول الا اللہ لیس الآخر الا اللہ — ما فی سری الا ہو لا الہ الا ہو
ما فی الدنیا الا اللہ ما فی العقبیٰ الا اللہ — لیس الذکری الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الوحدۃ الا اللہ لیس الکثرۃ الا اللہ — ما فی فکری الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الشافی الا اللہ لیس الکافی الا اللہ — ما فی نفسی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الذاکر الا اللہ لیس المذکور الا اللہ — ما فی لسانی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس الموجود الا اللہ لیس المحمود الا اللہ — ما فی شغلی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس المعطی الا اللہ لیس الوالی الا اللہ — ما فی وجدی الا ہو لا الہ الا ہو
لیس سمائی الا اللہ لیس [illegible] الا اللہ — لیس کلامی الا ہو لا الہ الا ہو
ما فی تسلیم الا اللہ ما فی [illegible] الا اللہ — لیس لحالی الا ہو لا الہ الا ہو

ردیف ہ

صاحب کو اپنے یاد کرو تم خوشی کے ساتھ
آنکھوں سے منہ سے دل سے تصور ہی کے ساتھ

صاحب کو بھول کر نہ لگاؤ کسی سے دل ہے اسکے دوستی نکرو تم کسی کے ساتھ

پہچان لوگے جوہر دل کو جو تن میں ہے گر دوستی کروگے کسی جوہری کے ساتھ

وہ کام ہے بھلا جو کریں بیخودی سے ہم وہ کام ہی برا جو کریں ہم خودی کے ساتھ

پاؤگے جاں جاں سے جاناں کو پاؤگے ذکر خدا کروگے اگر شاہدی کے ساتھ

مشتاق دید ایسے رہو زندگی میں تم صاحب اگر بلائے چلو خوشدلی کے ساتھ

تسلیم کیوں قبول نہ ہوگی خدا کے ہاں جب ہم دعا خدا سے کریں عاجزی کے ساتھ

ولہ

کسی شے میں نہیں کھلتا حال ذات بے پردہ اسی پردہ میں دیکھو تم رخ دلدار بے پردہ

جیئے تک ذکر کر لو بعد مرنے کے کروگے کیا حلاوت ذکر کو کب دیوے صد آثار بے پردہ

خودی میں بیخودی میں حق عزت جلوہ بر رخ نہیں اس پردہ میں جبتک ہم نہو دیدار بے پردہ

سوا عارف کے خواہ عابد ہو خواہ زاہد ہو یا عالم نہ ہو دربار باری میں کسیکو بار بے پردہ

گنہگارو کرو توبہ نہو مایوس رحمت سے نہیں کرتا کسی کے عیب کو ستار بے پردہ

ادھر حیرت ادھر غیرت کہوں کیا پوچھتے کیا ہو نہیں کھولا خدا بھی روح کے اسرار بے پردہ

اگر ہم وجد میں آکر کہیں تسلیم الا اللہ ابھی پردہ سے ہو جائیں در و دیوار بے پردہ

ولہ

میں ساتھ ہوں فنا کے ستمگر جفا کے ساتھ قسمت نے مبتلا کیا کس بے وفا کے ساتھ

دل زلف میں پھنسا ہے پھنسی زلف میں ہے ساتھ اپنے یک بلا ہے تو ہم ہیں بلا کے ساتھ

گلشن سے بوئے مشک جو آتی ہے مغز میں شاید کہ بوئے زلف ہے باد صبا کے ساتھ

دل ہمنے دلربا کو دیا کیا برا کیا ہوتا ہے آشنا سے سلوک آشنا کے ساتھ

تسلیم آرزو ہے تو ہے آرزو یہی رخصت ہو روح نزع میں ذکر خدا کے ساتھ

ولہ

ہوا جو بارگاہِ عشق کا قسمت سے وابستہ
رہا اس پر درِ کاشانۂ حرص و ہوا بستہ

نہو وارستہ دامِ ذکر سے دل با خدا بستہ
ہے مرغِ جانِ عارف رشتۂ وحدت سے پابستہ

ہے نازیبا جواں مردوں کو اسبابِ آرائش و زینت
اسیرِ مشت ہو جاتا ہے خود دستِ حنا بستہ

کلیدِ دیدہ بازی گردشیں کرتی رہی پہروں
مگر کھولی نہیں قفلِ درِ چشمِ حیا بستہ

دو عالم کی کشایش بسطِ یک ساعت میں دیکھا
رہا دل قبض کی حالت میں گرچہ سالہا بستہ

ہے یہ یک طائرِ قدسی نہ سمجھو اسکو تم وحشی
قفس میں تن کے مرغِ روح رہتا ہے جو پابستہ

زباں ناآشنا کیونکر نہ ہو شکر و شکایت سے
کہ ہیں سررشتۂ تسلیم سے اہلِ رضا بستہ

ولہ

تماشا روح کا اے دیدِ تن میں آ اور دیکھ
بہار آئی ہے بلبل چمن میں آ اور دیکھ

اگر ہو روح کو وادید میں سبک روحی
تجلیاتِ مثالی کفن میں آ اور دیکھ

فرشتے نزع میں کھنچتے ہیں روحِ عارف سے
محبت اہلِ وطن کی وطن میں آ اور دیکھ

غرورِ نفس کو زاہد جو زہد میں ہے ترے
لباسِ رندیٔ نخوت شکن میں آ اور دیکھ

خدا ہے آپ مددگار بھولے بھالوں کا
مزہ ہے جینے کا دیوانے بن میں آ اور دیکھ

نیاز مند ہوں نازانہ گفتگو میری
زبانِ یار تو میرے دہن میں آ اور دیکھ

مزا ہے راحتِ باطن کا عشق میں تسلیم
تو آپ دیدۂ ناوک فگن میں آ اور دیکھ

ولہ

جبتک نہ ہو یقین اجابت خدا کے ساتھ
کیونکر دعا بشر کی ملے مدعا کے ساتھ

دنیا بھی انکی نیک ہے اور عاقبت بھی نیک
کرتے ہیں زندگی جو خدا کی رضا کے ساتھ

کیا خوش نصیب ہیں کہ یہ کلفت سرا سے ہم
جائیں خدا کے پاس دلِ باصفا کے ساتھ

اس خوف سے کہ راہِ نظر سے نہ چوک جائیں
ہم انکے ساتھ رہتے ہیں اور دل خدا کے ساتھ

اک جان کیا ہزار بھی ہوں تو فدا کریں
تسلیم گر ہو بندوں کو الفت خدا کے ساتھ

تضمینیہ نعتیہ

یارب ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
جاگیر جگر میں ہے مرے جائے مدینہ

کیا غیرتِ فردوس ہے صحرائے مدینہ
ہے عرش سے خوش فرشِ معلائے مدینہ

ہو باغِ ارم کی نہ کبھی پریوں کو پروا
پریچشم اگر دیکھیں تماشائے مدینہ

حوروں کو بھی فردوس میں وحشت جو دیکھیں
یہ وسعتِ میدانِ مصفائے مدینہ

دیدارِ خدا دیکھوں اسی روز جو دیکھوں
دیدارِ شہِ انجمن آرائے مدینہ

ہے اُس کو دوائے بیماریٔ عصیاں
فیضِ نفسِ پاک مسیحائے مدینہ

بازارِ دو عالم میں ہر اک جنسِ بشر کو
ہر سود سے بڑھ سود ہے سودائے مدینہ

نعم البدلِ خواہشِ دیدارِ خدا ہو
دیکھوں جو رخِ شاہدِ رعنائے مدینہ

غالب ہے کہ غش کھاکے گروں شوق کے مارے
دو تین قدم آگے جو رہ جائے مدینہ

ہوگا کوئی دن عمر کا یارب مرے ایسا
مر جاؤں تو مدفن مرا ہو جائے مدینہ

ہر چند گنہگار ہوں پر خوف نہیں کچھ
مولا مرا محشر میں ہے مولائے مدینہ

تسلیم دعا ہے تو یہی ہے کہ جیتے تک
یکبار خدا آنکھوں سے دکھلائے مدینہ

مربع در ذکرِ حق

اللہ ہو اللہ اللہ ہو اللہ
پہلی ہے منزل سیر الی اللہ

میں بعد اسکے ہے سیر فی اللہ
الحمد للہ والشکر للہ

پہلے دلوں کو تم صاف کر کر
پھر خیر و شر میں انصاف کردو

نکال اپنے دل کے اوصاف
یا نبی الکرم فضلٌ من اللہ

درگاہِ حق ہے عالی عالی
واں پہلا گھر ہے نورِ جلالی

دیکھوگے جب تم وہ لاابالی
شق ہوگا سینہ مِنْ خَشْیَۃِ اللہ

گر تم خودی سے ہنجور رہوگے
تم گم رہوگے نام اسکا لوگے
بس آشنا تم صاحب کے ہوگے
لَا رَیْبَ فِیْہِ وَاللہِ ثُمَّ اللہ

دل سے بھلا کام سیتے رہو تم
رحمت کا انعام لیتے رہو تم
اللہ کا نام لیتے رہو تم
جَاءَ عَلَیْکُمْ فَضْلٌ مِنَ اللہ

کیا ابتدا میں کیا انتہا میں
جو کچھ ہے حق ہے اور سب ہیں لا میں
سب میں خدا ہے سب ہیں خدا میں
لَا مَاسِوَی اللہِ اِلَّا ہُوَ اللہ

ہے نفس دشمن دھوکا نہ کھاؤ
دنیا نہ چاہو عقبےٰ نہ چاہو
ذکر خدا میں خوشیاں بناؤ
راحت نہیں ہے فِیْ مَاسِوَی اللہ

رنجور دل سے ہشیار رہو تم
بیمارداری دل کی کرو تم
جاکر لحد میں راحت سے سو تم
کُوْنُوْا اَصِبَّتَہٗ مِنْ بَیْتِ اللہ

نا آشنائی سے غیرت میں
تسلیم گم ہو تو عصمت میں
ڈوبا ہوا ہے گو معصیت میں
مایوس مت ہو مِنْ رَحْمَتِ اللہ

مثلث در ذکر حق

ھُوَ اللہُ اللہُ اَللہُ اَللہ
عَلٰی کُلِّ حَالٍ فَقُلْ حَسْبِیَ اللہ

خدا ایک ہے لاشریک اور واحد
کہ جس پر ہے کلمہ شہادت کا شاہد
رکھے شرک سے ہمکو محفوظ اللہ

ہر یک شے سے پیدا ہے جلوہ خدا کا
جو خالق ہے ہر ابتدا انتہا کا

ہے باقی خدا اور فانی سوا اللہ

ہے باطن وہی اور ظاہر وہی ہے ہے اول وہی اور آخر وہی ہے
حقیقت میں فانی ہے سب ماسوا اللہ

اُسیکا ہے جلوہ اُسیکا ہے عالم کہاں سے کدھر سکے بھلا کون تم ہم
ہے سیر من اللہ الی اللہ و فی اللہ

اگر امر سے اس کے ہونا ہی واقف اُٹھا ہاتھ شکر و شکایت سے عارف
اگر خیر ہے شر ہے الحکم للہ

قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی جو بولا تو پردہ میں پردا حقیقت کا کھولا
صدا ہے ہر یک شے سے اِنِّی اَنَا اللہ

عیاں میں وہی ہے نہاں میں وہی ہے نہیں دوسرا دو جہاں میں وہی ہے
ہر یک ذرہ ذرہ میں ہے نور اللہ

کہیں دیکھتا اور دیکھتا کہیں ہے کہیں بیچتا اور بکتا کہیں ہے
لِکُلِّ السَّبَبْ مَا یَشَاءُ یَفْعَلُ اللہ

خدا ہیں ہیں سب اور سب ہیں خدا ہے یہ اُس سے جدا وہ ذا اس سے جدا ہے
هُوَ اللہ مَعَ الکُلِّ کُلٌّ مَعَ اللہ

کہیں آپ مشہود شاہد کہیں ہے کہیں آپ محمود حامد کہیں ہے
یہاں بھی ہے اللہ وہاں بھی ہے اللہ

کہیں آپ مجنوں ہے لیلےٰ کہیں ہے کہیں آپ وامق ہی عذرا کہیں ہے
ہے بس عاشق اللہ معشوق اللہ

محبت کا ساماں کہیں باندھتا ہے کہیں وصل دیتا کہیں اندھتا ہے
عجب بھید ہے اسکا واللہ خواللہ

ہر یک شے میں جلوہ عیاں تم کا ہے
منزہ طرفہ دلبر کے دیدار کا ہے
وَمِنْ کُلِّ شَیٍٔ فَارْجِعْ اِلَے اللّٰہ

موحد وہی جو حقیقت کو پائے
جو عارف کہائے اگر شرک لائے
علےٰ حالہٖ قالہٗ لعنۃُ اللہ

کسیکی عداوت سے رنجیدہ ہونا
کسیکی محبت سے خندیدہ ہونا
نہیں کام عارف کا استغفر اللہ

ہر یک وقت ہر جائے ہر شے سے عارف
ظہور تجلی حق سے ہو واقف
مِنَ القلبِ انفاسِک قُل ھو اللہ

وہ معبود میرا وہ مقصود میرا
وہ مسجود میرا وہ محمود میرا
میں ناچیز کیا چیز ہوں اللہ اللہ

اگر کوئی دشمن ہو یا دوست میرا
اگر شغل دل ہے ہمہ اوست میرا
بھلائی برائی سے ہے مِن جانب اللہ

بھر حال ہے میرا مطلب اسی سے
مرا کام ہے روز و شب سب اسی سے
ہر یک حال میں میرا والی ہے اللہ

کبھی قبض ہے اور کبھی بسط جاری
نہیں ایک حالت یہ حالت ہماری
ہے ارشاد حضرت کا بس۔ لِی مَعَ اللہ

اگرچہ مکاں لامکاں میں وہی ہے
نشاں میں وہی بے نشاں میں وہی ہے
مگر غیر مرشد نہ حاصل ھُو اللہ

اگر غم ہو آفت ہو صابر ہو سالک
بھر حال صاحب کا ذاکر ہو سالک
بکُلِّ المصائب فقُل اِنّا لِلّٰہ

گنہگار میں ہوں تو غفار تو ہے
بہر عیب سے میں ہوں ستار تو ہے

مجھے پاس کیونکر نہ ہو رحمت اللہ

ہوا ختم جب ذکر خلاق اکبر | زباں شربت شکر اذفر سے تر کر

کہا دل نے تسلیم کو بارک اللہ

ردیف ی

قصیدہ نعتیہ

ہے کلام اللہ فصاحت آپکی — لامکاں تک ہے بلاغت آپکی

ہے دو عالم پر رسالت آپ کی — دین و دنیا میں ہے شوکت آپکی

ہے اگر شوکت تو شوکت آپ کی — ہے اگر عزت تو عزت آپ کی

آنکھ جھپکاتی ہے اچھی چیز پر — کیوں نہ دیکھوں پاک صورت آپکی

اک زمانہ مجھسے پھر جائے تو کیا — پر نہ پھر جائے طبیعت آپکی

ہیں سلاطیں آپ کے در کے گدا — فقر اور فاقہ ہے دولت آپکی

اللہ اللہ کہکے دم کھاتا ہوں میں — دیکھتا ہوں جب شباہت آپکی

گر خدائی آپکو چاہے تو کیا — ہے خدا کو بھی تو چاہت آپکی

آپ جب ہیں رحمۃ للعلمین — ہم کو کافی ہے شفاعت آپکی

جسکو بخشیں آپ بخشے گا خدا — رحمتِ خالق ہے رحمت آپکی

جائیں گر دوزخ میں اہل معصیت — واسطے کس کے ہے رحمت آپکی

پنج وقتہ عرش پر اور فرش پر — دیکھئے بجتی ہے نوبت آپکی

اپنی امت میں نکرئیے شریک — اغنیا کو ہے شکایت آپکی

ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قرص قمر — ہیبت اللہ کی ہے ہیبت آپکی
یا رسول اللہ مدد کا وقت ہے — ہے پریشانی میں امت آپ کی
کیوں نہ حاجی ہوں کہ پاس اللہ کے — ہے ہزاروں کو بچانے حاجت آپ کی
ولیوں کو دی جہنم سے نجات — یا رسول اللہ نہایت آپ کی
یعنی ملتے تھے پسینہ آپ کی — جس میں تھی خوشبوئے رحمت آپکی
کیوں نہو تسلیم کل کی مغفرت — بخشوانے کی ہے عادت آپکی

ولہ

یاد میں جب تم فنا ہو گئے بقا بن جاؤ گے — ذکر وہ شے ہے کہ ذاکر خود خدا بن جاؤ گے
ذکر میں تم محو ہو اور ذات میں ہو جاؤ گم — جیسا پانی درد میں دیکھو تو کیا بن جاؤ گے
موج دریا جب ملی پانی میں پانی ہو گئی — آشنا میں جب ملو گے آشنا بن جاؤ گے
جو نمک میں چیز ملتی ہے وہ ہوتی ہے نمک — جا ملو روشن دلوں سے تو ضیا بن جاؤ گے
دم کی بوٹی جب کھرل میں لگے پیسی جائیگی — وہ آتش ہے کہ تانبے سے طلا بن جاؤ گے
نیستی ہستی خالص ہے ہوس ہے گر تمھیں — خاک ہو جاؤ تو خود ہی کیمیا بن جاؤ گے
اے جناب عشق بیماری مری خود آپ ہو — رفتہ رفتہ آپ ہی میری دوا بن جاؤ گے
برق دیدار الہی سے جلو گے تم اگر — آنکھ میں ملک و ملک کے توتیا بن جاؤ گے
بادشاہوں سے کہو تسلیم یہ دولت ہے وہ — گر ملے تم کو نصیبوں سے گدا بن جاؤ گے

ولہ

کیا قہر ہے ناز ستم انداز میں ان کے — اللہ کی قدرت ہے چھپی ناز میں ان کے
ہے ابر کرشمہ ستم انداز میں ان کے — حیرت ہے مسیحا کو بھی اعجاز میں ان کے
سننے میں ادھر لب تو ادھر دوڑتی ہیں آنکھیں — کیا جانئے کیا بات ہے انداز میں ان کے
آنکھیں ملک الموت ہوئے لب ہیں مسیحا — آتا نظر انجام ہے آغاز میں ان کے

یک بات میں تسلیم جو زندہ دل مردہ
اعجازِ مسیحائی ہے آواز میں اُن کے

ولہ

دنیا میں کبھی دولتِ عقبےٰ نہیں ملتی
اور عالمِ عقبےٰ میں یہ دنیا نہیں ملتی

دیتا ہے تو بے مانگے زمانہ کی مرادیں
کیا میری مراد اے مرے مولا نہیں ملتی

محشر میں جزا ہو کہ سزا عدل خدا سے
اعمال سے ملتی ہے تو بیجا نہیں ملتی

گو لاکھ کریں فکر کسی چیز کی لیکن
تقدیر سے کم اور زیادہ نہیں ملتی

ممکن نہیں تسلیم کہ وہ درد نکل جائے
جس درد سے تشخیص مسیحا نہیں ملتی

ولہ

مشتاق وہی لوگ ہیں دیدار خدا کے
سرمست جو ہیں ساغرِ بزمِ عرفا کے

دنیا کی حلاوت کو بہت یاد کریں گے
جنت میں وہی لوگ جو فدا کرتے تھے خدا کے

طب اپنی طبیبوں سے کہو طاق میں رکھیں
بیمار محبت نہیں محتاج دوا کے

افلاک بھی گر ٹوٹ پڑیں سر پہ ہمارے
شکوے نہ کرینگے کبھی ہم اُنکی جفا کے

مرضی پہ خدا کے جو یہاں ہوتے ہیں تسلیم
پابند وہی لوگ ہیں تسلیم و رضا کے

ولہ

حق کا ارشاد ہے تو اپنے کو پہلے پا لے
بعد ہمکو یونہی پاتے ہیں پانے والے

پاک غفلت سے تو کر دل کہ نہیں کچھ کھٹکا
جب تلک دور نہوں آنکھوں سے بھولے جالے

وہ نکلتا نہیں پھر دل مرا کیونکر نکلے
چاند کو ایک ہے ہالہ یہاں ستر ہالے

رنج تجھسے ہے تو ہے کام اُسی سے تجکو
یار کو اپنے کسیطرح سے تو سمجھا لے

بارشِ ابر ہے یا ریزشِ مژہا تسلیم
ایک نالے سے جہاں بہتے ہیں صد نالے

ولہ

ماسوا اللہ سب اضافی ہے
میرے صاحب کا نام کافی ہے

اشک ریزی ندامت اور توبہ — معصیت کی یہی تلافی ہے
ہم کرتے ہیں جو جرم ہو کرتے جست — کس قدر جرم کی معافی ہے
عفو کرنا خطا عطا کے لیے — مقتضائے مزاج صافی ہے
شانہ کھلتا ہے زلف سے تسلیم — شعر گوئی بھی موشگافی ہے

ولہ

راحت نہیں پایا کوئی دنیائے دنی سے — شاہوں سے فقیر دل کے غیور ہیں غنی سے
دولت ہو ریاست ہو مگر لاش کے ہمراہ — دنیا سے زیادہ نہیں جاتا کفنی سے
کیسا ہی گنہگار ہو بخشے گا وہ صاحب — پرہیز رہو شرک سے اور دل شکنی سے
دو مانگنے والے کو اگر ہو تو - وگرنہ — دل خوش تو کرو نرمی سے شیریں سخنی سے
دل کھلتے ہیں بیداری سے جوں غنچے چمن میں — کھل جاتے ہیں کلی میں نسیم چمنی سے
ہشیار رہو نفس کے قابو سے وہ سفاک — غارت ہے کیا قافلوں کو راہزنی سے
اللہ جو چاہے سو کرے چپ رہو تسلیم — توبہ کرو اندیشۂ مائی و منی سے

ولہ

مژگاں کی نوک اور ہے یہ تیر اور ہے — ابرو کی جھوک اور ہے شمشیر اور ہے
ہو پست یا بلند صدا کچھ نہیں جدا — بحر گرچہ اور نام کو ہے نیر اور ہے
کیوں جان مارتے ہو ریاضت میں زاہدو — مرنے کے آگے مرنے کی تدبیر اور ہے
نسخہ نہ لکھ طبیب یہ تپ کی دوا ہے دید — قمر میں تجلی اور تباشیر اور ہے
یہ مر کے چھوٹیں وہ رہیں محشر میں بھی اسیر — جولانہ اور زلف کی زنجیر اور ہے
تسلیم گرچہ اہل سخن کم نہیں مگر — صاحب دلوں کے شعر میں تاثیر اور ہے

ولہ

جو وہ نوید احمد فخر عرب ہے — احمد چالیس میں ستر میں رب ہے

زاہد وقت مری بیگانوں میں گنتی لگتی
مجکو تسلیم اگر خواہشِ عقبےٰ ہوتی

ولہ

سب سنتے ہیں فریاد مری پر نہیں سنتے
سنتے بھی ہیں تو کان لگا کر نہیں سنتے

جب کہتا ہوں دلبر مری کیونکر نہیں سنتے
کہتے ہیں کہ دلبر ہیں تو دل بھر نہیں سنتے

وزدیدہ ولی سے کبھی کہنے کو ہمارے
رو کر نہیں سنتے کبھی ہنسکر نہیں سنتے

حکام جو اسوقت ہیں وہ بندۂ زر ہیں
محتاجوں کی فریاد کبھی بے زر نہیں سنتے

وہ سب کی ثنا کرتے ہیں تسلیم ہماری
سنتے نہیں جو کچھ تو سمجھکر نہیں سنتے

ولہ

دل تڑپتا ہے دلربا کے لئے
جیسا گرمی زدہ ہو آب و ہوا کے لئے

بد دعا سے گلے سے باز آؤ
ہے زباں شکر اور دعا کیلئے

راندۂ کردگار کہ دستِ دعا
ہے سپر نیزۂ قضا کے لئے

ہوں خطاوار یا رسول اللہ
رحم فرمائیے خدا کے لئے

کام آئے گا آخرت میں وہی
کام خالص جو ہے خدا کے لئے

مال کیا مفت ہے اگر دیدے
آشنا جان آشنا کے لئے

بے ریا ہو گناہ کر تسلیم
پر عبادت نہ کر ریا کے لئے

ولہ

خدا کو فکر ہے خود اپنے کارخانے کی
ہم اپنی فکر کریں یا کریں زمانے کی

خدا کا شکر وہ دریا سے پار اترے ہم
خبر اڑی تھی ابھی جسکے ڈوب جانے کی

یہ جلکنی جو بڑی باتوں سے باز آؤ تم
کرو تو فکر کرو دوستی نبھانے کی

ہمارے قابو میں افسوس گر اجل ہوتی
تو فکر کرتے تجھے جلیسے پہلے جانیکی

مگر سنا ہوں کہ الموت بغتۃً یاتی
کریں جو فکر تو کس دن کس ٹھکانے کی

یہ وہ سفر ہے کہ تدبیر کچھ نہیں لیکن
میں دل سے اپنے دل اُنکا ملا لیا تسلیم

خبر تو رکھو ذرا دم کے آنے جانے کی
طبیعت اُنکی اگرچہ بہت بہانے کی

ولہ

ہر جگہ ہیں جلوہ گر خالص اُسیکی ذات ہے
دیکھتے ہیں ایک کو ہم ایک رو دو کو بھی ایک
دم قدم کے آشناؤں کو حیات موت میں
زاہدو پھر کیوں ہی چشم دل بصیرت کے لئے
ایک عالم اور ہے باطن میں ظاہر کے سوا
نے وہاں دارو نہ بیماری نہ آفت ہے نہ موت
خندہ فروشوں کو نہیں تسلیم رونق خبر ہیں

ہی یہ سب وہم دوئی ہیں تو کوئی خالی بات ہے
ہر صفت ہے ذات جیسی - ایک سکی ذات ہے
ساتھ دم کے دید ہے اور دید دم کے ساتھ ہے
واسطے دیدار کے جب وعدۂ عرصات ہے
نے وہاں ارض و سما ہے نے وہاں ذرات ہے
عیش ہے راحت ہے فرحت ہے وصالِ ذات ہے
جو بجھتے ہیں بجا اپنے کو بیجا بات ہے

ولہ

حسن پرستی کا شوق ہو گیا جب سے مجھے
ہے مرام ہم وہی ہے مرا مقصد وہی
عالم تنہائی ہیں دید کا آیا مزہ
الفت باطن کا حال دل سے میرے پوچھئے
عشق کہا حسن ہے مجھے عزت سے ننگ
زخمی تیر نظر ہو گیا اچھا ہوا
ذائقہ دیدار کا حاصل ہستی رہے

عشق نے باہر کیا حفظ ادب سے مجھے
داغ کلیجہ پہ ہیں جس کے سبب سے مجھے
شوق ہے بس اسلئے بنت عنب سے مجھے
دیکھتے ہیں گرچہ وہ چشم غضب سے مجھے
حسن کہا کچھ نہیں فخر نسب سے مجھے
راہ ملی دید کی دل کے نقب سے مجھے
بس یہی تسلیم ہے آرزو رب سے مجھے

ولہ

رنگِ نیرنگ دو عالم اور ہے
حاصل ہستی ہے رنج عاقبت

جلوہ اسرار آدم اور ہے
شاد ہیں غم سے چون و چم اور ہے

دیکھنے میں دیکھنے میں فرق ہے
دید کے عالم کا عالم اور ہے

فی المعانی ہے سلوکِ راہِ دل
دید گرچہ اور ہے دم اور ہے

ہے صدا ہیں فی المعانی اتفاق
ظاہر از سیر اور گو ہم اور ہے

ہیں مشبہ گرچہ ابرو اور ہلال
لیک یہ خم اور وہ خم اور ہے

ہے سمجھ کا پھیر زہد و عشق میں
کیونکہ محرم اور محرم اور ہے

ذات کی تاثیر ساری ہے جُدے
گو کہ تریاک اور ہے سم اور ہے

زندگی میں بندگی کے ماسوا
ذکر اے تسلیمؔ ہم اور ہے

وله

سرائے تن نہیں رہنے سے خالی
نہیں جب خشت اور چونے سے خالی

مثال آئینہ شفاف ہوگا
اگر ہو جائے دل کینے سے خالی

وہ خود ہیں کہ جنکی پاک صورت
نہیں رہتی ہے آئینے سے خالی

یہ کب پیوند ہوگا بخیہ ور زو
مرا چاکِ جگر سینے سے خالی

جگر کو چھوڑ کر جاتا ہی کیسے
ترا تیرِ نظر سینے سے خالی

ہو کب تسلیمؔ اسکو خوف شنبہ
نہو جو درس آدینے سے خالی

وله

خود بخود واقف شہادت کے ہوا اسرار سے
جو ہوا بیگانہ اپنے سے یگانہ یار سے

مانعِ توحید باری ہے خیالِ دو جہاں
غیر ممکن ہے حصولِ عینیت اغیار سے

ناقصِ کامل ہوئی ہیں کاملِ صحبت کامل سے ہو
ذکر [illegible] انا الحق [illegible]

جو نظر میں گم ہوا محوِ حقیقت ہو گیا
[illegible]

بے مشقت وارثِ گنجینۂ رحمت ہوا
[illegible]

دلکو راحت انکی آنکھوں سے نہیں ملتی کبھی
تا برداری [illegible]

ہی مجھے تسلیم جانان کی رضا جوئی سی کام
شکر اور شکوہ ہے پھر انکار اور اقرار سے

ولہ

اوروں پہ گرچہ انکو بہت التفات ہے
مجھ پر خفا جو رہتے ہیں یہ التفات ہے

مثل حباب خارج پیوند ذات ہے
جو کوئی آشنائے محیط صفات ہے

خواہ انکی تلخ بات ہے یا میٹھی بات ہے
جانان کی بات بات میں لطف نبات ہے

افسوس باتوں باتوں میں ہوتا ہی خاتمہ
عمر دو روزہ دیکھئے کیا بے ثبات ہے

جیسے خدا کو بھول کے بیٹھے ہو غافلو
اپنے کو بھول جاؤ تو کیا اچھی بات ہے

ہے آرزو کہ نزع ہو اور اسکی دید ہو
مرنا مشاہدہ میں نشان حیات ہے

مخلوق تجکو خیر برا یا بھلا کہے
تسلیم خاتمہ ترا خالق کے ہات ہے

ولہ

نیستی میں اپنی ہستی کا تماشا دیکھئے
بیخودی میں خود پرستی کا تماشا دیکھئے

دم کے آنے اور جانے پر کہاں جب چشم دل
پھر بلندی اور پستی کا تماشا دیکھئے

دید کے مقتل میں جب حاضر دلوں کی فوج ہو
تیغ ابروئے دو دستی کا تماشا دیکھئے

درد دل حاصل ہو گر تماشا کسیکی لاگ میں
پھر تو اپنی تندرستی کا تماشا دیکھئے

بزم ہستی میں حسینوں سے اگر لگ جائے آنکھ
دید کے صہبا کی مستی کا تماشا دیکھئے

ہو وسے اے تسلیم جب ثابت محبت یار کی
دشت و ویرانے میں بستی کا تماشا دیکھئے

ولہ

دل کو تمھاری یاد عجب بیقرار کی
سیماب کو پہنچ گئی گرمی شرار کی

دکھتا غبار کا سے دماغ آسمان
شاید ہے آمد آج کسی شہسوار کی

کل دیکھئے آج جو کرتا ہے کیجئے
بنیاد ہے ہوا پہ دم مستعار کی

ہر ہر نقش ہے آہ کے شعلے نکلتے ہیں
سوزش کہوں میں کیا یہ دل داغدار کی

کھل جائے کیسے نہ حال مرے گلعذار کا — آمد اگر ادھر ہو نسیم بہار کی
[illegible] — صحبت ہی ہے [illegible]
[illegible] — تسلیم کچھ نہیں ہوس [illegible]

ولہ

[illegible] فرشتوں کو ہوا بال ہمارے — ہاتھ آئے اگر دامن تمثال ہمارے
اُڑتے تھے جو بھی عرش پہ اب اٹھ نہیں سکتے — کیا ہو گئے یارب وہ پر و بال ہمارے
یہاں چھپ کے گنہ کرتے ہیں اسوقت ہو کیا فکر — جب ہاتھ میں ہوں نامہ اعمال ہمارے
بخشش کی لیاقت تری رحمت کو ہے یارب — گو قابل بخشش نہیں افعال ہمارے
یکروز میں دلبر سے رضا جوئی کا نکتہ — پوچھا تو کہا۔ کہنے کو مت ٹال ہمارے
بے عشق کے ملنے کی جو در رکھتے ہیں تمنا — پا سکتے ہیں کب بھید کو دلال ہمارے
تسلیم وہ ہوتے ہیں دو عالم میں سرفراز — جو سر کو کیا کرتے ہیں پامال ہمارے

ولہ

گردش کو آسماں کے نہ دیر و درنگ ہے — کیا کیا کریں کہ کام بہت وقت تنگ ہے
دنیا سے دور بھاگ کہ یہ قحبہ شریر — ہے زال دیر سالہ مگر شوخ و شنگ ہے
کھاؤ نہ کھاؤ پر نہ رکھو اعتماد نفس — خشکی میں یہ پلنگ تری میں نہنگ ہے
ہوگی اسکو صلح ہر یک نیک و بد کے ساتھ — جسکو کہ اپنے نفس سے ونرات جنگ ہے
عزلت بھلی ہے آپ بھلے آشنا بھلا — تسلیم اس زمانہ کا نقشہ دو رنگ ہے

ولہ

لے خبر جلد مسیحا میری — دیکھ حالت ہوئی ہے کیا میری
جب تلک رحم نہ آئے ان کو — بر نہیں آتی تمنا میری
نیکیاں اُن کی ملینگی مجھ کو — جو بدی کرتے ہیں ہر جا میری

کون پوچھے گا دو عالم میں مجھے
جب ہو صاحب کو رگاوٹ پیدا
نہیں تسلیم مجھے اپنی خبر

جب نہیں یار کو پروا میری
اب تو کہیئے رہی کیا میری
کون ہوں کیا ہوں کہوں کیا میری

ولہ

مجھے کسی سے نہیں التجا خدا سے ہے
یہ آجکل سے نہیں ربط ابتدا سے ہے
قسم ہے قید دو عالم سے ہو گیا آزاد
جو پابرشتۂ زلف رسا وفا سے ہے
دلوں سے ملتے ہیں آنکھوں سے باتیں کرتے ہیں
ظہور عشق خدا جانے کس بلا سے ہے
بھلائی اور برائی سے ہمکو کام نہیں
ہمیں تو کام فقط اپنے آشنا سے ہے
میں کسکا شکر کروں اور کروں گلا کسکا
مرا معاملہ تسلیم اور رضا سے ہے

ولہ

عشق میں بنیاد نخوت کی اکھاڑا چاہیئے
یار کے کوچہ میں اپنا پاؤں گاڑا چاہیئے
گرچہ انجام محبت راحت و آرام ہے
لیکن اول زندگی اپنی بگاڑا چاہیئے
اشک کے قاصد نے مردم کو یہ دی آکر خبر
بارگاہ عشق کو پلکوں سے جھاڑا چاہیئے
قطرہ گوہر ہو گیا اور یافت گوہر تک رہی
رمز وحدت کا اسی نکتہ سے تاڑا چاہیئے
فصل گل کی آتی ہے تسلیم پے در پے خبر
پھر نئے سر سے گریباں اپنا پھاڑا چاہیئے

ولہ

ہم و نشاسوں کا خدا جانے کہ رتبہ کیا ہے
طفل مکتب ہے تو زاہد ابھی سمجھا کیا ہے
اشتہرا ٹھیا تو فلک یاروں نیچے آجاتے
کہو زاہد سے کہ درویشوں کو سمجھا کیا ہے
ہم وہ آزاد ہیں دنیا کو بھی کردیں آزاد
لاکھ دنیا ہو تو آزادوں کو پروا کیا ہے
غنچہ باندھے ہیں قبا کے خدا خیر کرے
اس شگوفہ کا گل اب دیکھئے کھلتا کیا ہے
لن ترانی نہ زباں پر نہ ترانی لب پر
دم بخود کیوں ہیں - کہو آپکا منشا کیا ہے

خارِ دل دامنِ جاناں میں تو اٹکا ہی رہا
پھر کھٹکتا ہے جو پہلو میں یہ کھٹکا کیا ہے
رحم تسلیم یہ کرتے ہو جو عادت کے خلاف
کوئی ظلم اور نیا آپ نے سوچا کیا ہے

ولہ

جیتے مرجائیں تو پھر موت کا دھوکا کیا ہے
پیش اندیشوں کو اندیشۂ فردا کیا ہے
اپنی ہستی سے تو ہم آپ بدل بیٹھے ہیں
اے فلک ہم پہ تو آنکھوں کو بدلتا کیا ہے
جب تم آزاد ہوئے تم کو خدا ہے کافی
خرقہ پوشو تمھیں دنیا کا بکھیڑا کیا ہے
دھوکے دھوکے میں ہوا کھاؤ کے غافل نہ ہو
دم کی بنیاد ہوا پر ہے بھروسا کیا ہے
آج کرنا ہے سو کر لو نہ رکھو کل کی امید
زندگی تھوڑی ہے جینے کا بھروسا کیا ہے
حرم و دیر کی تعمیر سے زاہد اب تک
کچھ بھی کھلتا نہیں بس یار کا منشا کیا ہے
عبد اور رب کی نسبت ہے مجازی تسلیم
دائرہ ہو تو دوئی اور تدلا کیا ہے

ولہ

ہم میں تو ہے خلل یہی وہ ہے تو ہے عمل یہی
نفس ہے بے بدل یہی ذات ہے مستقل یہی
باغ ہی ہے گل یہی تاک یہی ہے مل یہی
جز وہی ہے کل یہی دشت یہی جبل یہی
ہے سکوت لب پہ ہو دل کی نظر ادب پہ ہو
چشم صفائی رب پہ ہو چاہئے اب عمل یہی
تس سے ملا دو لیم کو دیکھو دل سلیم کو
چہرہ پہ کھینچو میم کو غافلو ہے عمل یہی

ولہ

جلوہ ہر اک شے کا دنیا میں برائے دید ہے
عالم دنیا نہیں دولت سرائے دید ہے
پہلے صورت یار کی ہو بعد اپنی آنکھ میں
ابتدائی دیدہ وہ یہ انتہائے دید ہے
بعد مرنے کے سوا حسرت کے کچھ حاصل نہیں
جبتک انساں میں دم ہے بس بقائے دید ہے
دید کے خنجر سے میں مارا گیا تو کیا ہوا
دید میرے آشنا کی خون بہائے دید ہے
دید سے دید اور دل سے دل لگا یکدن تو بھی
پھر حلاوت پر حلاوت ماورائے دید ہے

میں ہوں تسلیم تیری رضا میں ہوں
خود سے بیخود الٰہی تو کردے مجھے

ولہ

جسطرح رکھیے مجکو مرے یار کی مرضی
میں کچھ نہیں کہتا مرے دلدار کی مرضی

پرہیز میں تشخیص میں دارو میں دوا میں
حکمت کے موافق نہیں بیمار کی مرضی

ظاہر نہ کرو عیب کسیکا کہ برا ہے
پوشیدہ رکھو ہے یہی ستار کی مرضی

رحمت یہی کہتی ہے کہ میں تیرے لئے ہوں
توبہ یہ جب آتی ہے گنہگار کی مرضی

تسلیم زباں بند کرو کچھ نہ کہو تم
جاہے سو کرے - مالک و مختار کی مرضی

ولہ

اللہ کے دیوانوں کو دنیا نہیں بھاتی
دنیا نہیں بھاتی نہیں عقبےٰ نہیں بھاتی

جنت کی حکایت ہو کہ دنیا کی شکایت
بے ذکر ترے - اے مرے مولا نہیں بھاتی

ہو ورد ترا دل میں مرے اور زیادہ
صحت مجھے اے مرے مسیحا نہیں بھاتی

دنیا میں ترے در کے فقیروں کو الٰہی
دولت کی حکومت کی تمنا نہیں بھاتی

آنکھوں میں ہیں تصور میں سوا برزخ جاناں
تسلیم کو کوئی صورت زیبا نہیں بھاتی

ولہ

نہ تسبیح مجکو بھاتی ہے نہ خوش ویرانہ آتا ہے
مجھے جب یاد حسن صورت جانانہ آتا ہے

تم آجاؤ مرے دلمیں کھلے دل سے
یہ گھر محفوظ ہے کوئی نہ یاں بیگانہ آتا ہی

جلوہ ہر اک پہ یہ یوں گرتا ہے دل میرا
کہ جیسے شمع پر اڑتا ہوا پروانہ آتا ہے

پہلے صورت یار ہوں بخود اہل نسبت کا
کہ سر خوش بزم میں اور رزم میں دیوانہ آتا ہے

بعد مرنے کے سواخ ہے آنکھوں کی اور دل کی
نہیں آتی صراحی اور نہ یاں پیمانہ آتا ہے

دید کے خنجر سے میں ہار

ولہ

دیدسے دید اور دل سے دل ہاہے کر جائیگی
مگر مجھپہ الزام و ضرر جائیگی

جو اب بھی نہ غفلت سے باز آوگے
گلہ روسیاہی کا کرتے ہو کیا
نہیں سہل کچھ دید بازی کا کھیل
قیامت میں بخشش خدا عاصیو
فرشتے تو کیا آشناؤں کے پاس
یہ ہے دید کی جا سے دیکھا کرو
گئی عمر کا ذکر کرتے ہو کیا
ظہور اسکا تسلیم دیکھا کرو

یونہی عمر سب بے خبر جائیگی
گناہوں کی شامت کدھر جائیگی
نظر تیز ہے کام کر جائے گی
اگر جائیگی چشم تر جائیگی
اجل آئیگی تو بھی مر جائیگی
کہ دیکھے نہ دیکھے گذر جائیگی
جو باقی ہے وہ بھی گذر جائیگی
جہاں تک تمھاری نظر جائیگی

ولہ

کسقدر شفاف ہیں آنکھوں کا جوہر دیکھئے
ایک ظاہر سو مظاہر پہ نظر درکار ہے
جان نشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
رحمت حق ہے ندامت حالت مافات پر
پاک بازوں کی کسافت میں لطافت اور ہے
دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر

اور اسی جوہر میں تاباں حسن دلبر دیکھئے
جلوہ گر یک حسن خانہ ہے گھر گھر دیکھئے
جسکو باہر دھونڈتے ہو اسکو اندر دیکھئے
عاصیو ہر قطرۂ آنسو ہے گوہر دیکھئے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے
صورت آباد فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

جب ترا دھیان مجکو آتا ہے
دل کے ہاتوں میں عشق کی مہندی
طائر دل کو اے مرے صیاد
کبھی غائب ہے اور کبھی حاضر
دیکھتے جاؤ دیکھتے جاؤ

دل میں تو ہی مرے سماتا ہے
وہ رنگیلا مرا جماتا ہے
دام کاکل میں کیوں پھنساتا ہے
یوں رولاتا ہے یوں ہنساتا ہے
یار کیا کیا مزے بتاتا ہے

وہی رہتا ہے بیخودی میں سدا
جو کہ نقش خودی مٹاتا ہے

[illegible] کے پردوں میں
آپ رو کر مجھے [illegible]

کبھی [illegible] نیت کے غمزہ سے
آپ ہنس کر مجھے [illegible] تا ہے

یہی کہتا ہے میں نہیں ہٹتا
وہ دہن میں وہ جب ملاتا ہے

رنج و راحت میں عمر کٹتی ہے
دل مثال اسکی یک بتاتا ہے

روز گزرا تو رات آتی ہے
رات گزری تو روز آتا ہے

یاد اللہ کی کرو تسلیم
جب تلک دم یہ آتا جاتا ہے

ولہ

نہ [illegible] نہ [illegible] میں نہ اولاد میں ہے
حلاوت جو اللہ کی یاد میں ہے

خدا [illegible] اور سب میں خدا ہے
یہ نکتہ دو عالم کی ایجاد میں ہے

حلاوت جو ذکر خفی میں ہے دل کو
وظائف میں [illegible] اوراد میں ہے

نہیں حور [illegible] زاہد دیا [illegible] دیکھو
کرشمہ جو میرے پریزاد میں ہے

جو سختی ہے [illegible] تا فل کے [illegible]
نہ پتھر میں ہے اور نہ فولاد میں ہے

[illegible] سب کچھ [illegible]
نرا ہے تو حسن خداداد میں ہے

ہے جو راستی دل میں صاحبدلوں کے
نہ سرو سہی میں نہ شمشاد میں ہے

کلام الٰہی سے کچھ کم نہیں ہے
جو تاثیر مرشد کے ارشاد میں ہے

جو تسلیم خادم ہے اہل سخن کا
وہ بلبل اسی گلشن آباد میں ہے

ولہ

اہل غفلت [illegible] سخت بلا ہے آگے
جان کندن سے بھی تکلیف سوا ہے آگے

سرخ رو [illegible] نظر آتے ہیں مجھے
کیا کوئی قافلہ سے آبلہ پا ہے آگے

موت بھی [illegible] بستر ہوتا ہے
زندگی خوش نہیں آتی کہ قضا ہے آگے

رُسل کی کرتے ہو کیوں شوق سے ڈھونڈھو ہی جا
موت سے خوف نہ کرو دیکھو مزا ہے آگے

مظہر ہے حمیں مظہر نغمہ بلبل
بوئے گل پیچھے ہے اور باد صبا ہے آگے

جذبہ عشق کہ ہے حسن کی رونق جس سے
میرے سینہ میں ازل سے بھی بسا ہے آگے

خاکساری میں بشر کو ہے بلندی بیشک
دانہ فانی ہو تو کیا نشو و نما ہے آگے

ہم جب آئے تھے بقا پیچھے تھی آگے تھی فنا
اب فنا پیچھے ہے تسلیم بقا ہے آگے

ولہ

دیتے نہیں لیتے ہو غضب ہے تو یہی ہے
دل اپنا مری جان عجب ہے تو یہی ہے

دل لیتے ہیں آنکھوں سے تبسم سے لگاتے
انداز ہے اغماض ہے چھب ہے تو یہی ہے

اللہ سے خیر اور شر اپنے سے سمجھنا
تہذیب یہی اور ادب ہے تو یہی ہے

رخسار کو اور زلف کو دکھلا کے وہ بولا
دن ہے تو یہی دیکھئے شب ہے تو یہی ہے

بیمار محبت سے کہو دل سے یہ لو تم
ہاں میرے مسیحا کا مطلب ہے تو یہی ہے

وہ فاعل مختار ہے مجبور ہے عالم
ہر شے میں عیاں جلوۂ رب ہے تو یہی ہے

اللہ سے اللہ کے طالب ہیں خدا دوست
خواہش ہے یہی اور طلب ہے تو یہی ہے

وہ نور خدا - اور ہیں سب نور سے اُن کے
سلطان عجم اور عرب ہے تو یہی ہے

ہر حال میں ذکر اسکا ہے فکر اُسی کی
تسلیم سغو الکت رب ہے تو یہی ہے

ولہ

جو اپنے دل کو ذات کا مظہر بنائیں گے
قالب کو اسکے جلوہ کا پیکر بنائیں گے

سینہ کو ہم تجلی سے خاور بنائیں گے
اور دل کو رشک نیر اکبر بنائیں گے

ہم سے نہ ہو درست کبھی کار و بار دل
خود ہی بنائیں گے تو وہ بہتر بنائیں گے

یونہی سے دم کے دید کی آتش ہے دم میں ہم
بے کیمیا کے مس کو ابھی زر بنائیں گے

بستر کو زیر مشق بنائی ہے لاغری
عاشق رگوں کو رشتۂ مسطر بنائیں گے

پاؤں میں ڈال کے ڈالیں نہ زنجیر زلف کی
دیوانہ اپنا جب ہمیں دلبر بنائیں گے

دربان بنے گے مردمِ دیدہ برائے دید
دلبر ہمارے دل میں اگر گھر بنائیں گے

غمزۂ ستمگار طائرِ دل جب کریں گے وہ
آنکھوں کو دانہ پلکوں کو شہپر بنائیں گے

تسلیم رہنے دو جگرِ داغدار کو
ہم عشق کی گواہی کا محضر بنائیں گے

ولہ

فنا آباد ہے دنیا کسی کا کیا ٹھکانا ہے
جسے دنیا میں آنا ہے اسے دنیا سے جانا ہے

خدا کے پاس جب جانا ہے اس غربت کے عالم کی
تو جینا بھی بہانہ اور مرنا بھی بہانا ہے

کہاں تک بچ رہیں گے دستِ صیادِ اجل سے ہم
کہ نیچے دام ہے اوپر ہمارا آشیانا ہے

سمجھتے ہیں جسے ہم زندگی وہ سخت دھوکا ہے
کہ جینا ہے تا زیست اور مرنا تا ندیانا ہے

تعلق ہے خواستگار اور قابضِ ارواح مشاطہ
عروسِ مرگ کا بیمار ہونا یا کانا ہے

نہانا غسلِ میت عطر ہے کافور کا ملنا
کفن ہے آخری جوڑا نہ پھر اس گھر کو آنا ہے

ہے رونا آخری رخصت کہ پھر ملنا نہیں ہوتا
سواری ہے جنازہ اور کلمہ شادیانا ہے

ملوگے اپنے صاحب سے اگر ہو خاتمہ اچھا
وگرنہ شرم کی جا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے

کہاں مسند کہاں تکیہ کہاں پوشاک مرقد میں
بچھونا خاک کا ہے قبر کے ڈھیلوں کا سرہانا ہے

جئے تک سب تکلف ہے یہاں جاں نکل گئے جب
ہے نیچے فرش خاک اوپر فلک کا شامیانہ ہے

نکل کے قبر سے آنا تسلیم میں قبر کے جانا
سرا ہے عالمِ دنیا یہ آنا ہے یہ جانا ہے

خدا کی یاد میں تسلیم عمر اپنی گزارو تم
اگر فردوس کے پھولوں کی سیج اپنا بسانا ہے

ولہ

اے عشق پھر پھرانے لگا کو بکو مجھے
میں کسکو ڈھونڈوں جس کی ہے مری جستجو مجھے

تصویر خانہ آئینہ خانہ ہی بن گیا
میں دیکھتا ہوں خود کو تو دکھتا ہے تو مجھے

ہے چشمۂ حیات وہ دل جس میں درد ہے
بے درد دل سے آتی ہے پتھر کی بو مجھے

مختار اوسکی ذات ہے مجبور کائنات
میں اور تو کی بھاتی نہیں گفتگو مجھے

جب دل میں۔ میں پنے کا ہوا آغاز وسوسہ
تسلیم دم سے آتی ہے آواز ہو مجھے

ولہ

دن رات جسکے ملنے کی ہے آرزو مجھے
آتا نہیں نظر وہ مرا ماہ رو مجھے

دل نے کہا کہ حسن پرستی کے شوق میں
بدنام کی تو اسے نظر فتنہ جو مجھے
ق

ستر ہزار پردوں سے پہلو میں آتی ہے
مغز نگاہ سے گل عارض کی بو مجھے

ملتی نظر کبھی کہ سن اے غافل الوجود
بے تیرے کب ہے رغبت دنیکو مجھے

مجبور ہوں اور تو مختار خیر و شر
کرتی وہی ہوں لکھا ہے اے دل عدو مجھے

تسلیم جلد خون جگر کی شراب لا
آتی ہے دل سے طائر بریاں کی بو مجھے

ولہ

خوش اخلاقی سے انساں کو شرف ہے
کہ بد عادت بشر کا ناخلف ہے

دل آزاری سے باز آ اے ستمگر
کہ آہ نیم شب تیر ہدف ہے

زمیں کا عکس ہے جیسے قمر میں
جبین یار ماہ بے کلف ہے

ہے جوش گریہ رشک ابر نیساں
گہر آنسو ہے اور دیدہ صدف ہے

ولہ

اگرچہ لشکر حرص و ہوا پیرامن دل ہے
مگر حصن حصین ذکر مولا مامن دل ہے

طبیعت کو ہے فرحت جی کو صحت روح کو راحت
ہوا فردوس کی ہے یا ہوائے دامن دل ہے

کبھی آمد ہے حوروں کی کبھی نور الہی کی
در جنت کشادہ یا کشادہ روزن دل ہے

عجب کیا ہے کہ ہوگی رفتہ رفتہ طور کی صورت
ادھر برق تجلی یاد ادھر یہ خرمن دل ہے

حفاظت چاہیے دیدار و دم کی پاسبانی ہے
کہ بے قابو ہوا و حرص نیا رہزن دل ہے

سکونت اہل دل کی کیوں نہ ہو فرش تجلی پر
کہ قصر جلوہ نور الہی مسکن دل ہے

غزل خوانی وحدت میں ہو کیوں نغمہ ادا
زبانِ تسلیم کو جب عندلیبِ بوستاں ہے

ولہ

جان مل جائے تو جاناں مل جائے
تو نہیں صورتِ ریحاں مل جائے

خوش نصیبی ہے جو غم میں تیرے
چشمِ گریاں دلِ بریاں مل جائے

اللہ اللہ ہے خوشی کا وہ دن
میزباں ہے جو یہ مہماں مل جائے

دردِ دل کا نہ کروں گا شکوہ
گر مجھے دید کا درماں مل جائے

عین راحت ہے نظر کو تسلیم
یار کا گر لبِ خنداں مل جائے

ولہ

عاشقوں کو رات دن فریاد و زاری چاہیے
صورتِ سیماب دل کو بیقراری چاہیے

محویت خوابِ گراں ہے سرحدِ وحدت کے لئے
حالتِ مستی میں بھی کچھ ہوشیاری چاہیے

نفس جو نزدیک کہتے ہیں تو کچھ حکمت ہے
شاہ کے در پر بندھا کتا شکاری چاہیے

آئینہ ہر شے ہے لیکن دیدبازی کے لئے
دل ہمارا چاہیے صورت تمہاری چاہیے

گر نہ ہو حفظِ مراتب ہے سبک ظرفی بڑی
عشق میں بھی آدمی کو بردباری چاہیے

یہ دلِ دیوانہ رشتہ سے نہ ہوگا پائے بند
سخت مستی ہے اسے زنجیر بھاری چاہیے

فکر کے لو ہاتھ میں کلکِ تصور جا بجا
لوحِ دل پر گر تمہیں صورت نگاری چاہیے

گر نہ ہوتا نفسِ امارہ نہ ہوتا طے سلوک
دور منزل ہے مسافر کو سواری چاہیے

مضمحل کرتی ہے مستی نفس کی تسلیم
تا نہ ہو بیخود کہ ظرف پردہ داری چاہیے

ولہ

کثرت ہے فقط وحدتِ عینی کی اضافت
گلزار میں گلبرگ ہی گلبرگ میں بو ہے

سب عین ہی تسلیم نہیں غیر کوئی شے
حق تو ہے ہی فرق نہیں [illegible] ہے

ولہ

ہوتے ہیں عارف دانے دِوانے
مولا کی باتیں مولا ہی جانے

دکھنی زباں میں مطلع لکھا ہوں
ہندوستانی مانے نہ مانے

کھانے کو غم - دل پیدا ہوا ہے
آنکھیں ملیں ہیں آنسو بہانے

اللہ کہو تم ہُو میں رہو تم ہُو
آیا نہیں ہے دم آنے جانے

تسلیم کرلو جو کچھ ہے کرنا
ہیشی میں بیکار رہوں گے بہانے

ولہ

دنیا سفر ہے عقبیٰ وطن ہے
غفلت میں جینا دیوانہ پن ہے

باطن کو پالو ظاہر نکالو
ہے روح باقی فانی بدن ہے

جب جل بسو گے سوتے رہو گے
دیدار دیکھو جبتک نین ہے

ہے کان جبتک سنتے رہو تم
کہتے رہو تم جبتک دہن ہے

ہر بات پر جی ہوتا ہے صدقے
تسلیم جاناں شیریں سخن ہے

مربع

رہو یہ دنیا میں بیکسی سے
نہ دل لگاؤ یہاں کسی سے

خدا پہ قرباں ہو دل سے جی سے
ذرا تو پھل کھاؤ زندگی سے

جو لوگ دنیا میں مبتلا ہیں
وہ بحرِ غفلت کے آشنا ہیں

غضب ہیں ابلیس ہیں بلا ہیں
بچو تم ایسوں کی دوستی سے

عزیز و راضی رہو خدا سے
مراد چاہو تو لو خدا سے

خدا کی باتیں سنو خدا سے
نہ کام رکھو کبھی خودی سے

تماشا ہے جو سب نمائش
کہ ہوگئی ہے سبب شناسش
ازل کے بندوں میں آکے دیکھو
کہ ذوق محبت کی کھا کے دیکھو
نہ دیکھو تم روئے ماسوا کو
ولا کو چاہو تو لو بلا کو
یہ رہ میں گم اور گم رہو تم
نہ ہم رہو تم نہ تم رہو تم
خدا سے آگے نفی کی چادر رکھو
ہے آگے منزل نگاہ رکھو
یہ ملک حق کی مسافری ہے
کلام تسلیم رہبری ہے

ہے اسکی قدرت کی سب نمایش
نظر کرو چشم بیخودی سے
پیالہ وہم کا بڑھا کے دیکھو
رہو ہمیشہ کمینی خوشی سے
نظر کرو نور کبریا کو
کرو نہ تم اکا گلہ کسی سے
[illegible] ہیں [illegible] ہو تم
نہ تم ہو جاؤ سرکشی سے
سفر کرو ذوق ہمراہ رکھو
نہ آؤ رجعت میں واپسی سے
چلو اگر کچھ دلاوری ہے
کہ راہ پاؤ گے تم اسی سے

ولہ

یہ غفلت وضو کا دیتی ہے کیوں آنکھ تمہاری سوتی ہے
کیوں نفس تمہارا ہنستا ہے کیوں روح تمہاری روتی ہے
کیا حاصل آنکھیں رونے سے جب تک نہ صفائی ہو دل میں
ہاں جس سے زمیں کو جوتی ہے وہ بونے کے قابل ہوتی ہے
بازار بسایا غفلت کا شیطان لعین نے دنیا میں
دنیا کی ہوس پر خاک پڑے کیا جوہر وہم کو کھوتی ہے
دل پھول ہے لیکن تیرہ ہے غفلت کی کدورت جمنے سے
دریا سے صفا کب ہوتا ہے ہاں آنکھوں کی شبنم دھوتی ہے

تسلیم دو عالم ہے دکھتا ہے جانِ دو عالم کیا [illegible]
وہ لا الہ کا دریا ہے یہ الا اللہ کا موتی ہے

ولہ

بے خود ہوا تو دل کی حلاوت ملی مجھے
کیا کیا خدا کی یاد میں راحت ملی مجھے

سنتا ہوں ورنہ تا ہو نہیں دل کے زمزمے
قانون یکدلی کی عجب گت ملی مجھے

واقف دلوں کے حال سے ہوں اور خموش ہوں
دل کیا ملا مجھے کہ کرامت ملی مجھے

تکلیف تھی تعلق دنیا سے سر بسر
آزاد ہو گیا تو فراغت ملی مجھے

جب میری نیستی میری آنکھوں میں بس گئی
ہستی ذاتِ حق کی شہادت ملی مجھے

الفت کے اور حفظ مراتب کے واسطے
روزِ الست دل کی ودیعت ملی مجھے

تسلیم جائے شکر ہے دنیا میں عمر بھر
اکثر خدا شناسوں کی صحبت ملی مجھے

ولہ

دنیا برائے دید ہے نظارہ کیجیے
حرص و ہوا [illegible] آوارہ کیجیے

نفس و ہوا و حرص طلبگار ہیں سبھی
کس کس [illegible] دل بیچارہ کیجیے

گر جوش آب چشمۂ دل کی ہے آرزو
دم کا بلند [illegible] ہے فوارہ کیجیے

دنیا ہے آج اپنی توکل [illegible] ہے
کیا اعتماد [illegible] نظارہ کیجیے

منظور اگر ہے طفل تصور کی پرورش
تسلیم اپنی آنکھوں کو گہوارہ کیجیے

ولہ

ذرہ ذرہ اسی کا جلوہ ہے
دیکھ جلوہ کہ دیکھتا کیا ہے

جا بجا ڈھونڈنا ہی بیجا ہے
دل میں آنکھوں میں یار کی جا ہے

نحن اقرب ہے جو نوید وصال
رنج فرقت کا کہیے پھر کیا ہے

آنکھ جب تک ہے دیکھتے جاؤ
چار دن کا یہ سب تماشا ہے

تب فرقت کے بیقراروں کو / شربت وصل کے سوا کیا ہے
اندنوں تم نہیں ہو قابو میں / حضرت دل تمھیں ہوا کیا ہے
فکر کس چیز کی کریں تسلیم / ایک سر ہے ہزار سودا ہے

ولہ

پھیر لو بھولا ہوا جب نہیں اب سہی / وقت کی کر لو قضا جب نہیں اب سہی
وقت جوانی گیا یاد نہ آیا خدا / آیا بڑھاپا تو کیا جب نہیں اب سہی
لطف جوانی جو تھا حرص و ہوا میں گیا / دل میں ہے گر ولولا جب نہیں اب سہی
نیند میں شب کھو دیا دیکھ سویرا ہوا / اب بھی ہے وقت دعا جب نہیں اب سہی
مفت گئی عمر سب بھول گئے ذکر رب / خیر مضے ما مضے جب نہیں اب سہی
آتی ہے اب یاد عمر ہو گئی برباد عمر / گذری کا افسوس کیا جب نہیں اب سہی
دم جو گئے رائگاں پاؤ گے پھر تم کہاں / دید کا دم کا مزا جب نہیں اب سہی
وقت جو تھا کام کا لہو و لعب میں گیا / چھوڑ دے حرص و ہوا جب نہیں اب سہی
جا چکے طاقت کے دن آئے نقاہت کے دن / اب بھی جو پانا ہے پا جب نہیں اب سہی
ذکر کی تسلیم تم دل کو دو تعلیم تم / خیر ہوا سو ہوا جب نہیں اب سہی

ولہ

پردۂ صورت میں کیا کیا جلوۂ دلدار ہے / دل لگی کا لطف ہے اور لذت دیدار ہے
دیکھے ملتا ہے بے صورت کے صورت کا پتہ / صورت آدم میں مخفی صورت اسرار ہے
یہاں بھلائی اور برائی کا نہیں کچھ اعتماد / خاتمہ بالخیر ہو جائے تو بیڑہ پار ہے
لاکھ دنیا ہو مگر تسلیم یک غفلت نہ ہو / جو کوئی اللہ سے غافل ہے دنیا دار ہے

ولہ

مست جام اغنائی - پارسا کیونکر بنے / جو قبا شاہی کی پہنے وہ گدا کیونکر بنے

میں کہوں ہیں۔ تو کہے ہیں۔ ہے تحیر کا مقام
میں بھی ہوں تو اور وہ بھی تو یہ سالکوں کا ہے طریق
جلوہ صورت کا نظر آتا نہیں بے ذکر ہو
دل لگا کر ہو گیا مجبور تا قید حیات
موت ہستی کے لئے ہے نیستی سے درگذر
گر کریں مجبور جنت کے لئے تسلیم کو

کام انساں کا دوئی میں ایجاد اکیونکر بنے
ورنہ سو نحو زاہد و یکتا رو تا کیونکر بنے
گر نہ ہو صیقل تو آئینہ صفا کیونکر بنے
دیکھئے انکی جفا میری وفا کیونکر بنے
عالم فانی میں اسباب فنا کیونکر بنے
میری اور دلدار کی روز جزا کیونکر بنے

ولہ

ابروئے یار تیغ قاتل ہے
کیوں نہ ہو دل کا حال مجنوں سا
دیکھ سر پر اجل کھڑی ہے وہ
آتش ارتباط دنیا سے
چل مسافر قدم اٹھا جلدی
تار زلف سیاہ اے تسلیم

دل مرا جس سے رشک بسمل ہے
حسن لیلے ہے وہ جو محمل ہے
کس بھروسہ پہ بیٹھا غافل ہے
آخر کار داغ حاصل ہے
دو گھڑی دن ہے دور منزل ہے
رشتہ پائے طائر دل ہے

ولہ

ہر چند کہ سب جمع رفو گر ہوں جہاں کے
بخئے نہ چلے بلکہ جہاں سے ہوئے آزاد
ہے طرفہ تحیر کہ دو جانب کی کشش میں
تسلیم یہیں تو کا تماشا ہے ۔ وگرنہ

زخم دل آشفتہ نہ کھائے کبھی ٹانکے
ہم سایہ طلب جب ہے ترا اس سرو رواں کے
افسوس ہے ہم تو یہاں کے نہ وہاں کے
سب جلوہ گری تیری ہے ہم کون کہاں کے

ولہ

حسن راکب ہے جگر شبدیز ہے
کیوں نہ چھد جائے کف پائے جگر

خار پہلو عشق کا مہمیز ہے
نوک خار موئے مژگاں تیز ہے

دامنِ دیدہ ہوا رشکِ شفق
جب سے غربال جگر خوں بیز ہے
نسخۂ وحدت اثر بخشے نہ کیوں
ماسوا اللہ سے اگر پرہیز ہے
سکنِ تسلیم صحرا کیوں نہ ہو
عشق کا جب فتنہ آفت خیز ہے

ولہ

جہاں خیمہ دل لگا آبیدلو ہر چند آساں ہے
بہ الفت کا نبھانا موت آباد و نو یکساں ہے
شفق دستِ حنا آلودہ جب دیکھا کہا ہے ہے
حنا کا رنگ ہے یا سرخی خونِ شہیداں ہے
دریدہ سوختہ کاہیدہ بستہ ریختہ خستہ
جگر ہے قلب ہے قالب ہے دم ہے مغز ہے جاں ہے
اٹھو تسلیم اللہ کہکر کیوں غش میں شہید سے مقتولو
کہ جب قاتل مرا اخلاص دل سے فاتحہ خواں ہے
چمن میں دیکھ کر سنبل نے کہا جاناں کے کاکل کو
گھٹا کالی ہے یا مارِ سیاہ یا زلف پیچاں ہے
ہے عاشق زہد سے معذور گرچہ زاہد ہو لیکن
جو عشقِ پاک ہی واللہ بیشک فخرِ ایماں ہے
اگرچہ سب بنی نوع بشر انساں کہاتے ہیں
جو عارف ذات کا کثرت میں ہے نام اسکا انساں ہے
تمیز ذات تفہیمِ صفت تسلیم کیونکر ہو
نظر میں جلوۂ جاناں جو ہر شے سے نمایاں ہے

ولہ

جلوہ گر آنکھ نہیں ہر شے سے وہ حسن ہے
دیکھ لے صورت کو جب آئینہ بے زنگار ہے
عشق ہے عاشق کو زاہد کو طاعت جو شوق
ہر کوئی مطلب کا اپنے اس جگہ ہشیار ہے
عاشقوں کے حال پر مت عیب کر اے مردہ دل
آنکھ گر سوتی ہے کیا نقصان دل بیدار ہے
دل کی بیماری کی کب تشخیص ہو تجھ سے طبیب
درد و حیرت سے مسیحا جب یہاں بیمار ہے
کیوں نہ پہنچیں منزلِ مقصود کو تسلیم ہم
جب مجازی سے حقیقت کا مزا در کار ہے

ولہ

اندیشہ مجھے آفتِ افلاک سے کب ہے
حافظ مرا جب عرصۂ دارین میں رب ہے
پھر مجکو دوئی سکے تو اٹھا دیدۂ دل سے
دلدار کے دیدار کی گر تجکو طلب ہے

ہے راحتِ دنیا سبب حسرت و افسوس
انجام غم دارِ فنا عینِ طرب ہے

ہے خیر بھی اور شر بھی حقیقت میں اُسی سے
عاصی جو کہاتا ہوں فقط حسنِ ادب ہے

تسلیم تجھے آفتِ کونین سے کیا غم
حامی ترا جب شاہ عجم اور عرب ہے

ولہ

گر آج مرا باعثِ عیش و طرب آئے
کیونکر نہ تسلّی یہ دلِ مضطرب آئے

اے مرگ تجھے زندگی خضر دکھا دوں
مجھ پاس اگر میرا مسیحا لقب آئے

محتاج نہ ہو عزت و توقیر کا زنہار
دنیا میں جسے ہاتھ نصابِ ادب آئے

دکھلا دوں گر بیاں سحر رشک سے صد چاک
گر آج کے دن یار کے ملنے کی شب آئے

دھوکے میں قیامت کے اٹھیں قبر سے اموات
جنبش میں گر اس رشکِ مسیحا کا لب آئے

زاہد متوقع ہے قیامت میں خدا کا
عارف کو ہر اک شے سے نظر نورِ رب آئے

ہستی کا سر انجام کچھ ایسا نہیں تسلیم
جب ہم ہوں روانہ وہ ہمارے عقب آئے

ولہ

آنکھیں ہیں مری سرخ تری گلبدنی سے
جینا مرا سونا ہے تری سیم تنی سے

تسکین جگر ہو جو ملے جرعۂ بوسہ
اس تشنہ لبِ ہجر کو چاہِ ذقنی سے

ہیں ناوکِ مژگاں کا نشانہ ہوں شب و روز
کیوں لختِ جگر گنتے ہیں ہیرہ کی کنی سے

لب سرخ زیادہ ہیں قسم خونِ جگر کی
یاقوت سے مرجاں سے عقیقِ یمنی سے

ہے تیرے تبسم سے جگر غیرتِ لالہ
اور دل ہے مرا غنچہ تری کم سخنی سے

آدم ہوا بافوقِ ملائک بتواضع
شیطاں ہوا مردودِ خدا کبر و منی سے

ہر چند ہے تسلیم نظر خیر پہ لیکن
باز آئے شر انگیز کہاں راہ زنی سے

ولہ

معرفت میں گر تجھے حاصل شعورِ یار ہے
جانِ تن میں دیکھ تو کیا کیا فتورِ یار ہے

یافت ناممکن ہے گو ہر جا یہ حاضر ہے مگر
انقلابِ خاک خاکی میں ظہورِ یار ہے

کیوں نہ ہو روشن شبستانِ دلِ عارف یہاں
حسن کے مشکواۃ میں تاباں جو نورِ یار ہے

عارفو جب دُور ہو دل سے حجابِ غیریت
ہر جگہ ہر شے میں ہر ساعت حضورِ یار ہے

زاہدوں کے طعن سے تسلیم مت اندیشہ کر
یہ بنا اصلی جو ہے عینِ غرورِ یار ہے

ولہ

جسکے سینہ میں محبت کا بھرا سوز رہے
رات دن آفت فرقت سے غم اندوز رہے

غم نہیں خنجر ابرو سے اگر ہو زخمی
نوک جب ناوکِ مژگاں کی جگر دوز رہے

کیوں نہو غیرتِ خورشید دل شوق آگیں
ذرہ ذرہ سے اگر معرفت اندوز رہے

فکر کر وصل کی ہستی یہ نہ بھولا ہے عارف
جب تلک یار کا چہرہ نظر افروز رہے

ہے تمنا یہی تسلیم کے دل کی ۔ جاناں
روبرو آپکی تصویر شب و روز رہے

ولہ

جب سامنے آنکھوں کے دلآرام نہووے
جنت میں بھی دل کو کبھی آرام نہووے

آنکھوں کے قفس سے نہ اڑا طائرِ دل کو
تا زلفِ سیہ فام کہیں دام نہووے

بے آرزوے لذتِ دیدار عزیزو
آشفتوں سے دنیا کا کوئی کام نہووے

تو کون ہے پہچان حقیقت کو بیاں کر
حق کہنے سے ناحق کوئی بدنام نہووے

تسلیم کدھر ہوش ہے روک اپنی زباں کو
یہ بھید ہے پوشیدہ کہیں عام نہووے

ولہ

ہر اک معاملہ قسمت کے ساتھ ملحق ہے
جو ہونہار ہے بیشک ہے اور الحق ہے

نہ سمجھیں خوبیٔ قسمت تو اور کیا سمجھیں
کہ رنگِ صورتِ تدبیر بس یہاں نخق ہے

جو امر اسکو ہے منظور ہوئیگا وہ پیش
پھر اس میں دخلِ بشر عینِ فکر ہے ناحق ہے

نسبت اور حسب پہ نہ بھول اے ناداں
ہے عزت اسکو جو دنیا میں مرد لائق ہے

بجز جو حصہ میں۔ تدبیر کیا کرے تسلیم
پدر پسر پہ بہرحال گرچہ مشفق ہے

ولہ

[illegible] کیا گرچہ ہو نہیں عشق کی شبدیزی سے
بڑھوں ناچار ترے حسن کی مہمیزی سے

رشکِ بسمل ہوں تڑپتا ہوں فدا ہوں لیکن
باز آتا نہیں قاتل مرا خوں ریزی سے

ظلمتِ جرم کو گر دور [illegible] تا ہے
دھو نہ ہاتھ اپنا یہ دیکھے ہیں سحر خیزی سے

دیدۂ تر کو تصور ہو لبِ لعل کا جب
آگ پانی میں بھڑکتی [illegible] تیزی سے

نقش و بوز رہے گو صبر سے تسلیم مگر
ہاتھ اُٹھاتا نہیں ظالم [illegible]

ولہ

الحمدللہ جلوہ [illegible] ہی صورت پیر کی
اللہ اللہ رونقِ کثرت ہی صورت پیر کی

برزخ [illegible] مجموعۂ ذات و صفت
حق رسول اللہ کی صورت [illegible] پیر کی

پیر کا عاشق ہے عاشق کبریائے پاک کا
ہے شبہ اللہ کی الفت ہی الفت پیر کی

پیر کے پردہ میں ہے تسلیم نورِ ذاتِ حق
دیکھ وجہ اللہ کی رویت ہے رویت پیر کی

ولہ

نظر جب سے قتیلِ خنجرِ ابروئے دلبر ہے
برنگِ بسمل بیتاب بے تابی جگر پر ہے

اٹھا قفلِ خموشی اے کلیدِ رحمت لب سے
کہ مثلِ حلقۂ در سر بسر تیرے در پر ہے

نہ ہو یکرنگ جبتک۔ دانش و بینش ہے گمراہی
حریمِ دلربا جب دل ہے چشمِ تر بھی منظر ہے

اگر ہے شوقِ منزل کا یہ نکتہ یاد رکھ سالک
محبت شاہراہ کشورِ خلاقِ اکبر ہے

چمن سے اے صبا آتی ہے بوئے دلربا مجکو
ترے دامن میں شاید نکہتِ زلفِ معنبر ہے

نہ پروا زاہد جنت کی ہے نے خوف دوزخ کا
محبت میں ہمیں آسائش کا [illegible] برابر ہے

نہیں تسلیم اندیشہ کسی سے راہِ الفت میں
اگر ڈر ہے تو دلکو آشنا کے ہجر کا ڈر ہے

وله

بے ترے مجکو دو عالم کی تمنا کب ہے
مرے اس حال پہ اے آفت جاں [illegible] رب ہے

ایک ذرہ بھی اگر مجھ سے ہوا الفت تیری
مری شیفتگی [illegible] کا تماشا عجب ہے

صبح ہوتی نہیں یارب میں کروں کیا ہجر
یہ عجب ہجر ہے - یا روز جزا کی شب ہے

کیا کروں بے ترے مجھے نہیں آرام
گرچہ اسباب تسلی کا مہیا سب ہے

[illegible] دیکھئے کب جان سے ناحق تسلیم
بیقراری دل نالاں کو بہت بے ڈھب ہے

وله

یار کے رکنے سے دم رکتا ہے سینے میں مجھے
کچھ حلاوت نظر آتی نہیں جینے میں مجھے

بلبلا شبنم و گل کی نہیں پروا مجکو
بوئے گل آتی ہے جاناں کے پسینے میں مجھے

یار محفل میں نہیں لطف ہو کیا ساقی
کچھ نہیں ذائقہ لعل کے پینے میں مجھے

متلاشی رہا ویرانۂ ہستی میں مگر
جوہر ذات ملا دل کے دفینے میں مجھے

ہے تمنا یہی تسلیم کی تجھ سے یا رب
مرے محبوب کے پہنچا تو مدینے میں مجھے

وله

دردِ دل کی کوئی دوا کہیے
یا مسیحا کا کچھ پتا کہیے

رشکِ سیماب حیرتِ بسمل
دلِ محزون کو ہے بجا کہیے

راہ میں دل کے عشقِ صادق کو
حق کی منزل کا پیشوا کہیے

ق

جب گیا پاس یوں ہوا ارشاد
کیا ارادہ ہے آپ کا کہیے

میں نے کی عرض بس سوالِ وصال
حال دل کا پھر اور کیا کہیے

بولے کب مفت ہاتھ آتا ہے
اور کوئی دن خدا خدا کہیے

یوں تو رونا ہے عمر بھر تسلیم
خیر کچھ ذکرِ آشنا کہیے

وله

پیدا جو نہ ہوتے تو یہ آفت بھی نہ ہوتی
دنیا میں کسی سے ہمیں الفت بھی نہ ہوتی

اگر حسن نہ ہوتا تو شرارت بھی نہ ہوتی
ہوتا نہ اگر عشق تو وحشت بھی نہ ہوتی

بے جسم کے دیکھا نہ کوئی جاں کی صورت
ہوتی نہ کسافت تو لطافت بھی نہ ہوتی

فردوس میں گر مرتکب جرم نہ ہوتا
آدم کو زمانہ میں خلافت بھی نہ ہوتی

بے آفتِ فرقت نہ ہو سامانِ ملاقات
تکلیف نہ ہوتی تو فراغت بھی نہ ہوتی

تسلیم دوئی سے ہے تماشائے شہادت
گر شکر نہ ہوتا تو شکایت بھی نہ ہوتی

ولہ

خدا کسی کو کسی ساتھ مبتلا نہ کرے
اگر کرے تو کرے پھر کبھی جدا نہ کرے

شگفتہ نکہت کاکل جو دل کو کرتی ہے
چمن کے ساتھ بھی شاید کبھی صبا نہ کرے

ستم ہوا ہو کرم چھوڑ مت درِ دلبر
کرے گا کون اگر رحم آشنا نہ کرے

دعا سے اہل دعا کو نہ ہو گریز کبھی
مگر جو اہل رضا ہے کبھی دعا نہ کرے

نہ ہوگا اپنے سے تسلیم وہ کبھی واقف
جہاں میں پاس جو انفاس کا کیا نہ کرے

ولہ

مائل مری ہر چند حسینوں پہ نظر ہے
پر وہم رقیبانِ معاند سے خطر ہے

کیا کس سے کہوں سوزشِ باطن کی حقیقت
ظاہر نہیں گو سنگ کے سینہ میں شرر ہے

ہے جلوۂ حسن رخ دلدار حقیقی
دیکھے نہ کبھی غیر کو عارف جو بشر ہے

تسلیم کروں دلکو نہ کیوں سر[illegible]
جب یار کی صورت کا مری آنکھوں میں گھر ہے

ولہ

جب نہیں حسن کا آنکھوں میں تماشا باقی
زندگی میں مری پھر اور رہا کیا باقی

ہو نہ زنجیر سے بھی میرے جنوں کی تدبیر
سر میں جبتک ہے تری زلف کا سودا باقی

حد ہو نہ توکل میں وہ انسان کامل
جب تلک دل میں ہے خواہشِ فردا باقی

مستکشو بزم میں جب ساقیٔ گلفام نہیں
کیا کریں پیکے ۔ ہے گو ساغر و مینا باقی

نذرِ دل ہوگیا سر ہوگیا پر ہے ابتک
قرضخواہان محبت کا تقاضا باقی

گرچہ آزاد تعلق سے ہوا ہیں بالکل
پر ہے دیدار کی تسلیم تمنا باقی

ولہ

گو مجھے الفتِ رسمی ہے جہانمیں سب سے
پر جو تجھپر ہوں فدا اور ہی کچھ مطلب سے

سرخ رنگی ہے چمن کی طپش افزائے جنوں
آشنا دیدۂ خونبار ہے جب سے لب سے

فقط آنسو سے مقدّر ہوا دانہ پانی
مرغ دل دام محبت میں پھنسا ہے جب سے

پا بہ زنجیر کیا جہتی ہے شاید مجھکو
یاد آتی ہے بہت کاکل پیچاں شب سے

کر حسد نفس سے جبتک ہے جدائی سالک
کیا کرے خنگ جو راکب ہو جدا مرکب سے

مدعا ہر دو جہاں کا ہوا حاصل تسلیم
چھوڑ دنیا کو جو دل اپنا لگایا رب سے

ولہ

دل کسیکی چوٹ کھایا ہے نگاہ تیز سے
ساشنا یانہی ہیں آنکھیں حسنِ آفت خیز سے

بوئے الفت جن مزاجوں میں نہیں مشک انکو بھی
ہے معطر مغز میرا زلفِ عنبر بیز سے

جب شفا ہے اختیارِ شافیٔ مطلق طبیب
دق بناتا کیوں ہے تو بیمار کو پرہیز سے

ترکِ عادت کے سوا عاجز ہوے ہے نفس سے
تیز رو اکثر ہوا اشہب کو جیسے مہمیز سے

ہوتی ہے تسلیم اکثر اہل الفت پر عیاں
قدر جوشِ عشق تیرے شعر تر گلریز سے

ولہ

حسن آتے ہی حسینوں کو غرور آتا ہے
صاف ہر چند ہوں پر دلمیں فتور آتا ہے

بے دوئی کے نہیں یکتائی کی کچھ قدر کبھی
حسن ہوتا ہے جہاں عشق ضرور آتا ہے

گرچہ نعمت ہے محبت دلِ دانا کو مگر
بے شعوروں کو بھی یک گونہ شعور آتا ہے

دیکھ سکتا نہیں گستاخ ہوں تقصیر معاف
شرم سے آتا ہے جب اہل قصور آتا ہے

صاحب ظرف کو قسمت میں بھی لذت ہے عجب
وصل سے گرچہ طبیعت پہ سرور آتا ہے

آپ ہوتے یہ بہلا میری حقیقت کیا ہے
غیب ہو جاتا ہوں جب ذکر حضور آتا ہے

ہے عجب کشتۂ دیدار کی غیرت تسلیم
آنکھ میں آتا ہی جب سرمۂ طور آتا ہے

ولہ

گرچہ فرقت میں تہِ خاک نظر ہے میری
دیکھنے کو ترے چالاک نظر ہے میری

تاب رخسار سے دل جب ہوا پانی پانی
راتدن اشک سے نمناک نظر ہے میری

آنکھ سے آنکھ ملاتے ہی کہا قاتل نے
خون سے بچ رہو سفاک نظر ہے میری

نگہ و حسن پرستی پہ مرے اور گمان
جسطرح صاف ہے دل پاک نظر ہے میری

جب سے دل پنجۂ مژگاں میں پھنسا ہے تسلیم
جوں گریبان سحر چاک نظر ہے میری

ولہ

جب سے حاصل ہے حلاوت چشم کو دیدار کی
ولکے انکھو نے ہیں پتلی سی شباہت یار کی

ہے خمِ قوسِ قزح جو جلوہ افزائے نظر
تھی ہوس شاید فلک کو ابروئے خمدار کی

نیم بسمل رہ گیا تھا کشتۂ الفت مگر
رکھ لیا ابرو کے بل نے آبرو تلوار کی

بے گدازِ دل نہو سامانِ وصل آشنا
ہو قبولِ فضلِ حق اکثر دعا بیمار کی

کیا نہو گی مغفرت تسلیم سے عاصی کی بھی
حشر میں جب ہو شفاعت احمد مختار کی

ولہ

جسکی الفت کو عزیزو آزمانا چاہیے
پہلے دل آہستہ آہستہ لگانا چاہیے

بھوک میں فرقت کی نعمت غم کی کھانا چاہیے
تشنگی خونِ جگر پیکر بجھانا چاہیے

آرزومندانِ گلرو کو ہو ذکرِ گل مدام
عاشقِ کاکل کو سنبل کا فسانا چاہیے

ضبط کے ہاتھوں سے لازم ہے جگر کو تھامنا
یار کی آنکھوں سے جب آنکھیں ملانا چاہیے

اپنی کوشش سے تمنا دل کی بر آتی نہیں
اسکی رحمت کا فقط ادنا بہانا چاہیے

بھٹکے ہے پھر کیسی ہے آرزو تجھے
پایا نہیں سراغ مگر اپنی ذات میں
جو آفتاب جلوہ کناں دیکھتا ہوں میں
ہے شکر صد ہزار کہ پایا ہے اپنے پاس
ہر شے میں ہر جگہ میں ہر اک حال میں مدام

ولہ

تا چند ہو غذا یہ جگر کا لہو تجھے
ہر چند ہر جگہ یہ کیا جستجو تجھے
ماہی سے لیکے ماہ تک اے ماہ رو تجھے
ناحق میں ڈھونڈتا تھا عبث سو بسو تجھے
تسلیم دیکھتا ہے عیاں روبرو تجھے

ولہ

دل دور ہو رہا ہے شعور و حواس سے
زاہد کو حسن سے ہے جو انکار بیدلو
تسلیم عارفوں سے ملی راہِ معرفت

باہر ہے یار و عارض میرا قیاس سے
نعمت کا شکر کب ہوا ادنا سپاس سے
طالب خدا شناس ہیں خود شناس سے

ولہ

باوجودیکہ سیہ نامہ ہے اعمالوں سے
بار و عقرب ہیں بہت کہنہ مکانیں اکثر
کیا کرے دل میں اثر وعظ نہیں جس میں عمل
گلِ رخسار کی گر یاد میں چلا اٹھوں
ساحلِ ضبط سے گر گزرے مرا سیل سرشک
نفس عاجز نہ ہو سختی کے سوا اے تسلیم

باز آتا نہیں پر نفس بد آمالوں سے
دوستی حرص کو ہوتی ہے کہن سالوں سے
مردہ بخشا نہیں جاتا کبھی غسالوں سے
سینہ بھر آئیگا بلبل کا مرے نالوں سے
جوش ہو ابر کو دریا کو مرے نالوں سے
راہ طے ہو نہ بجز یار کے حمالوں سے

ولہ

سنبل کو اتحاد عجب ہے بہار سے
ہوتا ہے ابر کو بھی گماں آبشار کا
سینہ میں اضطراب کا دریا ہے موج زن
گر آج ہے بہار چمن میں تو کل خزاں

چوٹی بھری ہے یار کی پھولوں کے ہار سے
باندھا ہوں تار شکن جو وہاں کے تار سے
ہے دور جب کہ یار ہمارے کنار سے
ہے وفا نہ پائیں گلِ روزگار سے

تسلیم سازو برگ کا ہے فکر یارِ دل
حاصل نہ پھل ہو زندگی مستعد نہ

ولہ

جلوۂ مہرِ رخِ یار نمایاں ہو جائے
صبح دم چاک اگر میرا گریباں ہو جائے
زلفِ پیچیدۂ جاناں جو پریشاں ہو جائے
پھر مرا جوشِ جنوں سلسلہ جنباں ہو جائے
آنکھ لڑ جائے کماں ابرو سے گوشہ میں اگر
مستعد تیر وں سے خود اصفِ مژگاں ہو جائے
یہ سفر وہ ہے کہ کیونکر نہ رہوں بار بہ کا
جیب و دامن سے آگے مرا ساماں ہو جائے
غم فرقت کو جگر اپنا دیا جا تسلیم
پاس رکھ تا کہیں آزردہ نہ مہماں ہو جائے

ولہ

عشقِ حق کا دل میں اپنے رنگ بھرنا چاہیے
دین و دنیا کی تمنا سے گزرنا چاہیے
آرزو و ارد کی دل سے دور کرنا چاہیے
عشق کے آزار میں گھل گھل کے مرنا چاہیے
گر خریدا چاہتے ہو رحمتِ حق کی متاع
جیب و داماں گوہر آنسو سے بھرنا چاہیے
آشنائی میں تسلی دل اگر کھوتا ہے تو
دوسرے کے دکھ پہلے ہاتھ کرنا چاہیے
ہے اگر تسلیم تجھکو معرفت کی آرزو
ما سوا اللہ کے تصور سے گزرنا چاہیے

ولہ

جیب دل مستِ شرابِ نرگسِ مخمور ہے
دیدۂ پر اشکِ رشکِ خوشۂ انگور ہے
کس بلندی سے زمیں پر آسماں ہے سرنگوں
خاکساری کیا کمندِ گردنِ مغرور ہے
محوِ خورشیدِ تجلی دیدۂ حق بیں ہے جب
جلوۂ ہر ذرۂ عالم برنگِ طور ہے
عشق والوں کو بصورت وفا ہی چاہیے
بے وفائی گرچہ اہلِ حسن کا دستور ہے
خوشۂ انگور کا ہر دانہ یک آنکھ ہے
دخترِ رز تاک کے پردہ میں [illegible] ہو سکے
کے پردہ سے باہر برق ہوتی ہے جو
شوق سے اکثر نمائش [illegible]
ہے تسلیم یہ عالم طلسم اعتبار
ورنہ آمد کو نشستِ قلبی کو سمجھتے ہو سکے

ولہ

بے کدورت عشق میں دل کی صفائی اور ہے
کیا کہیں ہم تم سے لطفِ آشنائی اور ہے

دیکھئے ہر چند ہم سبکو ہیں پر کچھ بھی نہیں
فکر سینہ میں ہمارے کچھ سمائی اور ہے

صاف ہوتے ہیں کبھی وہ ہم سے رکتے ہیں کبھی
یہ بھلائی اور ہے اور یہ برائی اور ہے

بے فنا اپنے کبھی حاصل نہو اسکا وصال
حق نمائی اور ہے اور خود نمائی اور ہے

اس بہارستانِ کثرت میں نسیمِ احدیت
رنگ و بو ہر گل کے پردے میں آئی اور ہے

عین آزادی ہے پابندی الفت دیکھئے
یہ اسیری اور ہے اور یہ رہائی اور ہے

زاہدِ مغرور کو تسلیم کچھ حاصل نہیں
پیشہ ریائی اور ہے طاعت نمائی اور ہے

ولہ

ادا سے جب مرا رشکِ بہار آتا ہے
جو دیکھتا ہے برنگِ ہزار آتا ہے

عجب مزا ہے کہ ہوتا ہے جب خفا دلبر
زیادہ اور بھی پہلے سے پیار آتا ہے

کھلے حسن کی آنکھوں کی ہے جاسوسی
نظر جو سینہ میں دلِ بیقرار آتا ہے

جگر میں سوزنِ مژگاں پروئے دیتے ہیں
جب انکی آنکھوں میں مے کا خمار آتا ہے

حقیقت اپنی جو اصلی ہے رکھ نہیں سکتا
اگر کہوں تو کسے اعتبار آتا ہے

کہاں تلک میں چھپاؤں جو راز دل میں ہے
وہی زباں پہ مرے بار بار آتا ہے

جو آرہی ہے نسیمِ چمن ادھر تسلیم
کہ شاید آج مرا گلعذار آتا ہے

ولہ

تیغِ ابرو عجب دو دستی ہے
ایک قبضہ دو سمت کستی ہے

ہوتا ہے اب کے جنس گرانی کا فور
جنسِ جاں شاید اب کے سستی ہے

سینہ میں اضطراب آتا ہے تکلف سے
یہاں درستی جو ہے شکستی ہے

گر آج ہے بہار جیب نفس کو طے کر
نہ بلندی یہاں نہ پستی ہے

بھولے بھٹکے کبھی تو دیکھ ادھر
آنکھ کو آنکھ کیا ترستی ہے

نیستی سے ہے کسقدر غافل
ہستی نخوت پہ جسکے ہنستی ہے

غیریت سے نہوں کبھی مجھکو
مے وحدت کی جسکو مستی ہے

بے نشاں ہو نشان دیکھ اپنا
بیخودی عین خود پرستی ہے

خشک ہو کب بہار نخل تسلیم
آنسوؤں کی جھڑی برستی ہے

ولہ

جبتلک ہے تن حلاوت الفت یہ تن میں ہے
گل اور بو ہے گل کا تماشا چمن میں ہے

دور ہوگئے نور آنکھوں کا کھوتا ہے کیوں عبث
یوسف کی بو عزیز ترے پیرہن میں ہے

ہوویں ہیں عزیز مصر دل خلق اس لئے
ڈوبا ہوا جو دل مرا چاہ ذقن میں ہے

واعظ تو اپنی ہرزہ درائی سے باز آ
جو اہل درد میں اثر انکے سخن میں ہے

پروانہ گر جلا - نہیں پروا جلا جلا
اے شمع تیرا سوز یہ کسکی لگن میں ہے

کنتک سفر میں یونہی بسر زندگی کرو
مدت سے دل بندھا مرا حب الوطن میں ہے

بہتر ہے بے تمیزی بہار ہسکے تمیز سے
تسلیم لطف جینے کا دیوانے پن میں ہے

ولہ

اگر نہ تم بخدا بندہ خدا ہوتے
خدا کو علم ہے کیا فتنہ کیا بلا ہوتے

نہ جان جسم میں رہتی نہ جسم دنیا میں
قسم خدا کی اگر ہمسے تم جدا ہوتے

قسم ہے گریہ دوئی کا حجاب اٹھ جاتا
جو خود نما ہیں عجب کیا خدا نما ہوتے

جگر نہ چھید گیا نشتر مژگان یار سے یک رو نہ
بلا سے ہم ہدف ناوک قضا ہوتے

اسے عبدیت سے پرے تو ہم اگر تسلیم
خدا نہ ہوتے تو کہئے کہ اور کیا ہوتے

ولہ

ہم آپکے دلدار جو بجاتے ہوتے
آپ بھی الفت ظلی کو نبھاتے ہوتے

الموت جب بیٹھے ہیں پھر آتے ہوتے
آنکھ پھیری ہوئی گر آپ پھر آتے ہوتے

سلطنت ملنی کی ہوتی نہ دونوں کے اندر
آنکھ شوخی سے اگر تم نہ لڑاتے ہوتے

گر مرے قتل کی تہمت کا نہ ہوتا کھٹکا
اثر از رنگ حنا کا نہ اٹھاتے ہوتے

لطف وحدت کا نہ ہوتا کبھی دلکو حاصل
ہم اگر عالم کثرت میں نہ آتے ہوتے

زاہد و ڈھونڈتے پھرتے نہ خدا کو ہر جا
سر اگر اپنا گریباں میں جھکاتے ہوتے

کھولتے شکر و شکایت کا نہ دفتر تسلیم
ہم اگر حرف دوئی دل سے مٹاتے ہوتے

ولہ

کچھ خوف نہیں مجکو دو عالم میں کسی سے
لیکن میں لرزتا ہوں تمہاری خفگی سے

کیا چیز ہے وہ تم میں جو میں جس پہ فدا ہوں
یوں تو ہے محبت مجھے دنیا میں سبھی سے

[illegible] در روزہ پہ میں دیوانہ نہیں ہوں
ہے عشق مرے سینہ میں فیض ازلی سے

کیا ہنستے ہو رونے کی تمنا کرو یارو
گھر ڈوب گئے سیکڑوں دنیا میں ہنسی سے

ہم اپنا وطن چھوڑ نہ آتے یہاں زنہار
ہوتی جو خبر اس سفر بازپسی سے

شیخوں کا ارادہ جو ہوتا کسی جانب
کرتے نہ لب لعل کو مالیدہ مسی سے

مطلب کہیں نکلا نہیں کھوتا کبھی تسلیم
لکھتا ہے اگرچہ کہ غزل تیز رسی سے

ولہ

جان اس تن سے جدا جانے جب تن ہو جائے
آرزو ہے ترا کوچہ مرا مدفن ہو جائے

کیا بھرے مرہم کافور جگر کے ناسور
ایک گر بند ہو پھر دوسرا روزن ہو جائے

عقدۂ کاکل مشکیں کو صبا گر کھولے
رشک صحرائے ختن سطح گلشن ہو جائے

زاہدو ہو گا تمہیں زہد حقیقت حاصل
جب عصا آہ کا اور اشک کا تمرن ہو جائے

تم جنت کی تمنا سے اٹھا لوں تسلیم
گر بیابان مدینہ مرا مسکن ہو جائے

ولہ

گر رخِ آلودہ وہ زلفِ عنبر چھوڑ دے
صبح کو شب اور شب کو صبح انور چھوڑ دے

اشتباہ غربت کا عالم کی کدورت سے ہو صاف
ہو غبار آلودہ آئینہ اگر گھر چھوڑ دے

دیکھے جب ابرو کو خون آشام سفاک آسماں
ماہ نو کا بید سا تھم لکے خنجر چھوڑ دے

عشق ہوتا ہے گریباں گیر کیا گستاخ ہے
گرچہ کہتا ہے ادب دامانِ دلبر چھوڑ دے

کج نگاہی کے اگر خنجر کو زاہد دیکھ لے
بجاے اپنی صورتِ بسمل تڑپ کر چھوڑ دے

اشک تیری کو جگر سوزی گر دیکھے مری
ماہی دریا چھوڑ دے آتش سمندر چھوڑ دے

خوف کچھ دل میں نہ لا تسلیم گر عارف ہے تو
انتقامِ حاسدِ بد ظن خدا پر چھوڑ دے

ولہ

جسکے دل میں مرضِ عشقِ بتاں ہوتا ہے
بعد وحشت ہوتی ہے اول خفقاں ہوتا ہے

دور رہتے ہیں مگر دل سے ملے رہتے ہیں
عشق کا حکم ہو ایسا بھی رواں ہوتا ہے

عارفوں کو ہے عجب حسن پرستی میں مزا
بدگمانوں کو اگرچہ کہ گماں ہوتا ہے

زاہدا صرف تو کر عمر عبادت میں مگر
درد دل میں بجز الفت کے کہاں ہوتا ہے

طرفۃ العین میں ملتا ہے نشانِ جاناں
جو کوئی نام سے بے نام و نشاں ہوتا ہے

بے مکاں گو ہے خدا پر ہو مکیں خود اسکا
عشق کا دوست جس دل میں مکاں ہوتا ہے

دعویٰ جاتا ہے سبھی فرطِ عصیاں تسلیم
چشمۂ اشک جب آنکھوں سے رواں ہوتا ہے

ولہ

جسکو یہاں حسن پرستی کا مزا ملتا ہے
دیکھتے دیکھتے دیدارِ خدا ملتا ہے

جان کھوتے ہیں پر الفت نہیں پیچھے ہٹتے ہیں
لاگ والوں سے بھلا پوچھو تو کیا ملتا ہے

لاکھ انکار کریں آپ نہ مانوں گا کبھی
صاف چہرے سے محبت کا پتا ملتا ہے

جبکہ ہوتی ہے حسینوں کو نمائش منظور
لطف دیدار کا ہر روز نیا ملتا ہے

آرزو ہے کہ کروں ضعفِ بصارت کا علاج
پر کہاں کحلِ غبارِ کفِ پا ملتا ہے

کھو دیا دل کو محبت میں یہ رنج حصول
سچ ہے ملتا ہے تو قسمت کا لکھا ملتا ہے

ڈھونڈا اپنے کو ہی بندہ بنا ہے تسلیم
صاف ہے بات کہ بندہ کو خدا ملتا ہے

ولہ

اس وجاہت سے نہ انسان کی صورت ہوتی
عارفو ذات کو گر شکل و شباہت ہوتی

حشر تک ہوتے نہ محتاج لقاء خالق
زاہدوں کو جو حسینوں سے محبت ہوتی

حکم ہوتا نہ کبھی اَکْرَمَکُمْ اَتْقَاکُمْ
منحصر گر چہ نسب ہی پہ شرافت ہوتی

خودنمائی کا حسینوں کو نہ ہوتا جو خیال
نہ تو یہ لاگ ہی ہوتی نہ یہ آفت ہوتی

دل مردہ مرا تسلیم بھی ہوتا زندہ
ان کے قامت سے اگر آج قیامت ہوتی

ولہ

دل کے ملنے سے یار ملتا ہے
تن سے آخر غبار ملتا ہے

دو جہاں سے کنارہ کرتا ہوں
یار کا جب کنار ملتا ہے

زندگی لطف سے گزرتی ہے
یار جب غمگسار ملتا ہے

مختتم دم تک میاں غنیمت ہے
پھر کہاں بار بار ملتا ہے

پاس انفاس سے بہ ذکر خفی
دید دم کا شمار ملتا ہے

حسن دیتا ہے جسکو یہاں خالق
صفت دل کا شکار ملتا ہے

یار کی جیت کا مزا تسلیم
آپ اپنے کو ہار ملتا ہے

ولہ

ہم چشم جب سے چشم ہوئی چشم یار سے
برخاستہ ہے دل مرا اسباب کاروبار سے

شاید قتیل یار ہوا جل کے خاک آج
دامن نسیم کا جو بھرا ہے غبار سے

اے دل حجاب دور کر اور بے حجاب ہو
ہستی کا ہے ظہور فقط اعتبار سے

لیلےٰ کا نام نجد میں لیوے اگر کوئی
باہر ہو گیا عجب تن مجنوں مزار سے

مختار کو نہ سونپوں تو تسلیم کیا کروں
باہر ہوا ہے دل مرا جب اختیار سے

ولہ

ہر شے میں اگرچہ تری جلوہ گری ہے
پر کیا کریں غفلت سے ہمیں بے بصری ہے

بے اپنے تلاش اسکے بڑا نقص ہے طالب
اپنے کو سمجھنا یہی کامل نظری ہے

سمجھا ہوں سمجھتا ہوں مگر کہہ نہیں سکتا
دیکھو تو خبر داری میں کیا بیخبری ہے

وہ ظاہر ہے باطن میں۔ دو عالم کا کرو سیر
ظاہر میں اگرچہ مجھے بے بال و پری ہے

حاضر رہے ہر حال میں صاحب کو نہ بھولے
انسان کی دنیا میں یہی معتبری ہے

گر عمر عبادت میں گزر جائے تو کیا ہو
بے عشق کے افسوس یہ سب بے ہنری ہے

کثرت میں اگرچہ میں مصروف ہوں تسلیم
پر دل مرا وحدت کے سوا سب سے بری ہے

ولہ

خونِ جگر اگرچہ برنگِ شراب ہے
پر لختِ دل بھی آتشِ غم سے کباب ہے

خوش قسمتی ہے وصل کی ہاتھ آئی آرزو
جبتک بہار گلشن عمر شباب ہے

اُس سیم بر کے عارضِ گلگوں کو دیکھکر
زر سے بھی زرد رنگ رخ آفتاب ہے

دنیا سرائے فانی ہے اور ہم ہیں میہماں
ہستی خیال و وہم ہے اور عمر خواب ہے

تسلیم عمر اپنی بہت خوف سے گزار
محشر کے روز سب کا حساب و کتاب ہے

ولہ

تم سفر کرتے ہو کب جان کو تاب آتا ہے
دل بے تاب بھی ہمراہ رکاب آتا ہے

جو تمنا ہے مرے دل میں ادب سے جاناں
آپ کے سامنے کہنے کو حجاب آتا ہے

بے شب وصل ترے ہجر کے بیماروں کو
فرشِ مخمل پہ نہ کمخواب پہ خواب آتا ہے

نہ ہو تسلیم تو رنجیدہ کہ باوصف قصور
کب تونگر کو فقیروں پہ عتاب آتا ہے

ولہ

یار کی صورت نظر بھر دیکھیے
دل پہ اپنے اسم دلبر دیکھیے

دیکھتے کیا ہو دل اپنا بید لو
سینہ عریاں کرکے جیب دیکھیے

ذات اپنی دیکھو لیکن آپ کو
نے خدا دونے پیمبر دیکھیے

سیر دریا کی عبث کرتے ہو کیا
کھول کر سینہ کو گوہر دیکھیے

از رہِ آداب ہو تسلیم خود
یار کا ہر شے کو مظہر دیکھیے

ولہ

رکھ جگر کو کنار کے آگے
ہے نہ مژگان یار کے آگے

دل کا کیا زہر وم جو مار سکے
زلف کی لٹ کے مار کے آگے

بار ہے عندلیب نالاں پر
دن جو گزریں بہار کے آگے

سروِ آزاد بندۂ آزاد
قامت گلعذار کے آگے

عرض تسلیم ہے کہ طول کلام
ہیچ ہے اختصار کے آگے

ولہ

یار کے حسن کا عجب ڈھب ہے
شاہ مشرق یہ شاہ مغرب ہے

طرفہ رونق ہے اسکے چہرہ کی
صبح آگے ہے اور عقب شب ہے

گر جفا کی نہیں وہاں قلت
بے وفائی کا زور یہاں کب ہے

کیوں نہ سرسبز گلشن دل ہو
چشمۂ عشق جب لبالب ہے

سرخرو دو جہاں میں ہو تسلیم
جو بحسن ادب مودب ہے

ولہ

درد سے دل مرا بیتاب ہوا جاتا ہے
ہجر سے ماہی بے آب ہوا جاتا ہے

نہ ہوس کھانیکی خواہش ہے نہ پینے کی مجھے
رخصت آنکھوں سے مرے خواب ہوا جاتا ہے

بوتۂ عشق غم افزا میں مرا لخت جگر
آتش حسن سے سیماب ہوا جاتا ہے

موت کہتے ہیں جسے عینِ وصالِ حق ہے
شوقِ کعبہ کا ہو تسلیم کو کیونکر یارو

ژالہ جوں آب میں بس ہوا جاتا ہے
خمِ ابرو مرا محراب ہوا جاتا ہے

وله

رضائے مولا ازجملہ اولیٰ خدا کے بندوں کے واسطے ہے
کہ شکرِ راحت شکایت غم یہ خود پسندوں کے واسطے ہے

ادا و ناز و کرشمہ غمزہ اے حسن والو تمہیں ہے زیبا
یہ خاکساری وفا شعاری نیازمندوں کے واسطے ہے

نگاہ بازان حسن وحدت نظر میں رکھتے نہیں ہیں کثرت
کہ حسن و خوبی کی آفرینش نظر کنندوں کے واسطے ہے

خدا پرستی میں زاہدوں کو نہ وہ مزہ ہے یہ میکدہ میں
جو مئے پرستی میں لطفِ مستی ازل سے رندوں کے واسطے ہے

ہیں مستحقانِ رحمتِ حق گنہگارانِ خستہ رونق
شفا کا فکر اور دوا کی تجویز دردمندوں کے واسطے ہے

ہے نیستی میں بشر کو ہستی ہے دردمندی میں تندرستی
کہ جینا مُردوں کو اور مرنا ثبوت زندوں کے واسطے ہے

جو سیر دنیا کے باغ میں ہے نصیب کیونکر ہو ہر بشر کو
جنابِ تسلیم لطفِ عبرت نگاہ بندوں کے واسطے ہے

وله

سمجھ کر گفتگو کیجئے مزاجِ یار نازک ہے
بلائیں جھیل لو بیٹھو نہ پیمانِ بلیٰ کو تم
فرشتو نزع کے مضراب کو نرمی سے چلنے دو

ادب سے دم کو لے رہیئے دلِ دلدار نازک ہے
کہ ٹوٹے گا ہوا سے شیشۂ اقرار نازک ہے
ربابِ شوقِ دل میرا ہے دم کا تار نازک ہے

ہے کہتی روح غمگین لاش کے نہلانے والو
ملو نرمی سے یہ میرا تن بیمار نازک ہے

نہ دو دیتے ہیں سر منگان وحدت اے خداوالو
ادب درکار ہے توحید کا دربار نازک ہے

نہ توڑو دل دکھا کر یہ گلے پڑ جائیگا آخر
ہمارے آنسوؤں کے موتیوں کا ہار نازک ہے

لحاظ عشق مجنوں بخیہ زن نادے سے کہتا تھا
سنبھل کر پاؤں رکھو اس دشت کا ہر خار نازک ہے

نہ روکے گی کبھی بخیہ آخر ٹوٹ جائے گی
مرا دل سخت دیوانہ ہے زلف یار نازک ہے

نہ توڑو اور نہ چھیلو سنگریزوں کو جفا کے تم
یہاں دل ہے نازک اور اسکا بار نازک ہے

یہاں تسلیم دم باندھو کہ دم ہے خود نمائی کے
نہ آئے تیرگی آئینہ اسرار نازک ہے

ولہ

راستہ حسن پرستی کا بہت سیدھا ہے
راہزن تاک کے پھرتے ہیں یہی کھٹکا ہے

اللہ اللہ وہی یہاں ہے وہی پیدا ہے
درمیاں سے اگر اٹھ جائے بشر پھر کیا ہے

مصیبت کے لئے پیدا ہوئے اور بھول گئے
خوب سمجھو کہ غفلت کا نتیجہ کیا ہے

فکر کر توشہ کی اور گوشہ مرقد کی یہاں
زندگی کہتے ہیں جسکو وہ فقط دھوکا ہے

ہمسے وہ دور نہ ہم اس سے ہیں ورے تسلیم
عبد و معبود میں میں تو کا فقط پردا ہے

ولہ

فردوس نہ لوں کوچۂ دلدار کے بدلے
صہبا کو نہ چاہوں کبھی گلزار کے بدلے

دیکھوں نہ ہلال ابروئے خمدار کے بدلے
چاہوں نہ کبھی چاند کو رخسار کے بدلے

ہو جائیں اگر انجم افلاک جواہر
لونگا نہ کبھی جوہر اسرار کے بدلے

لاکھوں دل خرم اگر آجائیں بغل میں
بدلونگا نہ میں یک دل بیمار کے بدلے

سنتے ہیں فلک ماہ دو ہفتہ بھی اگر دے
تسلیم نہ لوں دیدۂ بیدار کے بدلے

ولہ

آشنا [illegible] عشق خدا سے ہیں رونے والے
سوتے [illegible] قسمت [illegible] جاگنے والے

کون آنسو سے ہیں اے مردم عبرت نظر و
دامنِ معصیت آلودہ کو دھونے والے

صفتِ برق چمکتے ہیں برستے ہیں کہاں
ہنسنے والے ہیں سبھی کون ہیں رونے والے

سب جوانی گئی غفلت میں اب آئی پیری
صبح نزدیک ہے اُٹھ رات کے سونے والے

زندگی تک کبھی سونا کبھی جگنا ہے مگر
حشر تک سوتے رہیں خاک میں سونے والے

ناخدا ہیں کہ نہیں کشتیٔ رحمت بھی نصیب
آبرو بحرِ قیامت میں ڈبونے والے

دل لگی دھو کا ہے بازی ہیں کھو فرصت کو
دوست دنیا کے ہیں تسلیم کھلونے والے

ولہ

کیا کیا مزے بتاتا ہے دل آجکل مجھے
اللہ نے دیا ہے دلِ بے بدل مجھے

دل سے زباں سے دم سے تصور سے روز و شب
بے ذکرِ یار کچھ نہیں پڑتا ہے کل مجھے

بے دیکھے یار کے کبھی راضی نہ ہونگا میں
چلنے کو لاکھ بار کہے گر اجل مجھے

آزاد ہو کے ذکر میں دیوانہ بن گیا
زہد و ریا میں جب نظر آیا خلل مجھے

حاضر ہوں دل کے دینے میں کیا عذر ہے مگر
پہلے تو دیجئے آپ دل اپنا بدل مجھے

قابو سے حاسدوں کے بچاتا میں اپنی جان
ہوتا یقیں موت اگر بے اجل مجھے

جب دلربا نے ہنس کے کیا بات مجھسے کل
آیا نظر کھلا ہوا دل کا کنول مجھے

دل کو پسند آتی نہیں ورنہ چاہیئے
جسمیں نہ ہووے ذکرِ خدا وہ غزل مجھے

میں پھیرتا ہوں دل کے تصور سے دم کی کل
تسلیم جب سے مل گئی کلمہ کی کل مجھے

ولہ

اگر معنی ہے یا صورت حقیقت ہستی حق ہے
یہ کثرت ہستی حق ہے وہ وحدت ہستی حق ہے

حیات و قدرت و علم و ارادت ہستی حق ہے
سماعت ہستی حق ہے بصارت ہستی حق ہے

کلامِ حق بشان جاں نہ زبان ہے نہ دہن میں ہے
یہ نسبت ہستی حق ہے معیت ہستی حق ہے

ہے ظاہر میں تجھے پابندی یہ باطن میں خداوندی
یہ خلوت ہستی حق ہے یہ جلوت ہستی حق ہے

وہاں نخوت ہے نازش ہے یہاں عجز و نیاز ہے
وہ معنی ہستی حق ہے یہ صورت ہستی حق ہے

مجازی کیا حقیقی کیا۔ سمجھ کا پھیر ہے سارا
انیت ہستی حق ہے ہویت ہستی حق ہے

ہے جو سر خفی تسلیم مخفی ذات انسانیں
امانت ہستی حق ہے ودیعت ہستی حق ہے

ولہ

روش عشق و محبت جو چلی آتی ہے
آگ وہ اس میں ازل ہی سے لگی آتی ہے

منھ پہ آتا ہے تو اللہ کا ذکر آتا ہے
دل میں آتی ہے تو فکر صمدی آتی ہے

دل بیخود کو خدا آپ ہی یاد آتا ہے
بیخودی جاتی ہے جب گم بیخودی آتی ہے

نیکیاں مفت جو ملتی ہیں دعا کرتا ہوں
جنکے دل میں مرے جانب سے بدی آتی ہے

غیر جنسوں کو نہ دیکھا کبھی ہمدرد کہیں
ابر کے رونے پہ بجلی کو ہنسی آتی ہے

ذکر اور فکر بس افعال خدا سے ہر حال
باخبر ہیں وہ۔ جنھیں بیخبری آتی ہے

دل ہمارا ہے ازل ہی سے سخن کا مخزن
جب غزل آتی ہے تسلیم نئی آتی ہے

ولہ

کسقدر شفاف ہے آنکھوں کا جوہر دیکھئے
اور اسی جوہر میں تابان حسن دلبر دیکھئے

ایک ظاہر سو مظاہر پر نظر درکار ہے
جلوہ گر یک صاحب خانہ ہے گھر گھر دیکھئے

جاں فشانی گر طلب میں ہے تو یک نکتہ سنو
جسکو باہر ڈھونڈتے ہو اسکو اندر دیکھئے

پاک باز و اس کثافت میں لطافت اور ہے
تن مکدر ہو تو کیا دل ہے منور دیکھئے

دیکھئے تسلیم ہے سب ذات باری کا اثر
صورت آباد فنا میں خیر یا شر دیکھئے

ولہ

منھ پر نام اسکا جب آیا مراجی جانتا ہے
کیا مزا ذکر میں پایا مراجی جانتا ہے

پاس انفاس کی امداد سے اللہ اللہ
آپکو میں نے جو پایا مراجی جانتا ہے

رات کو یاد میں اللہ کی روتے روتے
آنسوؤں سے جو نہایا مراجی جانتا ہے

سوز فرقت سے جگر نعل در آتش ہو کر
داغ بر داغ جو کھایا مرا جی جاتا ہے

میں ہوس کاری میں مصروف تو ستار رہا
تری رحمت کو خدایا مرا جی جاتا ہے

جوش الفت میں جو سکتہ ہوا سر سے پا تک
مجھکو کیا کیا نظر آیا مرا جی جاتا ہے

دیکھکر پردۂ صورت میں جمالِ جاناں
دل نے جو لطف اٹھایا مرا جی جاتا ہے

دل کے اندر کہ سمایا نہیں جاتا ذرہ
یار کیونکر ہے سمایا مرا جی جاتا ہے

دید اور دم کا مزہ دلکی حلاوت تسلیم
یاد میں اسکی جو پایا مرا جی جاتا ہے

ولہ

حالت آشفتہ تلاشی کی کہوں میں کس سے
لاکھ پہلو میں مرے یکدل ہے تو لوٹوں میں کس سے

عاشقی میں جو ہر اک شے ہے نظیر دلبر
سب میں معشوق نظر باز رہوں میں کس سے

ایک صورت کے ہیں سب سیکڑوں صورت والے
کسکو دیکھوں نہیں کسے چاہوں ملوں میں کس سے

دل یہ کہتا ہے کہ دل چاہنے والے ہیں سبھی
ہے جہاں جلوہ گہِ حسن بچوں میں کس سے

ہنسنے والوں میں میں روتا ہوا آیا تسلیم
رونے والوں میں جاتا ہوں ہنسوں میں کس سے

ولہ

خبر رکھتی تھی یا انکی نہ سر کی
یونہی سب زندگی میں نے بسر کی

عجب کچھ زرگری ہے سیمبر کی
کہ بے قیمت ہوا [illegible] کی

ہے جھگڑے نوک دار ابرو و مژگاں
انہیں عادت ہے کیا تیر و تبر کی

وطن ہے دشت اور بے خانماں ہوں
محبت انکی جب سے دل میں گھر کی

میں اپنے میں بن اور اپنے سے باہر
خبر انکی مجھے یوں بے خبر کی

ہوس شاہی کی اور ونکو مبارک
مجھے بس ہے گدائی انکے در کی

نہیں تسلیم ہستی کا بھروسہ
سمجھ لو دھوپ ہے یہ دوپہر کی

ولہ

زندگی موت ہے بے یادِ خدا انساں کی
ہو خبر جبکہ ہو جاں تن سے جدا انساں کی

ذاکر اللہ کے مرتے نہیں اللہ اللہ
ذکر وہ شے ہے کہ ٹلتی ہے قضا انساں کی

کسقدر ذکر میں ملتی ہے حلاوت دل کو
روح جب ذکر کرے باقی ہے غذا انساں کی

ذکر اسوقت تغافل سے جگا دیتا ہے
نزع میں غش نہو گی جو بجا انساں کی

زور سے عرشِ معلےٰ کو ہلا دیتی ہے
ذکرِ حق میں جو نکلتی ہے صدا انساں کی

عالمِ قرب میں رہ جائینگے اڑتے اڑتے
گر فرشتوں کے لگے پر کو ہوا انساں کی

بدلے یکجاں کے سو جان خدا دیتا ہے
ذکر میں ترقی ہے گر جان فدا انساں کی

زہد کی حور جزا ذکر کی منظور جزا
حشر میں دیکھو ہو گی جو جزا انساں کی

ذکرِ تسلیم وہ دولت ہے کہ بڑھتے بڑھتے
اور عزت کو بڑھاتا ہے خدا انساں کی

ولہ

نقابِ شب سے یکدن صبح منہ بتلانیوالی ہے
جوانی جانیوالی ہے ضعیفی آنے والی ہے

سفیدیِ مو ہے بادِ چراغِ سحری سمجھو
ضعیفی موت کے پیغام کو پہنچانے والی ہے

ہم اپنی زندگی میں لاکھ سلجھاتے رہیں تو کیا
ہوائے موت زلفِ عمر کو الجھانے والی ہے

یہ تن میں میہماں آئی ہے آخر چھوڑ کر تن کو
پلٹ کر روح پھر اپنے وطن کو جانیوالی ہے

چلی آتی ہیں موجیں سخت طوفاں ہے بپا اس جا
اسی دریا میں کشتی عمر کی بہ جانیوالی ہے

بلندی ہو تو کیا دیوارِ ہستی کی ہے بے پایہ
کہ سیلابِ فنا سے ایکدن گر جانیوالی ہے

یہاں کا کارخانہ گو یہاں رہ جائیگا سب کچھ
مگر یہ بھی عمل کی قبر میں ساتھ آنیوالی ہے

لے آئی ہے عدم سے زندگی جسطرح دنیا میں
قضا ملکِ عدم پھر روح کو لیجانیوالی ہے

اگر اللہ سے دلکو ذری بھی لاگ ہو جائے
غزل تسلیم کی البتہ دل بہلانیوالی ہے

ولہ

شرابِ ہستی سے ہے جو مستی حرام بھی ہے حلال بھی ہے

کہ بیخودی اور خودی میں ۔ ملک زوال بھی ہے دبال بھی ہے

سلوک جب تک نہو وے کامل نہیں تسلی ہو حاصل
کہ سالکوں کو ہر ایک دم میں فراق بھی ہے وصال بھی ہے

تجلیوں میں بوجہ یکتا کبھی ہوں مرتا کبھی ہوں جیتا
کہ جیسے مہتاب کو ہمیشہ زوال بھی ہے کمال بھی ہے

کلیم و سامع جو آپ تھا وہ کہا الست اور کہا بلیٰ وہ
بہ نقشِ کثرت برنگِ وحدت جواب بھی ہے سوال بھی ہے

کروں میں کیا وصل میں تعلّی طیش کبھی ہے کبھی تسلّی
ہے دل میں خوف و رجا کہ اس جا جلال بھی ہے جمال بھی ہے

خدا شناسی و خود شناسی جہاں میں زاہد سے آشنا ئی
کہ عینیت اور غیریت سے سلیس بھی ہے محال بھی ہے

کبھی ہے ناقص کبھی ہے کامل کبھی کنارے کبھی مقابل
عجب ہے تسلیم حالتِ دل کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

ولہ

زلفوں کی مغز سے کبھی خوشبو نہ جائیگی
مر جائیں بھی تو خواہشِ گیسو نہ جائیگی

زلفِ سیاہ بس گئی چشمِ سیاہ میں
باہر مری نظر سے سیرِ مو نہ جائیگی

جائینگی دل سے نزع میں کل خواہشیں مگر
لے آرزوئے وصل کبھی تو نہ جائیگی

کافور سی اُڑے گی ہوا کہا کے بوئے عطر
پر آپ کے پسینہ کی خوشبو نہ جائیگی

جنت میں بھی تمھاری شباہت کی روشنی
میری نظر سے لے مرے مہرو نہ جائیگی

سلکِ گہر سے قول ہو تسلیم کی غزل
تحسینِ دل سے جوشِ ترازو نہ جائیگی

ولہ

دل میں آتا ہے کہ آزادی کا ساماں کیجئے
دل سے جمعیتِ دنیا کو پریشاں کیجئے

جب سلیماں کی حکومت نہ رہی دنیا میں
پھر تو کیا شوکتِ دنیا تری ارماں کیجئے

ق

زاہد و شوق ہے گر رندو کی ہم بزمی کا
کافرِ نفس کو پہلے تو مسلماں کیجئے

یاں نظر راز ہیں میخوار میں زاہدیں سب
آیئے شوق سے نظارۂ جاناں کیجئے

منزلِ دل میں کبھی دخل سگِ نفس نہ ہو
فکرِ توحید کو در ذکر کو درباں کیجئے

جرعۂ شربتِ شیریں سے ہو سیرِ تسلیم
شہد باتوں سے زباں کو شکرستاں کیجئے

ولہ

دل ظہورِ تجلیاتی ہے
خاک آلودہ تن صفاتی ہے

ق

جو تجلی نظر آتی ہے
ایک ذاتی ہے یک صفاتی ہے

ہر انِ آنکھوں کو مقتضائے بصر
بے بصیرت نظر کب آتی ہے

یادِ حق کی شراب پینے سے
بیخودی بے بلائے آتی ہے

ذکر کیا کیا بہار لاتا ہے
فکر کیا کیا مزے بتاتی ہے

سیر فی اللہ کر۔ بقا ہو جا
ماسوا اللہ کو بے ثباتی ہے

ذات گو ذکر سے نہیں نسبت
اہلِ نسبت کو ذکر ذاتی ہے

تلخ ہوتے ہیں دو جہان کے مزے
روح جب دم مزے میں آتی ہے

دل میں تنکا سما نہیں سکتا
ذات دیکھو تو کیوں سماتی ہے

صبح سے شام تک ہو ذاکر
دیکھو حاجت بھی بر آتی ہے

پا لیا امتحان سے تسلیم
اسمِ اعظم ہی اسمِ ذاتی ہے

ولہ

ہیں دو پردے مگر ہر پردہ موضوع اک روش کا ہے
ادھر کوشش کا پردہ ادھر پردہ کشش کا ہے

یہ دو پردے بھی اٹھ سکتے نہیں ہیں اپنی کوشش سے
تو مجبوری سے میرے دل پہ یک عالم طپش کا ہے
ہے کرتا دل کی تحسین میں مائل نفس امارہ
نہ موقع نفس امارہ پہ دل کو سرزنش کا ہے
نہ پھر جا اپنے جادہ سے نہ بے پروا طلب میں ہو
کہ جادہ لاابالی دلبر شیریں منش کا ہے
خدا کو جان اپنی پیشتر مرنے کے دے ڈالو
اگر تسلیم تم کو شوق کچھ داد و دہش کا ہے

ولہ

رجعت جو نہایت کو بدایت کیطرف ہے
کثرت کا سفر کشور وحدت کیطرف ہے
عارف میں جو عارف کا عروج از رہ توحید
ہر چند نزول اسکا شہادت کیطرف ہے
جبتک ہے یہ زہد اور یہ طاعت یہ عبادت
زاہد تو ابھی اپنی جہالت کیطرف ہے
ہے لطف کہ مصروف لطافت ہے مرا دل
رخ نفس کا ہر چند کثافت کیطرف ہے
جسدن سے کھلا عقدۂ توحید ہے تسلیم
دل شکر کے جانب نہ شکایت کیطرف ہے

ولہ

سب ملتے ہیں دنیا میں محبت نہیں ملتی
ہر ایک طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی
چاہوں تو میں ابھی اپنے کو بتاؤں
ہر کام میں اُلجھے مجھے فرصت نہیں ملتی
ہیں گرچہ دو عالم میں بہت اہل شباہت
لیکن مرے جاناں کی شباہت نہیں ملتی
تنور قفس سے نہ بپا ہو کہیں طوفاں
صیاد سے رونے کی اجازت نہیں ملتی
آئینہ بنے جوہر اگر لاکھ صفا ہو
صورت تجھے اپنی کبھی صورت نہیں ملتی

جبتک کہ بشر نفس کی صحبت کو نہ چھوڑے
تسلیم خداوالوں کی صحبت نہیں ملتی

ولہ

دشمنی - دشمنی دکھاتی ہے
دوستی - دوستی نبھاتی ہے

یاد آتا ہے گلبدن میرا
جب چمن میں بہار آتی ہے

ق
آئیں وہ یا نہ آئیں پر کل سے
اڑتی اڑتی خبر تو آتی ہے

دیدہ برراہ شوق ہیں ہوں گھر
دیکھیں تقدیر کیا دکھاتی ہے

مردم چشم شوق سے کہدو
سوئے قسمت [illegible] آتی ہے

ق
شوخ چشمی تری نگاہوں کی
آنکھ سے آنکھ جب لڑاتی ہے

دیکھتے دیکھتے برنگ ہوا
وحشت آتی ہے عقل جاتی ہے

عاقبت کے خراب کرنے کو
دولت آتے ہی نخوت آتی ہے

یاد میں اس کے دل نہیں لگتا
کیا پریشان دل ستاتی ہے

گالیاں کہانا اور دعا دینا
یہ بھی صاحبونکی چھاتی ہے

یاد آتی ہے زلف کی خوشبو
جب نسیم بہار آتی ہے

ق
اندنوں آسماں کی نیرنگی
کیا تماشے نئے بتاتی ہے

کل جو کھاتا تھا شیرمال و کباب
آج محتاج یک چپاتی ہے

اور لب نان کا جو تھا بھوکا
دولت اسکو مزے چکھاتی ہے

چلو تسلیم چھوڑ دو باتیں
بیخودی آپکو بلاتی ہے

ولہ

دل جو بے پروا ہے دنیا سے وہی آزاد ہے
جب ہوا آزاد پھر دل ہے خدا کی یاد ہے

جبہہ سائی میں ملا تو کیا ملا داغ ریا
زاہدو محنت تمہاری کسقدر برباد ہے

جسکو کہتے ہیں فنا اور جسکو کہتے ہیں بقا
وہ خودی آباد ہے اور یہ خدا آباد ہے

صورت آبادِ دو عالم حرفِ بے معنی نہیں پر وہی سمجھا ہے جسکو اُسکا مطلب یاد ہے
جس چمن میں نغمہ آرائی تھی کل تسلیم آج شور ہے غل ہے بکا ہے نالہ و فریاد ہے

ولہ

موت سے پہلے ہی دنیا سے گزرنا چاہیئے مست جینا چاہیئے ہشیار مرنا چاہیئے
راہ سے انفاس کے واقف ہے عرش و فرش تک سالکوں کو رات دن چڑھنا اترنا چاہیئے
منزل آگے سخت ہے ربط اور عادت کیلئے پہلی منزل میں مقام البتہ کرنا چاہیئے
تیغ سیدھی صاف ہے خنجر کا پہلو ہے برا نفس او سفاک ہے نزدیک ڈرنا چاہیئے
سیر و طیرِ روح ذکر و فکر سے ہے رات دن ہم وہ طائر ہیں کہ ہمکو بالا ہی پرنا چاہیئے
عاصیو بازارِ رحمت کے اگر ہو مشتری موتیوں سے اشک کے دامن کو بھرنا چاہیئے
چاہتے ہو تم اگر تسلیم رونق روح کی وسوسوں سے دلکو پہلے پاک کرنا چاہیئے

ولہ

جب قاصدِ صبا نے خبر دی بہار کی کیا خوشدلی ہے دیکھو قفس میں ہزار کی
دنیا سے سیر ہو کے کریں فکرِ عاقبت پر کیا امید زندگیِ مستعار کی
جسدن سے دل کے ہاتھ میں مضراب دیدیئے سنتا ہوں گرچہ حق میں صدا دم کے تار کی
دیتا ہے نیک و بد کے نتیجہ سے آگہی کیا بات ہے عزیزو دلِ ہوشیار کی
تسلیم تو طریقۂ خلوت در انجمن منظور گر ہے تمکو خوشی اپنے یار کی

ولہ

دل بیدل مرا اُس حسن بے صورت کا مائل ہے کہ صورت صورتِ آئینہ حیرت سے مقابل ہے
پہنچنا منزلِ مقصود کو پھر کچھ نہیں مشکل خدا کے راستہ میں گر سفر کا شوق کامل ہے
الجھ کر سطح سے ہو پریشاں تم نہ اے کاکل کہ جو رشتہ ترا شیرازۂ جمعیت دل ہے
کثافت کے لطافت بدل دو دیدہ میں جلوہ اگر چشم ناقص ہے مگر یاں سچ کامل ہے

خدا کی راہ دل سے سونچ اے تسلیم ہمت کر ۔۔۔ دو عالم جسمیں پیدا ہے وہ پیدا عالم دل ہے

وله

ہیں عدو اُس ذاتِ عالی شاں کی ہوس حیرت ہے ۔۔۔ سور کو مُلکِ سلیماں کی ہوس حیرت ہے

بے بصیرت کے بصارت یہ منحصر کب تک ۔۔۔ کیا ان آنکھوں کو رُخِ جاں کی ہوس حیرت ہے

خُم زنگ ہے ہوا مُشبے نہ سنبھلنے پائے ۔۔۔ لے کتاں بھر سے تاباں کی ہوس حیرت ہے

شررِ عشق سے جبتک نہو گرمی پیدا ۔۔۔ طالبو سینۂ سوزاں کی ہوس حیرت ہے

بے محبت کے طلب بوالہوسی ہے تسلیم ۔۔۔ لاگ جبتک نہو جاناں کی ہوس حیرت ہے

وله

ہوا سفر کی ہے ناموافق وطن کو چلنے کی فکر کیجئے
اُداس منزل سے دل ہے بیدل یہ گھر بدلنے کی فکر کیجئے

زمین گِلِ آلود ہے یہاں کی یہ جاے لغزش ہے امتحاں کی
خوشی خوشی سے چلے تو آئے مگر سنبھلنے کی فکر کیجئے

بلا ہے دنیاے دُوں کی الفت نہیں یہ الفت ہے بلکہ کلفت
نہیں یہ ہستی مقام فرحت جو دل بہلنے کی فکر کیجئے

اگر ہو عاصی کرو تلافی طلب خدا سے کرو معافی
گناہ گار و ہے توبہ کافی نہ ہاتھ ملنے کی فکر کیجئے

نہالِ دل ہے جو سبز و خوشتر ہوا ہے گرچہ بہار آور
نہ پھولو تسلیم پھولنے پر ابھی تو پھلنے کی فکر کیجئے

وله

وصل کی تھی جو ہیں دعا میری ۔۔۔ ن گئی غیب سے ہوا میری

وہ بڑا مجھسے میں بڑا اُس سے
وہ کہا اپنی میں کہا میری

میں کمالِ ادب سے پیش آیا
خیریت پوچھا دلربا میری

دل لگی کی جو باتیں ہوتی تھیں
میں سنا اُسکی وہ سنا میری

مطلع دوم

کہا میں نے کہ التجا میری
تم سنوگے - کہا بلا میری

کہا میں وائے خوبیٔ قسمت
ہم تو سنتے تھے بارہا میری

کہا سن لونگا - میں کہا پھر کب
کہا سن لے اگر خدا میری

میں کہا گر خدا اسنے نہ سنے
کہا لیتا زباں ہے کیا میری

کہا میں ہاں - کہا نہیں لیکن
یار وہ بات ہے جدا میری

کہا میں نے کہ کچھ تو فرماؤ
کہا سن بات آشنا میری

نہیں وہ بات کہنے سننے کی
ردکدی ہے زباں خدا میری

کہا میں کیوں - کہا اِدھر تو آ
دیکھتا ہے اگر وفا میری

پاس بٹھلایا اور یہ مجھسے کہا
تیز ہی تیری سمجھ ہے یا میری

اب تو تو آپ ہی سمجھ لے گا
ہے خطا تیری یا خطا میری

بولا منھ کھول میں نے کھولدیا
یوں تسلی سنو کیا میری

یعنی تھوڑی سے رکھکے منھ میں نبات
کہا اب بات سن ذرا میری

گھول منھ میں کہو مزا کیا ہے
ہوش باتوں میں کھو دیا میری

میں کہا مصری میٹھی میٹھی ہے
بات یہ سن کے ہنس دیا میری

پھر کہا کیا مزا ہے میٹھے کا
نہ رہی ہوش پھر بجا میری

کہا میں ... کہ کچھ نہیں سکتا
کہا تیری زباں ہے یا میری

میں بھی ایسا ہی کچھ نہیں سکتا
کچھ تو بیجا ہے یا بجا میری

ہیں کہا سچ ہے آپ کا کہنا
کہا اب تو سمجھ گیا میری

[illegible]
لی مستغرق مجھے حیا میری

میں بھی اپنا طبیب ہوں تسلیم
درد میرا ہے اور دوا میری

ولہ

نہیں ہیں خاکیو ہم خاک کی مورت کے دیوانے
ہے پردہ میں کوئی صورت تو ہیں صورت کے دیوانے

تماشا دیکھتے ہیں صورتوں میں حسن والوں کے
کسی صورت تمھارے حسن بے صورت کے دیوانے

کسیکو دیر اور کعبہ کسیکو ہم کو حق بس ہے
نہ ہم مذہب کے دیوانے نہ ہم ملت کے دیوانے

کوئی مسجد کو تاکیں اور کوئی محراب ابرو کو
یہ قد قامت کے دیوانے وہ قد قامت کے دیوانے

معطل تا صفت تیری نہ ہو یارب قیامت میں
سراپا معصیت آلود ہیں رحمت کے دیوانے

خوشی میں غم میں تنہائی میں کثرت میں بہر صورت
نظر بازی میں رہتے ہیں تری صورت کے دیوانے

ہے کتنا فرق یا رب عارفوں میں زہد والوں میں
یہ دیوانے ترے وہ ہیں تری جنت کے دیوانے

کسی حالت میں ہوں پر میکدہ میں دید بازی کے

ہمیشہ مست رہتے ہیں مئے الفت کے دیوانے
تجلّی قادرِ مطلق کی تم دیکھا کرو ہر دم
اگر تسلیم ہو اللہ کی قدرت کے دیوانے

ولہ

مرا جب سے دلِ ذاکر اسمِ ہُو ہے
اگر جستجو ہے تری جستجو ہے
مرے سر میں سودا ہے الفت کا لوگو
بہانہ ہے صورت پرستی کے یارب
وہ اوّل وہ آخر وہ باطن وہ ظاہر
ہوں نزدیک یا دور پر مثلِ سایہ
رہے یار سے نزع میں دیدبازی
تو اوروں کو دے دین و دنیا - کہ مجھکو
مگر آرزو ہے تو تیری ہے مجھکو
بچا میں نہ دریا میں تر دامنی سے

نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہیں میں نہ تو ہے
اگر آرزو ہے تری آرزو ہے
محبت کی یاد آ رہی گفتگو ہے
تجھے دیکھنے کی مجھے آرزو ہے
اگر آنکھ ہے دیکھ لو روبرو ہے
ترے ساتھ میں ہوں مرے ساتھ تو ہے
یہی مدّعا ہے یہی آرزو ہے
ق
نہ یہ آرزو ہے نہ وہ آرزو ہے
کہ دنیا بھی تو اور عقبےٰ بھی تو ہے
ترے ہاتھ تسلیم کی آبرو ہے

ولہ

اے مسیحا دل مرا بیمار ہے
میں ہوں وہ منصور میرے واسطے
گر ہوا کا رخ پلٹ جائے اِدھر
گلرخانِ سرو قد کا ہے ہجوم
خیر و شر میں ہے تجلّی یار کی
تُو تو اقبل آن تھو تو اسن چکا

آرزوئے شربتِ دیدار ہے
زلف کی پھانسی ہے مژگاں دار ہے
پھر تو اس دریا سے بیڑا پار ہے
آج کوچۂ یار کا گلزار ہے
پر یہاں چشمِ ادب درکار ہے
زندگی سے روح بھی بیزار ہے

عالم دنیا نہیں تسلیم یہ		دیکھ لو اللہ کا دربار ہے	

ولہ

نامِ خدا ایک دل ایک جی ہے یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

باطن یکی اور ظاہر دوئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

لب پر ہے ذکر اور جی میں تفکر - آنکھوں میں تصویر دل پر تصور

پیدا و پنہاں خفی و جلی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

حسنِ حقیقی شکلِ مجازی صاحب کی ہے - یہ کارسازی

کوئی قدیم اور کوئی نئی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

حسن اور غمزہ کے جلوہ کی تابش - عشق اور الفت کی سوزش کی آتش

بھڑکی کہیں اور کہیں دب رہی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

قہر و جفا میں مہر و وفا میں - ناز و ادا میں غم میں بلا میں

وحشت کہیں اور کہیں دل لگی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

طالب ہے دل اور مطلوب دلبر - کیا کیا بہانے ہیں اللہ اکبر

وہ مدعا ہے یہ مدعی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

تسلیم جاناں کی پیاری شباہت - پردہ ہے جسکا اپنی شباہت

دل میں بسی اور نظر میں بسی ہے - یہ بھی وہی ہے وہ بھی وہی ہے

ولہ

بھلی ہے دنیا میں عشق بازی دلا حقیقی ہو یا مجازی

کہ حسن والوں سے دید بازی - ہے راہ باطن کی چارہ سازی

ادھر ہنسی ناز و لاابالی - ادھر نیاز اور زار نالی

نہیں ہے مطلب سے دونو خالی - کہ حسن راغب ہے دید تازی

اگرچہ تم ہم ہیں جسم اور جان - مگر تساوی نہیں ہے شایاں
نیاز زیبا ہے ہمکو جاناں - تمہیں سزاوار بے نیازی

اگر ہو سنتے خدا کی باتیں - تو چھوڑ دو تم ریا کی باتیں
اگر یہی ہیں ہوا کی باتیں - کرینگے ہم بھی زمانہ سازی

اگر محبت کا بھید پاتے - تو کیوں نہ لیلوں سے پیش آتے
قسم خدا کی - کبھی نہ کھاتے فریب ابلیس فخر رازی

نہیں ہے جاں کندنی کا کچھ غم - اگر نکل جائے دید میں دم
جمینگے خوانِ کرم پہ جب ہم - کرے گا خوب میہماں نوازی

خودی میں اور بیخودی میں باہم رہی ہے تسلیم جنگ پیہم
ہیں فتح بھی ہم شکست بھی ہم - ہمیں شہید اور ہمیں ہیں غازی

ولہ

پردہ میں ہر اک شے کے تری جلوہ گری ہے
افسوس کہ غفلت میں ہمیں بے بصری ہے

ہر دم میں ہے سیر چمن انفس و آفاق
گو طائر آزادی کو بے بال و پری ہے

تاثیر مری آہ کی کیا ہو گئی یارب
یہاں بے جگری ہے تو وہاں بے خبری ہے

نقش مرے سینہ میں ہے جو نہیں [illegible]
باطن میں حنا سرخ ہے ظاہر میں ہری ہے

تسلیم ہو بیدار کہ تارہ نکل آیا
شب گزری ابھی سوتے ہو کیا بے خبری ہے

ولہ

صاحب کو بھول جانا دنیا نہیں تو کیا ہے
غیروں سے دل لگانا دنیا نہیں تو کیا ہے

غفلت میں عمر کھونا نیکی سے ہاتھ دھونا
بے یادِ دیں کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

مال حرام لینا جو نفس مانگے دینا
پاک اپنے کو کہنا دنیا نہیں تو کیا ہے

دولت کے غم میں مرنا انصاف سے گزرنا
حقد اور [illegible] دنیا نہیں تو کیا ہے

رغبت رہی کجی سے نفرت ہو راستی سے
نفسانیت بڑھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

لہو و لعب میں رہنا باطل زباں سے کہنا
حق بات کو چھپانا دنیا نہیں تو کیا ہے

تسلیم غور کیجئے کچھ فکر اور کیجئے
غم زندگی کا کھانا دنیا نہیں تو کیا ہے

ولہ

مرے دلربا کا بہانہ نیا ہے
بہانہ نیا کارخانہ نیا ہے

عجب بھید ہے دائرہ میں قدم کے
نئے لوگ ہیں اور زمانہ نیا ہے

برائی میں بھی میں خدا کو نہ بھولا
کہا نفس یہ تازیانہ نیا ہے

ق

لگی کہنے مشاطۂ عقل یارب
یہ کاکل نئے ہیں یہ شانہ نیا ہے

کہا جلوۂ دلبرانہ کہیں ہے
کہیں جادۂ عاشقانہ نیا ہے

جب آئی یہ قالب میں مع رخصہ ہو کر
کہی روح یہ تو ٹھکانا نیا ہے

ندا آئی دیکھ اس سفر کی حلاوت
کہ صحبت نئی آب و دانہ نیا ہے

میں بلبل ازل کے چمن کا ہوں لیکن
یہ گلشن نیا آشیانہ نیا ہے

یہ محفل ہے وحدت کی آئے ہواو
ترانہ نیا شادیانہ نیا ہے

نہیں شخص اور عکس تسلیم حادث
مگر آئینہ درمیانہ نیا ہے

ولہ

چشمۂ دل جو محبت میں ابل جاتا ہے
پانی آنکھوں کے دہانے سے نکل جاتا ہے

صاف سینہ کی کدورت نہیں چھپتی ہرگز
دل بدل جاتے ہی چہرہ بھی بدل جاتا ہے

جائے بیڈھب ہے سنبھل کر بھی چلیں تو کب تک
پاؤں البتہ گلابہ میں پھسل جاتا ہے

لاکھ آفت ہو بلا ہو نہیں کرتے شکوہ
جن کا دل ذکر الٰہی میں بہل جاتا ہے

دیکھتے دیکھتے ہوتا ہے اندھیرا تسلیم
جب کہ خورشید سر کوہ سے ڈھل جاتا ہے

ولہ

تماشائے دنیائے دوں کچھ نہیں ہے
فقط نورِ بیچوں ہے چوں کچھ نہیں ہے

بجز جلوۂ نورِ حق دو جہاں میں
دروں کچھ نہیں ہے بروں کچھ نہیں ہے

جواہر کا پتلہ ہے دل کیوں نہ چاہوں
کہ یہ پیکر سیم گوں کچھ نہیں ہے

حقیقی مجازی غرض عشق بازی
کوئی ہو بھلی ہے زبوں کچھ نہیں ہے

سوا دین و دنیا کے مانگا تو بولا
فقط میں ہوں کیا تجکو دوں کچھ نہیں ہے

سوا روح کے دل کے اور تن کے جاناں
نثار آپ پر کیا کروں کچھ نہیں ہے

محبت کا سودا ہے تسلیم ازل سے
مرے سر میں جوشِ جنوں کچھ نہیں ہے

ولہ

ترے دید میں محو کر دے مجھے
میں دیکھوں تجھے وہ نظر دے مجھے

خبر مل گئی تیری جھکو مگر
میں ہوں کون میری خبر دے مجھے

اندھیرے میں فرقت کے دل تنگ ہو نہیں
ترے نور میں وصل کر دے مجھے

کشش ہے اُدھر اور کوشش اِدھر
مگر روک رکھتے ہیں پردے مجھے

کروں آرزوئے دوائے شفا
الٰہی وہ دردِ جگر دے مجھے

دعائے شبی ہو مری مستجاب
اثر بخش آہِ سحر دے مجھے

کبوتر بنوں اور گلی میں تری
میں اُڑتا پھروں ایسے پر دے مجھے

ہے کیا بھید سینہ میں تسلیم کے
خبر اے دلِ بے خبر دے مجھے

ولہ

آئینہ وجودِ خدا کائنات ہے
عینِ صفت ہے ذات صفت عینِ ذات ہے

وہ موت ہے کہ جسکو سمجھتے ہیں ہم حیات
اور موت جسکو کہتے ہیں وہ خود حیات ہے

انصاف پر نجات تمھاری ہے زاہدو
رحمت کے ساتھ اہلِ خطا کی برات ہے

ذات و صفت کا فرق مجازی ہے گفتگو
نقش میں ذاتِ قدس کے رنگ صفات ہے

بیرنگ ہو وے نقشہ بیرنگ دیدنی
تسلیم حسب حال یہ آخر نکات ہے

ولہ

زندگی دل کی خدا کی یاد سے ہے
گر نہ ہو یاد خدا برباد ہے

حاضر و غائب خدا سے ہو رہو
حضرت دل کا یہی ارشاد ہے

ق

سراپا میں خطا اور نہیں ہوں
اے دل آشفتہ کیوں ناشاد ہے

میں وہی حامی کہ جسکے نور سے
انفس و آفاق کی ایجاد ہے

منحرف تسلیم ہو کر راہ سے
چاہتے ہو داد کیا بیداد ہے

ولہ

جینے میں پریشانی ہے مرنے میں مزا ہے
زلفوں کے سنورنے کے بکھرنے میں مزا ہے

جس وقت اجل آئیگی لے جائیگی لیکن
بے موت کے ہستی سے گذرنے میں مزا ہے

تو دم کا نگہبان رہو دیکھ تماشا
چڑھنے میں حلاوت ہی اترنے میں مزا ہے

ہے لطف کہ دل یاد خدا میں ہے بیخود
اور دیدہ کا آنکھوں کے ٹھہرنے میں مزا ہے

مجذوب ہوں گستاخ تو ہو جائیں فانا
بیباک کو تو اللہ سے ڈرنے میں مزا ہے

حق دوا ہے حق بات کہیں عیب نہیں ہے
نادانوں کے منہ پر تو مکرنے میں مزا ہے

اندیشہ خدا بینی کا خود بینی کا تسلیم
کرنے میں مزا اور نہ کرنے میں مزا ہے

ولہ

غارت گر دل عاشق بیدل کی خبر لے
سیماب سی حالت ہے مرے دل کی خبر لے

اے قیس تو لیلے کو کہاں ڈھونڈ رہا ہے
سن بات مری پہلے تو محمل کی خبر لے

ہے شخص جہاں عکس ہے پیر پہلے تو تسلیم
صیقل سے صفائی ہے تجمل کی خبر لے

ولہ

خدا ہی سب سے اچھا اور خدا کی ذات اچھی ہے
بشر گو جزو ہے پر فکر کلیات اچھی ہے

اگرچہ لَا اِلٰہ اور اِلَّا اللہ کہتے ہیں
مگر گل کے لئے ابیات کی ثبات اچھی ہے

نہ بہانے کا بہانہ ہے اگر انصاف سے دیکھو
تمہاری بات اچھی یا ہماری بات اچھی ہے

طبق میں آنکھ کے رکھکر میں لایا ہوں یہ جانِ دل
قبول اسکو کرو جاناں کہ یہ سوغات اچھی ہے

اگر ہے دھوپ کا اندیشہ اور گرمی سے ڈرتے ہو
مسافر کے لئے تسلیم پچھلی رات اچھی ہے

ولہ

خود بخود عشق کا سودا ہے یہ سر میں میرے
آتشِ دید سے گرمی ہے جگر میں میرے

یاد ہر دم مجھے آتا ہے مسیحا میرا
کسقدر دردِ محبت ہے جگر میں میرے

فضل کا اور کرم کا ہے بھروسہ مجھکو
توشۂ راہ نہیں گرچہ سفر میں میرے

دوست جو مجھکو ستاتا ہے تو شکوہ کیا ہے
کچھ نہ کچھ نفع ہے البتہ ضرر میں میرے

مدتوں سے میں جسے ڈھونڈ رہا تھا تسلیم
اللہ اللہ وہ مجھے مل گیا گھر میں میرے

ولہ

خدا والوں کی الفت میں رہا کرتے ہیں دل والے
خودی کی قید سے دل کو رہا کرتے ہیں دل والے

خدا کے آشناؤں سے نہ کیونکر آشنائی ہو
مگر غیروں کو بھی اپنا آشنا کرتے ہیں دل والے

خدا انکی عطا ہے اور عبادت انکی عصیاں ہے
جو کرتے ہیں نہیں بیجا بجا کرتے ہیں دل والے

نہ بگڑے کھیل قدرت کا نہ دوزخ کی خرابی ہو
رموزِ دل اشارہ میں ادا کرتے ہیں دل والے

مگر باطن سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں
اگرچہ ظاہر اسکی ثنا کرتے ہیں دل والے

ہمیشہ کھاتے پیتے جاگتے سوتے بیٹھتے اٹھتے
زبانِ روح سے ذکرِ خدا کرتے ہیں دل والے

تجلی ذات کی جب جلوہ گر تسلیم ہوتی ہے
خدا پر جان کو اپنی فدا کرتے ہیں دل والے

ولہ

نمونہ ذات کا انسان ہے باقی نمائش ہے
تنِ انسان میں یک جان ہے باقی نمائش ہے

ہے ناقص جوہر صورت مگر آئینۂ دل میں
جو کچھ ہے آپ ہے دیدۂ جان ہے باقی نمائش ہے

نہیں موقوف صورت پر کہ ہر اک دل ہو دیوانہ
حسینوں میں فقط یک آن ہی باقی نمائش ہے

بشر مُردہ ہے خواہ عابد ہو یا زاہد۔ مگر ان میں
خدا کی آشنائی جان ہے باقی نمائش ہے

اگر تسلیم ہے چشم بصیرت غور سے دیکھو
بشر کیا ہے۔ خدا کی شان ہی باقی نمائش ہے

ولہ

آج تقدیر سے گر یار کی آمد ہو جائے
آرزو ہے کہ زباں صرفِ خوشامد ہو جائے

چھوڑ دوں چلمنِ مژگاں کو چھپا لوں دل میں
یا اگر آنکھوں کے کمرہ میں برآمد ہو جائے

بیخودی میں نظر آئیگا خدا کا جلوہ
دل اگر ساقیا مستِ مئے سرمد ہو جائے

دید وا دید میں گر روح مری ہو تحلیل
کیا عجب روضۂ رضواں مری مرقد ہو جائے

کثرتِ ذکر سے گر دل کو ہو راحت تسلیم
روح دنیا کے تعلق سے مجرّد ہو جائے

ولہ

شکر ہے آج کہ میں ہوں مرا دلدار بھی ہے
لطفِ گفتار بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

آشنائی میں بھی عاشق کو ادب ہے درکار
یار دلدار بھی ہے اور دل آزار بھی ہے

حق بناحق جو سزا دیتے ہیں خیر اُنکی خوشی
ذکر کیوں کرتے ہیں منصور بھی ہے دار بھی ہے

تیز پرواز نہ ہو جائے ادب ہے بلبل
یہ چمن وہ ہے کہ یہاں گل بھی ہے اور خار بھی ہے

مطمئن دل نہیں ہوتا کہ زباں پر اُن کی
کبھی انکار بھی ہے اور کبھی اقرار بھی ہے

یہ وہ آزار نہیں ہے کہ کروں فکرِ علاج
دل مسیحا بھی ہے چارہ بھی ہے بیمار بھی ہے

جب تلک تن میں ہے دم نغمہ میں بدلے تسلیم
سازِ دل چھیڑ تو مضراب بھی ہے تار بھی ہے

ولہ

دل میں جب برقِ تجلی خدا آتی ہے
راحت افزائی کو جنت کی ہوا آتی ہے

بیخودی آتی ہے اور دل سے خودی جاتی ہے
مغز میں انی انا اللہ کی صدا آتی ہے

بلبلو مژدہ ہو آگیا پچھلا پہرا
اب نسیم سحری غنچہ کشا آتی ہے

ہیں جو دنیا کی محبت میں خدا سے غافل
ایک غضب آتا ہے جب انکی قضا آتی ہے

بیخودی ذکرِ الٰہی میں جب آتی ہے مجھے
در و دیوار سے ہُو ہُو کی صدا آتی ہے

وصل کے نسخہ کی تدبیر کرو چارہ گرو
کہ تمھیں دردِ جدائی کی دوا آتی ہے

عشق غنچہ ہے جو جنت میں شگفتہ ہوگا
زاہد گلدستہ ہے پر بوئی ریا آتی ہے

گر نہو حرفِ شفا صفحۂ قسمت میں لکھا
کچھ دوا آتی ہے کام اور نہ دعا آتی ہے

آزمایش ہے کہ مردانِ الٰہی کے لئے
غیب سے دولتِ تسلیم و رضا آتی ہے

ولہ

آج دلدار کے آنے کی خبر آئی ہے
مرحبا بادِ صبا خوشخبری لائی ہے

یہاں نہ طاعت نہ ریاضت نہ جبین فرسائی ہے
جلسہ رندوں کا ہے اور محفل صہبائی ہے

روحِ توحید کا جس ذرہ سے پائی ہے اثر
میں ہوں تو دلدار ہے اور گوشۂ تنہائی ہے

وہ تر و تازہ ہے گلزار تجلی کی بہار
دیدۂ اہل نظر جس کا تماشائی ہے

دل لگی کی نظر آئی نہیں تصویر اگر
کیوں تمھیں رونے میں تسلیم ہنسی آئی ہے

ولہ

کشیدہ مجھسے سراپا ہے سبب کیا ہے
رُکا ہوا مرا دلدار ہے سبب کیا ہے

سزا خطا پہ اگر ہو تو غم نہیں لیکن
وفا جفا کی سزاوار ہے سبب کیا ہے

اگر ہو غیر کا طالب عجب نہیں کہ بشر
خود اپنا طالب دیدار ہے سبب کیا ہے

خوشی سے بارِ امانت اٹھا لئے لیکن
وہ آج تم پہ گران بار ہے سبب کیا ہے

تھا کل تلک تو وہ جلوہ کھلا کھلا تسلیم
جو آج پردہ میں دیدار ہے سبب کیا ہے

ولہ

دل آزاری تمھیں آتی ہے دلداری نہیں آتی
ستانا تم کو آتا ہے یہ غمخواری نہیں آتی

ہے کیا خوش خوابیٔ غفلت کہ بیداری نہیں آتی
عجب دنیا کی ہستی ہے کہ ہشیاری نہیں آتی

مرا کوئی ہمدرد ہو تو کہوں میں — نہ کیا کیا ہے حالت مری بیدلی کی

چلو کیوں تڑپتے ہو زخمی کے مارے — شب تعلقہ کی ہوا آشنا کی گلی کی

تو شاہد رکھو اللہ کو آتے جاتے — [illegible] احساس کی شاہدی کی

میں روتا ہوں تا دل وفا سے نہ ملتے — شکایت نہیں یار کی بے خبری کی

صفائی کی دل میں تجلی ہو پیدا — یہ لذت ہے باطن میں ذکرِ خفی کی

جو ہنستے ہو تسلیم تم روتے روتے — نظر آئی شاید ہے صورت کسی کی

ولہ

یاد رکھتے ہیں محبت کو محبت والے — دل کے دامن سے لگے رہتے ہیں الفت والے

چار چشمی نہ سہی لطفِ تصور ہی سہی — دور کب ہوتے ہیں آنکھوں سے محبت والے

شکر میں شکوہ میں تکلیف میں راحت میں کبھی — اپنے صاحب کو نہیں بھولتے وحدت والے

فضل سے حق کے خداوالوں میں ہوویں گے شریک — حشر کے روز خداوالوں کی صحبت والے

راحت و رنج میں امید میں نومیدی میں — جو خدا بین ہیں وہی لوگ ہیں جنت والے

سخت دل اہلِ شقاوت میں گنے جاتے ہیں — نرم دل ہوتے ہیں اللہ کی رحمت والے

دیکھتے ہم ہیں مگر صورتِ معنی تسلیم — گرچہ صورت کو تکا کرتے ہیں صورت والے

ولہ

نسیمِ دم سے کلی دل کی پھول ہوتی ہے — کہ جس پہ شبنمِ رحمت نزول ہوتی ہے

رکھو تم ان سے محبت جو ہیں خداوالے — قدم سے جن کے سعادت حصول ہوتی ہے

سوائے ذکرِ خدا و رسول دنیا میں — زباں سے بات جو نکلی فضول ہوتی ہے

کسی کے دل کو نہ توڑو ڈرو خدا سے تم — دعا شکستہ دلوں کی قبول ہوتی ہے

خدا کے ذکر میں لذت جو دل کو ملتی ہے — بیاں کروں تو حکایت یہ طول ہوتی ہے

بغیر درد کے زاری کے بیقراری کے — خدا کے پاس دعا کب قبول ہوتی ہے

ضرور ہوتی ہے تسلیم واجب الرحمت فراق میں جو طبیعت ملول ہوتی ہے

ولہ

ذکرِ [illegible] کا راحتِ دل ہے یا د اسکی فراغتِ دل ہے
ذکرِ حق میں حلاوتِ دل ہے فکرِ حق میں فراغتِ دل ہے
اللہ اللہ وہ عظمتِ دل ہے عرشِ اعظم شباہت دل ہے
ہم جو [illegible] میں قدرتی باتیں فی الحقیقت حکایتِ دل ہے
صبغۃ اللہ اور وجہُ اللہ رنگِ دل ہے وجاہتِ دل ہے
کبھی مذکور اور کبھی ذاکر رتبۂ لا نہایتِ دل ہے
خیر اور شر سے آگہی دنیا حق ہے اور یہ رسالتِ دل ہے
نحنُ اقرب سنو تم اے تسلیم صفتِ پاک حضرتِ دل ہے

ولہ

چاہیں تو وہ غلام کو افسر بنائیں گے کہتر کو یک نگاہ میں بہتر بنائیں گے
وہ شاہ کو بنائیں گدا اور گدا کو شاہ پتھر کو لعل - لعل کو پتھر بنائیں گے
تن کے قفس میں نفس اگر پرزنی کرے مقراض لا سے طائرِ بے پر بنائیں گے
ممکن نہیں کہ زر سے کمینہ شریف ہو زنگار ہیکلے کیا کوئی جوہر بنائیں گے
ہم ہیں گناہ گار - مگر ہم کو جنتی روزِ جزا ہمارے پیمبر بنائیں گے
تسلیم رہنے دو جگرِ داغدار کو ہم عشق کی گواہی کا محضر بنائیں گے

ولہ

ہم انکے ملنے کی شاید نہ آرزو کرتے اگر وہ ہم سے محبت کی گفتگو کرتے
نہ ہوتے گم کبھی مایوس انکے ملنے سے اگرچہ عمر گذر جائے جستجو کرتے
شر سے موت کے ہوتے اگر ذرا واقف خبابِ خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

ہمیشہ شوق ہے پڑھتے نماز ترک وجود — شراب وحدت سے زاہد اگر وضو کرتے
ذکر تھے وصل کے پیوند کی کبھی خواہش — دلوں کے چاک کو خیاط اگر رفو کرتے
ادب سے آئے فرشتے سجود میں تسلیم — ہم اپنے دل کو اگر اُن کے روبرو کرتے

ولہ

اثر یہاں کی ہوا کا نہیں تو پھر کیا ہے — یہ تاؤ زلفِ دوتا کا نہیں تو پھر کیا ہے
دہانِ زخم نمکداں جو بن گیا میرا — مزا یہ بانکی ادا کا نہیں تو پھر کیا ہے
چمن میں غنچے کھلیں دردِ داغ ہو خوشبو — یہ فیض بادِ صبا کا نہیں تو پھر کیا ہے
زباں میں نوش ہے سینہ میں نیش اے احبا — یہ مکر قہر خدا کا نہیں تو پھر کیا ہے
گئے جو بھول الستُ بربکم دل تسلیم — طفیل تھا تو ابلیٰ کا نہیں تو پھر کیا ہے

ولہ

صفائی ہے جب دل میں وہ دل بھلا ہے — کدورت میں دل کا نتیجہ بُرا ہے
کدورت اندھیرا ہے غفلت کی بےشک — صفائی تجلّی نورِ خدا ہے
ہے دھوکے میں دنیا نہ یہ ہے نہ وہ ہے — نہ تم ہو نہ ہم ہیں خدا ہی خدا ہے
جو تم دیکھتے ہو جو تم جانتے ہو — خدا ہے سوا اُسکے پھر اور کیا ہے
چھپیں غیریت سے ہمیں عینیت میں — یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے

ق

کبھی کوئی شے آپ ہلتی نہیں ہے — ہے معلوم سب کو ہلاتی ہوا ہے
طریق اہل توحید کا بس یہی ہے — محرّک ہیں ہم اور محرّک خدا ہے
انا کیا ہے تسلیم انتَ کہو تم — نہ یہ ہے نہ وہ ہے خدا ہی خدا ہے

ولہ

گر ہے غم ہے وہ انسان سے مدفن خالی — دل پُر درد سے پیدا ہوا جو تن خالی
جمع ہیں داغ تو پھر وہ ہوا کھائیں گے — بلبلوں سے نہ رہیگا کبھی گلشن خالی

چھٹتی سوزشِ فرقت سے مر کے جان گئی
عاشقو دیکھو بھڑکتا نہیں گلخن خالی

دیکھ لیتے ہیں نظر باز حسینوں کا جمال
اہلِ غفلت کو نظر آتی ہے چلمن خالی

سرنگوں اہلِ امانت ہیں کہ گردن پہ ہے عشق
مرغ سے ہوتی ہے جب شاخِ نشیمن خالی

عشق جبتک نہ ہو بے روح کا جلوہ بیکار
لطف دیتی نہیں بے دولھے کے دلہن خالی

ہوتی دنیا میں ہے گھر والوں سے رونق گھر کی
نہ ہو دلدار تو دکھتا ہے گھر آنگن خالی

نہیں برکت اُسے دنیا میں سمجھتے ہیں بجا
ہوا احسان سے محسن کے جو محسن خالی

نام تو یاد نہیں - پھر یہ سلیمان تھے موجود
پھیرتے رہتے ہیں کیوں سُبحہ و سمرن خالی

نہ ہو الفت جو دلوں میں نہ ہو بندھن ہی
رشتہ جبتک نہ ہو کس کام کی سوزن خالی

نہیں ممکن نہ ہو نخوت سے کہ بنیں گو کہ ضرر
سر جو بھر جائے تو ہو جاتی ہے گردن خالی

جس کے سینہ میں ہو پرورده حسد اور کینہ
قبر میں جاتا ہے لاغر نہیں مُردن خالی

زندگی کی نہیں تسلیم دُکھی میں لذت
مرد کے شکوہ سے رہتی نہیں سوکن خالی

ولہ

یارب مجھے بچا لے جب جان تن سے نکلے
نزع رواں میں کلمہ میرے دہن سے نکلے

روشن ہو روح میری یوں تن کے بدن سے نکلے
جسطرح بدرِ کامل برجِ گہن سے نکلے

ہم ہیں جو یہاں سے لیجائیں کیا یہاں سے
کیا لائے تھے وہاں سے جب ہم وطن سے نکلے

کھا عاقبت کا تو غم دنیا کی کر ہوس کم
کھا کر گیہوں کو آدم باغِ عدن سے نکلے

تسلیم یادِ مولا انسب ہے اور اولیٰ
بس جی میں ہے کہ تولا جو ہو سخن سے نکلے

ولہ

خدا کرے کہ مرے دل کی آرزو نکلے
کہ روح حلق سے اور منہ سے یا ہو نکلے

ہے آرزو کہ نفس میں اے مرے مولا
دلِ رحیل سے اللہ دم ہے ہو نکلے

ہے سرخ روئی کے دیدار کی تمنا میں
بجائے اشک مرے آنکھوں سے لہو نکلے

رباعیات تسلیم

کس حسن پہ دیوانہ ہوا دل میرا
پردہ میں حسینوں کے کسیکا جلوہ
حق ہو گیا اندیشۂ باطل میرا
بتلایا مجھے مرشدِ کامل میرا

کون ایسا بشر ہے کہ جسے دل نہ ملا
پوچھو تو خدا کو کیوں نہیں پائے وہ
چلتے رہے پر سراغِ منزل نہ ملا
کیا پائیں کوئی مرشدِ کامل نہ ملا

تسلیم اُٹھو صبح کا تارہ چمکا
پیری میں بھی جو لوگ سنبھل جاتے ہیں
مشرق کا اُجالے سے کنارہ چمکا
سمجھو کہ سعادت کا ستارہ چمکا

آزاد ہے وہ جو حُبِّ دنیا چھوڑا
ظاہر کی تو لذتیں بہت کچھ پائیں
آزادوں کے واسطے ہے دنیا گھوڑا
باطن کا مزہ بھی دیکھو تھوڑا تھوڑا

بے درد تو محبوب کدھر ہے بتلا
لگتا نہیں آجکل کہیں دل میرا
رُخ اسکا اِدھر ہے کہ اُدھر ہے بتلا
تسلیم یہ صحرا ہے کہ گھر ہے بتلا

بے تیرے نہیں ہے کوئی والی یارب
جاؤں میں کدھر کو تو ہی رستہ بتلا
کر نور سے دل میرا مجالی یارب
فرمائے اگر تو لااُبالی یارب

جب دل میں بدی کا تخم بوتا ہے بشر
جیسے شدہ دی بدی نظر میں آئے تسلیم
سب نیکیاں اپنی صاف کھوتا ہے بشر
عاصی تھا مگر شقی بھی ہوتا ہے بشر

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل حل کر
رنجور دوئی کو گر شفا دینی ہے
او ناخنِ حق سے عقدِ باطل حل کر
وحدت کے کھرل میں لے مرا دل حل کر

زاہد تو خودی سے اپنی ہو جا باہر
آ گھر میں خدا کے چھوڑ صحرا گردی
اسباب دوئی کا دل سے سب لا باہر
بس دل کے سوا تجکو ملے کیا باہر

جبتک رہے یہ جسد عمل میں بہتر
حسنات سے بدخلق کے اور ممسک کے
پر غیر نہ ہو احد عمل میں بہتر
خوش خلق و سخی کے بد عمل میں بہتر

میں تو کی سنا کریں کہانی کبتک
برقع سے عبودیت کے باہر نکلو
پردہ میں دوئی کے زندگانی کبتک
تسلیم خدا سے بدگمانی کبتک

لگتا نہیں دل کسی جگے پر تسلیم
ہو روزِ فراق بعد - قدرِ شبِ وصل
مشکل ہے جدائی دل لگے پر تسلیم
جو سونے کی قدر ہو جگے پر تسلیم

ہستی سے گئے ہو گو کنارہ تسلیم
بے تیری محبت کے نہو کوئی خیال
بے اسکے نہیں ہے کوئی چارا تسلیم
یارب تری الفت کا ہے مارا تسلیم

تشبیہ میں پابند نہ ہوتے تسلیم
نقطے جو نہ ہوتے ایک ہو دیدۂ [illegible]
[illegible]
[illegible]

اے خگر تجھے پر اب سلک گئے [illegible]
بیگانوں میں آشنا بنے رہتے ہیں
کس نار سے نور تک گئے ہو تسلیم
تم اچھے مزے میں لگ گئے ہو تسلیم

آتے ہو تو آؤ باہر آؤ تسلیم
دنیا زن فاحشہ ہے منھ کی میٹھی
پردے کو اٹھاؤ باہر آؤ تسلیم
یہاں داؤ نہ کھاؤ باہر آؤ تسلیم

ہر حال ہے شکر اسکا واجب تسلیم
جو کچھ تمھیں مانگنا ہے اُس سے مانگو
حاضر ہے۔ نہ جان اسکو غائب تسلیم
بر لاتا ہے وہ سبھی مطالب تسلیم

یک دن یہ جہاں کی ہو گی ہستی برباد
شب سوتے کٹی تو صبح روتے تسلیم
سامانِ بلندی اور پستی برباد
غفلت میں ہوئی متاعِ ہستی برباد

ملنے کی گھڑی خدا سے آئی نزدیک
نزدیک جب اپنے۔ آشنا ہے اپنا
ہے دیدِ وصال دلربائی نزدیک
تسلیم خدا کی ہے خدائی نزدیک

تم اپنا کیا۔ ہو کیوں دکھاتے تسلیم
یہ دل کی ہے راہ طے اگر کرنی ہے
کیوں دل کی ہو بات منھ پہ لاتے تسلیم
واقف ہو دم کے آتے جاتے تسلیم

نقشہ کو دوئی کے تم مٹاؤ تسلیم
منزل ہے دراز تیز گامی کر کر
میں تو کی کہانی بس گھٹاؤ تسلیم
دلدار کے در کو کھٹکھٹاؤ تسلیم

نخوت کو دماغ سے نکالو تسلیم
بہنے دو فساد کی رطوبت ساری
خرزہرہ کو باغ سے نکالو تسلیم
پھایہ سر داغ سے نکالو تسلیم

تم دل کو کسی پہلو سے پالو تسلیم
یکسوئی کے خنجر کو کرو قبضہ میں
پھر پہلوئے بیدلی میں پالو تسلیم
پہلو کو دوئی کے چیر ڈالو تسلیم

دھوکے کی ہے جا نہ بیٹھ جاؤ تسلیم
جلدی سے چلو کہ دور منزل ہے ابھی
منزل ہے کڑی قدم اٹھاؤ تسلیم
رہزن ہیں بہت نہ دھوکا کھاؤ تسلیم

دنیا کے مزوں کو بھول جاؤ تسلیم
جس حال میں تم رہو رہو یہ دل میں
غم اپنی تمہ عاقبت کا کھاؤ تسلیم
اندیشۂ غیر حق نہ لاؤ تسلیم

ظاہر کی بہار پر نہ بھولو تسلیم
کیا بیٹھتے اٹھتے کھاتے سوتے جگتے
باطن کی لگو نگی کچھ تو تو لو تسلیم
اللہ کے ذکر کو نہ بھولو تسلیم

دو سے بہ بشر کی ابتدا ہے تسلیم
گر قلب بشر کو چھیلیں دو آتشیں
جب دو نہ ہوں خمیرۂ دا ہے تسلیم
دونوں یہ ہیں دو کہو یہ کیا ہے تسلیم

میں تو کے معاملوں کو چھوڑو تسلیم
جب جزو ہیں کل میں وہ ہے تم پھر کون
رخ اپنا اضافتوں سے موڑو تسلیم
رشتہ کو انانیت کے توڑو تسلیم

بد لوگ ہیں جو بدگہری کرتے ہیں
اٹھینگے قیامت میں زناکاروں میں
کم ظرف ہیں جو خیرہ سری کرتے ہیں
تسلیم جو یہاں بدنظری کرتے ہیں

میں کس سے کہوں کہ دل نہیں قابو میں
میں تو نہیں عارضی ہے لازم ملزوم
قابو میں ہے لیکن ہے پھنسا پیچوں میں
بو گل میں ہے تسلیم تو گل ہے بو میں

یارب بہ طفیل سرور انس و جن
رحمت سے تو اپنی اے خداوند کریم
کر پاک کدورتوں سے میرا باطن
کر عفو تو میری معصیت کو مت گن

دنیا کی ہوا کی جو ہوس کرتے ہیں
کرتے ہیں جو بد عمل جہاں میں تسلیم
قبروں کو معاذ اللہ قفس کرتے ہیں
دوزخ میں وہ جمع خار و خس کرتے ہیں

جاناں تری دوستی میں جیتا ہوں میں
وحشی نہ سمجھ مجھے کہ رفتہ رفتہ
خون جگر آرزو میں پیتا ہوں میں
دل تیرا ہرن ہے اور جیتا ہوں میں

رونے کے ہیں دن کھیل ہنسی کو چھوڑو
شب گذری سحر ہو گئی سوتے کیا ہو
گذرے چہل اندیشۂ سی [۳۰] کو چھوڑو
تسلیم تم اب بوالہوسی کو چھوڑو

تسلیم گجر بج گئی سوتے کیا ہو
کچھ دل کی سیاہی کی خبر ہے تم کو
پیری کو بھی آرام میں کھوتے کیا ہو
آنسو سے فقط آنکھ کو دھوتے کیا ہو

دنیا ہے گماں تم گماں کو بھولو
رکھ طاق پہ اندیشۂ زیر و بالا
اٹھ جاؤ دوئی سے این و آں کو بھولو
تسلیم زمین و آسماں کو بھولو

صورت کو نہ دیکھو شکل معنی دیکھو
گر تم کو ہوس ہے حسن دیکھو اسکا
پردہ میں ہے اپنا یار جانی دیکھو
کرتے رہو دم کی پاسبانی دیکھو

تسلیم رخ برزخ اعلےٰ دیکھو
صورت میں عدد ایک ہی ہے آٹھ کے جا
دیکھو رخ محبوب تعالےٰ دیکھو
نقطہ کا ہے پھیر زیر و بالا دیکھو

تسلیم ساعت سے گزر کر دیکھو
جینے کا مزہ ہے جیتے میں مر کر دیکھو
آنکھ اور زباں کو بند کر کر دیکھو
صاحب کا جمال آنکھ بھر کر دیکھو

صورت پہ نگاہ کو جما کر دیکھو
معشوقوں سے ہے بھرا محلہ سارا
باطن کا مزہ تو دل لگا کر دیکھو
تسلیم تم اس گلی میں آ کر دیکھو

دوری تری رنج دے رہی ہے دلکو
بے تیرے ہے جی پہ گو اداسی چھائی
پھر وصل کی تیری لو لگی ہے دلکو
پر ذکر ہے تیرے دل لگی ہے دلکو

جبتک ہے جسد جسد میں دل کو پالو
گر پانے کا پرورش کا پا نا ہے طریق
اور جہد نظر میں طفل جاں کو پالو
بالرّاس و العین اہل دل سے پا لو

پہلے تو پھرا لو نفس سے پہلو کو
ہر حال میں کیا زباں سے دل سے تسلیم
پھر دور کرو وسوسہ میں تُو کو
جاری رکھو۔ لا اِلٰہَ اِلّا ہُو کو

دلدار نصیبوں سے اگر دلبر ہو
رکھیں گے کبھی پاؤں نہ در کے باہر
تسلیم تشفیٔ دل مضطر ہو
دلدار کے دل میں گر ہمارا گھر ہو

دل دم کا منزہ قدم کو لو اور دیکھو
دل سوزیٔ عشق کا تماشا تسلیم
آنکھوں کو کفِ پا سے ملو اور دیکھو
سایہ میں حسینوں کے چلو اور دیکھو

تسلیم نہ بھکو اب قلم کو رُو کو
عاقل ہو تو اصلیت کو سمجھو اپنی
یہ جائے ادب ہے اپنے دم کو رُوکو
عارف ہو تو نفس کے ستم کو روکو

صورت تری آنکھوں میں بسی رہتی ہے
کیا تجھسے لگن ہے ہائے اے شمع جمال
جاں کاکل پیچاں میں پھنسی رہتی ہے
لو تیری شب و روز لگی رہتی ہے

یارب تو اٹھا میرے دوئی کے پردے
کر اپنے کرم سے ابر رحمت کو محیط
گم میری خودی کو بیخودی میں کر دے
ہو لا مری آرزو کے چشمے بھر دے

ہے ایک دریچہ بائیں جانب دل کے
ہو جسکو ہوس کہ وہ دریچہ دیکھے
آتے ہیں یہیں سے سارے حاجب دل کے
پکڑے وہ قدم کو کوئی صاحبدل کے

فکر اپنی جو تم کرتے ہو لایعنی ہے
جب اپنی ہی حرفتوں کا تکیہ ہوجائے
پیشانی کی تحریر ہی پیش آنی ہے
تسلیم توکّلوا۔ کے کیا معنی ہے

ہم صورتِ حق ہیں حق کی صورت کیا ہے
پر معنی ہے ناگزیر صورت کے سوا
معنی ہو تو صورت کی ضرورت کیا ہے
تسلیم کہو تو اس میں حکمت کیا ہے

تسلیم چلو کہ قافلہ جاتا ہے
دنیا ہے گزرگاہ ۔ گزر کو یہاں سے
ہر ایک کمر باندھا چلا جاتا ہے
درویش و غنی بُرا بھلا جاتا ہے

مولا مری مشکلوں کو آساں کردے
کر دفع دماغِ دل سے بوئے باطل
ہمدوشِ سپاسِ خود اساساں کردے
ہمرنگِ بہارِ حق شناساں کردے

عارف کی ثنا کرلے خدا کے بندے
یہ بندۂ رب ہیں تو وہ ہیں بندۂ زہد
زاہد کی ثنا کرلے ریا کے بندے
یہ نفس کے اور وہ کبریا کے بندے

دنیا پئے نفس عُدوۃ الدنیا ہے
تسلیم یہ مورچوں سے بچنے کے لئے
عقبیٰ پئے روح عدوۃ القصویٰ ہے
اللہ کی یاد عُروۃ الوثقیٰ ہے

دنیا ہے درِ روزہ ترکِ دنیا کیجئے
تسلیم جو چاہتے ہو حقیقی عزت
عقبیٰ ہے ہمیشہ فکرِ عقبیٰ کیجئے
دل اور زباں سے یادِ مولا کیجئے

غفلت میں ہم اپنی ابتدا کو بھولے
بے شرط نہیں جزا کو پایہ تسلیم
دنیا سے لگا کے دل خدا کو بھولے
الّا کا نہیں محل جو لا کو بھولے

حاسد کا نتیجہ دو جہاں میں بد ہے
حاسد نہیں انسان حقیقت میں کبھی
درگاہ الٰہی کا تو وہ مرتد ہے
مبدا و معاد میں سراپا دد ہے

صورت تو بتا دور کے جانیوالے
باتوں سے جلانے میں نہیں کچھ حاصل
دل لیکے نہ جا دل کے لگانیوالے
کچھ آگ لگا دل میں جلانیوالے

ایامِ وصالِ یار نزدیک آئے
کیونکر نہ ہو تسلیم اُجالا گھر میں
تقدیر بلندی پہ مری ٹھیک آئے
جب شمس محاذیِ مشابیک آئے

تمت

رباعیات تسلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فارسی غزلیات

کو صبح تو لا و کجا شامِ سحر تمنا — آن ماہ نہ در بر نہ بلب جام تمنا

گفتند بہ گوشم کہ ببر نام تمنا — افتادہ بلند آمدہ بر بام تمنا

در زاویہ انداز سپرِ انجام تمنا — دیدی کہ ز آدم چہ شد انجام تمنا

باشیم دل افسردہ بہ کنجِ قفس یاس — زان روز کہ شد رشتۂ پا دامِ تمنا

بینیم نہ از دور درِ کعبۂ مقصود — تا عمر بہ بندیم گر احرام تمنا

در عالمِ نیرنگ محاسب شدم اما — خارج ز حساب آمدہ اقسام تمنا

کو تازہ دماغی کہ درین دائرہ تسلیم — خشکی نکند روغنِ بادام تمنا

ولہ

بامداد آمد بہ بالین شاہِ بے پروائے ما — خندہ زد نازانہ پا بگذاشت بر سیمائے ما

گفت ما فوقِ نفوسیم و بافاق حدوث — نیست جز او رنگ سیما با نگاہ پائے ما

توبہ را صد بشکنیم و توبہ از توبہ کنیم — واعظا خاموش کین عشق است ماورائے ما

ماورائے خویشتن نے زلفِ نیاز و رکوِ ناز — صبح ما سلمائے ما شام ما لیلائے ما

بے جمالِ روئے تو بینیم ہمدوش سقر — دلبر اگر جنت الماوائے شو ماوائے ما

عکس روئے یار می بیند بمرآت شہود — ہر تجلی را کہ بیند دیدۂ بینائے ما

تا درین میخانہ ایم از ساغر و مے فارغیم — چشم ما مینائے ما و اشک ما صہبائے ما

چون فنا شد در رخِ آئینہ خود بینیم — عکس روئے برزخ کبریٰ است سرتاپائے ما

گرچہ ہمجنسیم در سود و زیانِ این و آن — لیک این سودا سر ما داند و سودائے ما

حسرتِ برق است و باران اشک و رعد است و سحاب — چشمِ ما و اشکِ ما و آہِ ما و غوغاے ما
نازِ ما منظورِ الطاف و نیازِ ما قبول — در دلِ جانان اگر تسلیم باشد جاے ما

ولہ

میانِ راہ تو بر پشتِ راہوار مخسپ — سوار تا نہ نشود اسپ اے سوار مخسپ
گرت چو ماہ شدن آرزوست مثلِ چکور — بدیدہ چہرۂ جانان نگاہدار مخسپ
ز تیرہ بختیِ خود گر نگذری اے دل — بہ ماہ روے کہ ہستی در انتظار مخسپ
اگر تو مردہ نہ ای نم کالعروس میخواہی — نصیحتے کنمت زندہ در مزار مخسپ
گذشت شب بہ گران خوابیت سبک برخیز — نمود گشت بہ بین صبح نوردار مخسپ
چو صبح خیریت آمد دلیل بہرِ درستی ات — اگرچہ ہست ترا فکرِ کار و بار مخسپ
گر است خواہشِ بیدار زندگی تسلیم — بہ اختیار بخسپ و باضطرار مخسپ

ولہ

افلاک سرنگوں ز حجابِ گناہ ماست — اعمالنامہ محضرِ قلبِ سیاہ ماست
پوشیدہ کارِ ما نتوان شد بہ ہیچ رو — علمِ خدا کہ حاضر و غائب گواہ ماست
بر می دہد شہادتِ سوزِ تپِ جگر — تبخالہ ہا کہ ثمرۂ گرمیِ آہِ ماست
باشی بہر لباس و کنی جلوہ ہا مگر — دامانِ غمزۂ تو بدستِ نگاہ ماست
علت چو در خودی و خدا شد الٰہیہ — تاویلِ استحالۂ بے انتباہ ماست
مارا چہ خوف لغزشِ ہفوات لاہبہ — روزِ جزا چو رحمتِ حق دادخواہ ماست
دارد بسے مکارہ و مکرہ بہر قدم — تسلیم سوے منزلِ جانان کہ راہ ماست

ولہ

دارم دلے کہ در دلِ خوبانش منزل است — چون ماہ در مقابلۂ مہر کامل است
شد صرفِ سجدہ ہا کہ جبین داغ شد دلے — رو سوے کعبہ دل سوے مخلوق مائل است

از عشقِ پاک چشمهٔ کوثر توان شمرد　　وز خبثِ نفس چاه ز قعرِ چاهِ بابل است
آئینه بصورت و صورت بآئینه　　این نکته لذتے ست که پیدا آنرا اگر بیدل است
دریا درونِ قطره و در ذرّه آفتاب　　ادراکِ ذاتِ خود بخدا سخت مشکل است
صد سال صوم و سجده توان کرد زاهدا　　اما براهِ دل قدمے صد منازل است
با جهل پیشه نیست ز طومار هیچ سود　　یک حرف کافی است کسے را که عاقل است
سازند از زبانِ نگه گفتگوے دل　　راه دلی به جذبِ محبت که در دل است
هر چند نیست فضلِ خدا را سبب مگر　　جرأت بمعصیت که کند سخت جاهل است
بینند لا ابالیِ خلق از متابعت　　حرفے اگر نهم ز رموزیکه در دل است
تسلیم دردِ عشق که هم درد و هم دوا ست　　از جستجوئے بعض شناسان چه حاصل است

ولہ

در حیرتم که این همه رنگِ زمانه چیست　　واقف نیم که غیر کدام و یگانه چیست
سرد آزموده ام همه گرم آزموده ام　　هیچ است و هیچ را همه این کارخانه چیست
هر چند هم نگاهم از آن آشنا مگر　　پس بهرِ وصل این همه طنز و بهانه چیست
بر عرش جائے دارم و نازست عرش را　　دنیا برائے مرغِ دلم آشیانه چیست
تسلیم غیرِ عارفِ خودبین و خودشناس　　زاهد چه داند این سخنِ عارفانه چیست

ولہ

طائرانِ خسته بازو را پریدن مشکل است　　دست و پا مفلوج را لافِ دویدن مشکل است
دل بدنیا و زبان در لافِ توحیدِ خدا　　عکسِ گل افتاده در آئینه چیدن مشکل است
پیر گشتی و جوانی در هوس ها باختی　　خشک چوبے را نمیدانی خمیدن مشکل است
دعوے الفت بدل غفلت جهانے [illegible]　　دردِ عین آنکس که دارد آرمیدن مشکل است
تیرگی در دل تمنائے تجلی زاهدا　　بوئے گل مغزِ زکام آگین شمیدن مشکل است

دل بہ غفلت مردہ و نازاں بنام زندگی
بے بصر را روئے در آئینہ دیدن مشکل است

پیروی نفس و لاف معرفت بیہودگی است
راہ گم کردہ بمنزل رسیدن مشکل است

صرف نا اہلان مکن اسرار توحید خدا
میخ آہن در دل خارا خزیدن مشکل است

گر شود صرف زمین آب محیط آسمان
دانۂ پوسیدہ را رستہ دویدن مشکل است

طالب جمعیتی تسلیم دل در تفرقہ
گوہر نا سفتہ در رشتہ کشیدن مشکل است

ولہ

ناظر جلوہ گاہ شان خدا است
آنکہ منظور دوستان خدا است

دل اہل وجود حق مشہود
غنچۂ باغ بے خزان خدا است

چون نگیرد بہ قلب اہل نظر
سخن شان کہ از زبان خدا است

عرش فرضیست چون سرائے حرم
دل اہل صفا مکان خدا است

چون نگردد عروج مشتاقان
آستان دل آستان خدا است

آنکہ در چشم جلوہ ہا دیدہ است
نور خورشید آسمان خدا است

طائر روح گشتہ صید نظر
فرجۂ دل کہ دیدبان خدا است

کجروی از خصائل نفس است
راستی راہ راستان خدا است

گشت تسلیم بے خودی غالب
چہ قدر جذب سالکان خدا است

ولہ

تو بکار ما و ما بیکار یارب حیرت است
تو نکوکاری و ما بدکار یارب حیرت است

شربت تسکین و معجون شفا داری ولیک
تو طبیب ما و ما بیمار یارب حیرت است

زاہدان مغرور زہد عابدان مسرور عجب
عاشقان محروم از دیدار یارب حیرت است

دعوی تقلید و تحقیق از ازل حتی الابد
کیف فی الابرار و الاضرار یارب حیرت است

گاہ میگوئی کہ میگو گہ مگو تسلیم را
روح را زین گو مگو بسیار یارب حیرت است

ولہ

دل کہ پابند ہوس می گردد | خود شناسِ شغلِ ہر کس می گردد
بسطِ دل قابضِ بابِ نفس است | قبضِ آں بسطِ نفس می گردد
ما کیانِ علت را ہر پا | نفسِ تو ابنِ عرس می گردد
دل آسودہ بسر گرمیِ ذکر | حلقۂ کامِ جرس می گردد
می شود حاجتِ شانہ تسلیم | سر چو مخشوش بسس می گردد

ولہ

گرچہ باظہارِ حق دل طلبم میکند | لیکہ حیائے مجاز بستہ لبم میکند
عشق با آشفتگی کو بحیا بستگی است | شوخیِ حسنِ صنم بے ادبم میکند
صورتِ نورانیت شامِ من آرد برون | کاکلِ شبگونِ تو روز شبم میکند
منکہ بصد رنج و غم طالبِ وصلِ تو ام | خواہشِ وصلت زمن در عجبم میکند
حق شودش متہم از رہِ تسلیم من | آنکہ سراسیمہ دل بے سببم میکند

ولہ

عارف از خود گم اسرارِ الٰہی گردید | بیخبر طالبِ توقیر و مباہی گردید
چشمِ عبرت بکشا سوئے خود انداز نظر | کہ چہ بودی چہ شدی بازچہ خواہی گردید
گرچہ عالم تہِ فرمانِ سلیماں شد بود | لیک غرقابِ فنا زورقِ شاہی گردید
بسکندر کہ جہاں زیرِ نگین ہم داشت | دز غنیمِ اجل آخر چہ تباہی گردید
میہمانی کہ در آمد بہ سرائے فانی | بسوئے ملکِ عدم گشتہ راہی گردید
آنکہ از حیزِ تقید بروں شد مطلق | واقفِ معرفتِ نامتناہی گردید
حیف ہر وقت کہ بگذشت بہ غفلت تسلیم | وائے بر عمر کہ مصروفِ مناہی گردید

ولہ

ہر کہ شد از خویشتن آگاہ رب این است و بس | ہر کہ بیخود شد ز خود در مذہب این است و بس

قطره در دریا دهد گوید که دامن خشک دار / خشک باشم یا که تر باشم عجب این است و بس
من عرف آب است او قد عرف زاییده ما / هم حسب این است کافی هم نسب این است و بس
بیخودی خویشتن بینی نه این بیخودی / عارفان را فرض و حب مستحب این است و بس
بازی لعبت لعبت بازی گوید نشان / خود نمائی را به هر منظر سبب این است و بس
دقِ آدم از مقام احدیت پوشیده حق / رونق وحدت شد و آدم لقب این است و بس
تا بقائے عبدیت حفظِ مراتب لازم است / هر که از پرده برون شد محتجب این است و بس
لازم آید شرک را نه دم زدن بهر حجاب / هر که بے پرده موحد شد غضب این است و بس
دل برا تسلیم می گوید به تعلیم رموز / تو خدا بین باش و من خود بین ادب این است و بس

ولہ

از قید دو عالم شوم آزاد بیادش / ویرانه دل را کنم آباد بیادش
چون می دهدم فضل خدا یاد بیادش / فرض است که باشم همه دل شاد بیادش
چون اذکرکم آمده ارشاد بیادش / بر وعده فدایم که خداداد بیادش
والله نه دارد غمِ دنیا غمِ عقبے / آن یار که دارد دل خود شاد بیادش
جز فاتحه فاتحه نامد بزبانش / آدم ز عدم عقده چو بگشاد بیادش
گر مضغهٔ دل نرم شود هیچ عجب نیست / سخت است که نرم آمده فولاد بیادش
دانی که بیک چشم زدن تختِ سلیمان / بر باد همی رفت به از باد بیادش
کن یاد که بر دوشِ همه اهل ولایت / بگذاشت قدم راستهٔ بغداد بیادش
آنرا که بود کے بودش خستهٔ غمها / جان و جگر و جسم و دل آباد بیادش
گردید ز مردان و سگان راشده سرور / بر سگ نظرِ چشم چو افتاد بیادش
تا عمر فوالله گهے یاد نیاید / خاصانِ خدا را غم اولاد بیادش
یاد آوری چون منِ ناچیز چه چیز است / جان و دلِ تسلیم فدا باد بیادش

وله

نصیحتے کہ بہ تسلیم از ندائے سروش
رسید از دل پر درد گوہرت کن گوش

گہرت بہ عشق نصیب است تا بقید حیات
دلا بہ فکر حصول حضور حق در کوش

بسینہ کہ چکد قطرۂ سحاب حضور
بحالت صدف پر گہر بود خاموش

درین حباب گہ بے بقا دمے نشود
بہ موج نفع و مضرت چو قطرہ در جوش

بجوش معرفتش عارفان قرب حضور
زنند بر سر دنیائے فانیہ پاپوش

تو غافلی زہے حیرت کہ خوش بذکر جلی
بہ آب غوک کند غل بکوہ کبک خروش

ہر آنچہ در نظر آید ازاے حضور طلب
ز دیدہ دیدۂ عبرت بپوش چون خرگوش

برائے عیش دم چند خود درین بازار
متاع دین تو با نقد دنیوی [illegible]

ق

بگوش می شنوی تذکرہ بچشم ہمی بینی
بزیر گنبد مینائی نیلی منقوش

ہزارہا کہ سلاطین شدند بے ہوش
کنوز و حشمت و امصار و ملک جاہ و جیوش

قفلے شان کہ در آمد چو مفلس بیکس
سوار تختۂ تابوت گشتہ دوش بدوش

چنان شدند تہی دست و عاجز و تنہا
کہ تخت و قصر نہ ہمراہ شان نہ تار فرش

بہ قصر قبر و بہ فرش کفن چنان خفتند
کہ خاک شد ہمہ تا کے خاک تن توش

بجام گاہ فنا حیف بے خدا باشی
بکیف جرعۂ صہبائے دنیوی مدہوش

اگر بہ لشکر دم دیدہ پاسبان نشوی
بہ ملک قلب تو پیدا شود ہزار خلوش

وله

دیدند نیست خسرو خوبان سوائے دل
گردند جلوہ گاہ دو عالم برائے دل

آمد کلید قفل ولایت ولائے دل
گر دیدہ آشنائی خدا آشنائے دل

اے دلبر این نہ دلبری خود تہی شود
بر غیر مبتلا نہ شود مبتلائے دل

زان دل کہ قصر عرش معلی نمودہ است
گر دو بیان کنند ہمیشہ ثنائے دل

گر آرزوے دیدنِ آن دل کند کسے — پہلوے دوستانِ خدا ہست جائے دل
بیخود شود ز خود کہ خودی خود بجا نیست — گر ہست آرزوے ورای الورائے دل
تسلیم تا بہ وسوسہ باشی تو غافلی — حاصل نمی شود ز کدورت صفائے دل

ولہ

گرچہ از گلشن عمر است بہارے حاصل — لیک روزے بود از مرگ تو خارے حاصل
از ندامت چو کنی چشم نزارے حاصل — شود از رحمت حق قرب و جوارے حاصل
گرد بادے شدم و گردشِ گیتی کردم — نشد افسوس بجز گرد و غبارے حاصل
دوختم وائے ہمہ عمر قبائے ہوسے — غیر حسرت نہ از ان شد سر تارے حاصل
گرچہ امروز تو بر تخت نشینی خرم — مگر آخر شودت غار مزارے حاصل
چون نجواہی بدے غرض عالم سوزی — گر ز وحدت شودت نیم شرارے حاصل
تیر دم قوس قدم ہر کہ ندارد تسلیم — شود از طائرِ دیدار شکارے حاصل

ولہ

نسبت وحی روح خویش را چون بر نظر بندم — دمِ تسلیم تسلیم و ودیعت را کمر بندم
نمیگویم بگیتم من کس نمیداند چہ می بیند — نہ زندانِ جسد با آنکہ نہ باب است در بندم
بر حلِ زانئے کشود و از گونِ قران کہ میدارم — بہ ترتیلِ انا احمد نظر در لوح سر بندم
نشانِ سرخ روئی چون شہید اکرد و فرقت — بہ سنگِ ضبطِ دم سر چشمۂ خونِ جگر بندم
بلند آہنگیم وقت پر افشانی چسان گردد — ز روز آفرینش در قفس چون مرغ پر بندم
رہائی نیست از شرک مقالیتم نہ مجبوری — کنون کز فکر ہو ہر چند در بند اثر بندم
تمنا دارم از امر نفخت فیہ من روحی — نظر بر وجہ حق تسلیم وقت مختصر بندم

ولہ

قصۂ جوہر اول کہ مسلسل دارم — از کہ اظہار کنم رازے کہ در دل دارم

بپیش ناقه نگهانم چو زمامِ ناقه / بپیش مجنون صفتان لیلی محمل دارم

چون ندارم مَی و مینا و سبو و ساغر / ساقی میکده ام رونق محفل دارم

عقدهٔ وا میکنم و عقده گری می‌فتد / تنگم از رشتهٔ دم عقدهٔ مشکل دارم

چه عجب وا بکند عقده گهِ دشواری من / ناخنِ آن نگهِ چشمِ خوشِ دل دارم

نه مرا خواهش و کاهش ز مسلمان و هنود / زانکه من مذهبِ حق در حق و باطل دارم

تر و تازه است بهارِ سخنِ من تسلیم / زانکه ابرے ز تو آرد و همه هاطل دارم

ولہ

دل مشتاق میگوید که یار از چشم سر سازم / بسوئے کشورِ دلدار از خود روئے سفر سازم

میان روح مشتاق اینکه یا مرغ نسیم اینک / تکاپوئے وحی خود وقفِ هوائے بال و پر سازم

شود عشاق را آویزهٔ طوقِ محبت ها / اگر از زرد روئی ملامت قرصِ زر سازم

نوشته از خطِ جفّ القلم پائے نهد بیرون / زمین و آسمان را گر ورق زیر و زبر سازم

با مدادِ نسیمِ باغِ دل هم رنگ بوئے گل / سراپائے برو پا سیر و طیرِ بحر و بر سازم

برنگِ آب محفوظ از هوا دل شد چو بخطره / درآن آئینه عکسِ برزخِ کبری نظر سازم

زنِ بد رو چو نیکو شد ز اشکِ و صابون / سیاه کارم رخ از اشکِ ندامت چون قمر سازم

بغفلت اهلِ صورت میکنند این زندگی ورنه / با بسا بے خبر از راز مخفی بے خبر سازم

هوس میدارم اے تسلیم تا قیدِ نفس اینجا / براے وصل هر فکرے که سازم خیبر سازم

ولہ

بر زمین پائے تن است و بر فلک پائے قلم / عرشِ اعظم صورتِ کرسی است بر جائے قلم

در بین هفت آئینه بیند فریبِ چشمِ خویش / دیدهٔ من از دو رنگیِ وهم تماشائے قلم

ساغرِ ظرفِ دلی را کو در بزمِ عشق نیست / گرچه مملو از مئے عشق است [illegible]

مشتری کو تا بحق نقدِ خودی خود دهد / می فروشد بے خودی [illegible] بهائے قلم

بے سبب در نجد چون ناقہ است لیلا قطرہ زن
پردہ کش و محمل جسم است لیلاے دلم

عرش لزیر قلب و زیر عرش افلاک و زمین
نیست غیر ذات احد تسلیم بالاے دلم

ولہ

لوح محفوظ شد از سایۂ سیماے دلم
عرش کرسی است بمکان معلاے دلم

صورت عکس کہ از شخص در آئینہ فتد
ہست ہم قامت لدا سراپاے دلم

سخنش می شنود جلوۂ او می بیند
گوش شنواے دلم دیدہ بیناے دلم

صورت لخلخۂ عطر معطر گردد
بدماغے کہ رسد نکہت گلہاے دلم

نتوان دید بجز چشم بصیرت تسلیم
زانکہ در پردہ خاک است تماشا دلم

ولہ

فخر در وحدتم آن بود کہ نازے دارم
حیف در عالم کثرت چہ نیازے دارم

گردم جوشی وطن چون وہ ہم یاد وطن
زآتش ہجر جگر را بگدازے دارم

روزے آن بود کہ مسجود ملائک بودم
حالیا ساجدم و شغل نمازے دارم

گوش کن گوش کن کہ از فرقت جانانہ من
در شمع خانۂ الفت چہ چہ سازے دارم

وطن خویش ازان باز کہ بگذاشتہ ام
بسکہ در فسحت شوقش تگ و تازے دارم

بہ جہاں گرچہ بایوان جسد پابندم
لیاقت ذات احد رنگ و طرازے دارم

حاشا للہ بجز طالب وحدت تسلیم
کہ شناسد کہ بہ سینہ چہ چہ رازے دارم

ولہ

بیا بہ مذہب ما و نظر کشادہ بہ بین
بگوہ و کاہ یکے بے کم و زیادہ بہ بین

تجلیات جمال صبیح و سادہ بہ بین
نتیجہ ہاے کمال بلا اعادہ بہ بین

شریک سلسلۂ عالی شہ جیلان ہو
بشرط صدق شو و حاصل ارادہ بہ بین

ز عرش پاک بلند است لامکاں پیوند
بیا بخانۂ محبوب و خانوادہ بہ بین

بیا و میکدهٔ ما خلاف سلسلہا　　بغیر خم و کدو و سبو و بادہ ببین
بدست خویش بصدق طلب بلا کم و بیش　　نعیم دست بدست آمدہ نہادہ ببین
بغیر لشکر و کشور بلا وزیر و امیر　　نظام سلطنت این فقیر زادہ ببین
بدست سلسلۂ ما کہ فخر سلسلہ ہاست　　رخ مقاصد کونین دست دادہ ببین
بلا مبالغہ گوییم کہ لاوبالی ما　　بر آستانۂ تسلیم سر نہادہ ببین

ولہ

دلائے جاناں بلائے جاں شد بلائے جاں شد ولائے جاناں
بہ فرش چشم است پائے جاناں ہزار جانم فدائے جاناں
بیاض دیدہ سواد دیدہ فراز دیدہ کشاد دیدہ
نگاہ دیدہ مراد دیدہ بچشم دارم برائے جاناں
چہ نقد عالم چہ جوہر دم چہ دام و درہم چہ جان آدم
چہ عرش اعظم چہ ہر دو عالم نیامدہ در بہائے جاناں
بہ تیغ غمزہ بہ تیر مژگاں بہ قہر دیدہ بہ قتل حرماں
بہ برق دنداں بہ زہر خنداں رود اگر جاں رضائے جاناں
رسد بلا گر ز غرب و شرقم نہند ارہ اگر بہ فرقم
کشند در بحر خون غرقم پناہ نیازم سوائے جاناں
قیاس بستم کمر شکستم خیال بردم تلاش کردم
نیافتم ابتدائے جاناں نیافتم انتہائے جاناں
نہد بہ غمزہ جو یار دلبر گلوئے تسلیم زیر خنجر
بخون محاسن اگر شود تر زباں نگوید کہ وائے جاناں

ولہ

خوشا دولت خدا را بنده بودن / برسم بندگی پاینده بودن
بجز اجرت به عصیاں می نمائی / چه دانی پیش حق شرمنده بودن
دل شب را ز بیداری بدست آر / اگر خواهی چو مه تابنده بودن
بود موصوف وصف لایموتی / به تهذیب حقیقی زنده بودن
وگرنه این هم از اکسیر کم نیست / به تهذیب مجازی آگنده بودن
مباش آں خنده خیز و گریه ازوے / مبارک گریه در خنده بودن
خداوندان دولت را نه زیبد / به نخوت گردن افرازنده بودن
اگر تسلیم خواهی خواجگی را / به است از خواجه بودن بنده بودن

ولہ

به تحریر حرف غم اے نور دیده / قلم است مژگاں دوات است دیده
بصحرائے وحشت دویده دویده / ز دست جنونم گریباں دریده
ز باغ تنم طائر جاں پریده / غزال دل از کوه پهلو رسیده
بپائے دلم خار مژگاں خلیده / جگر شد ز شمشیر ابرو بریده
ز بس اشک گلگوں ز دیده چکیده / که مرجاں بهر تار دامن کشیده
به عشق تو راحت به هجر تو دیدت / دل و دیده تسلیم گاهے ندیده

ولہ

اے دل چه شد که توبه ز غفلت نمی کنی / تر چشم دل ز آب ندامت نمی کنی
گاهے شمیم نکهت زلفت نمی کنی / گاهے نگاه بر گل رویت نمی کنی
عمر تو رائگاں بشقاوت همی رود / افسوس فکر کسب سعادت نمی کنی
قول تو عکس فعل تو فعل تو عکس قول / با وصف عقل ترک جهالت نمی کنی
تا کے حیات خود بضلالت بسر بری / مرگ است پیش رو تو به هدایت نمی کنی

حسرتِ خوری بحالتِ امضاقِ انزہاق ... گر شکرِ تندرستی و فرصت نمی کنی
مقصودِ عاشقاں بدو عالم کہ روئے اوست ... با وصفِ چشم خواہشِ رویت نمی کنی
لیکن ہر انچہ خواہشِ مولائے کوبر آں است ... گر فکر و ذکر و خلوت و طاعت نمی کنی
تسلیم چوں خلیفۂ خلاقِ اکبری ... صد حیف پاسِ شرفِ خلافت نمی کنی

ولہ

دلِ گشادہ دلاں را اگر بدست آری ... زآب نقرہ و از خاک زر بدست آری
بہ جنگِ نفس نشانِ ظفر بدست آری ... اگر ز قلب صنوبر صبر بدست آری
حیاتِ دائمی خشک و تر بدست آری ... اگر رضائے قضا و قدر بدست آری
بر آستانۂ دولت سرا رسی چہ عجب ... ز بارگاہ چو زنجیرِ در بدست آری
تو باش بے خبر از خویش میدہم مژدہ ... کہ رفتہ رفتہ دلِ باخبر بدست آری
خدائے پاک دلِ پاکِ تو بدست آرد ... اگر دلِ شب و وقتِ سحر بدست آری
بخانوادہ بہ فیضِ شاہِ جیلانی رضی اللہ عنہ ... بیا کہ سلطنتِ بحر و بر بدست آری
کنی بنام ہمہ خانوادہا تسلیم ... ز فیضِ قادریہ گر نظر بدست آری

ولہ

نیست در میخانۂ ما نامِ جام و نامِ مے ... ہست خونِ ما مئے ما و دلِ ما جامِ مے
چوں خودی کفرِ مے آمد بیخودی اسلامِ مے ... بہتر است اے زاہدا آغازِ مے انجامِ مے
سبحہ و سجادہ خود را نہد بالائے خم ... شیخ گر بیند تماشائے رخِ گلفامِ مے
بیند از میخانہ اش آں مے کہ در عقش بسکنم ... در سر کعبہ شود پیدا اسرار امِ مے
در مقامِ قدس کاں را مقصدِ صدق است نام ... نوبتِ دیدار بعد آید بحسینِ جامِ مے
زاہدا از زہد گرچہ نیک نامی در جہاں ... ق ... ما گنہگاریم و بدنامیم از الزامِ مے
لیک شد رہ اہل الخمرا خواند سر ہنگانِ قیس ... زاہدا نامِ خودی و بیخودی را نامِ مے

وصلِ حق ما را دہند و جنت الماوی ترا
کردہ ام تسلیم قولِ حافظِ شیراز را

آن زبان ظاہر شود انجام زہد انجام مے
موسمِ زہد است نہ ماہ و تا سہ ماہ ہنگام مے

ولہ

تا جرس زن نفس و قلب نگردد جرسے
گوشِ جاں بہرہ نگیرد بہ طنینِ مگسے

تا کجا محوِ تماشائے تغافل باشی
ہست این شعبدہ بازی ہوا و ہوسے

مُردہ خوانند ورا ساکنِ ملک و ملکوت
گر شود صرف بجز یادِ خدا یک نفسے

غفلت از یادِ خدا و ز خودی ہشیاری
غافلاں است کہ دیدیم و دہرسے

اللہ اللہ علاجِ مرضِ دل نہ شدہ
تا نہ رفتیم بہ حضورِ مسیحا نفسے

عرشِ اعظم کہ محیط است بر افلاک و زمیں
پیشِ دل ہست بدریا صفتِ برگِ خسے

بدماغ نظر از گلشنِ عالم تسلیم
میرسد نکہتِ دیدار تجلّی کسے

ولہ

اے قطبِ دو عالم توئی غوث الثقلینی
اولادِ حسن ابنِ علی آل حسینی

از نسبتِ سبطین نجیب الطرفینی
از نسلِ شریفین شریف النسبینی

لختِ جگرِ فاطمہ جانِ اسد اللہ
نور البصرِ غزوہ کنِ بدر و حنینی

آنی کہ تہِ عرشِ معلّٰی شبِ معراج
ہمدوشِ کفِ پائے نبی البحرینی

داند کہ بکونین بہائے شرفت را
چون دُرِّ گرانمایہ درجِ حسینی

نازت ہمہ حکم است و نیازت ہمہ حکمت
ہم طالب و مطلوبِ خدا بینک و شینی

تسلیم سگِ درگہِ تست اے شہِ جیلاں
تو بادشہِ مملکتِ عونی و عینی

ولہ

اے دل تو چرا فکر کنی اینی و آنی
این جلوہ گہِ حسن کدام است ندانی

آنی کہ تو بہ جدت شدہ مسجودِ ملائک
تا ہم بخدا قدرِ خود اے خواجہ ندانی

اے بر نسبِ پشت و شکم نازنمائی — افسوس ندانی نسبِ حق کہ ازانی

ولہ

از جدائی چہ بری بر دلِ خود بارِ غمے — جلوہ گر ہست بہر پردہ جمالِ صنمے

منعقد گشتہ و گوہر شدہ در گوش آمد — ابرِ نیساں چو درونِ صدف انداخت نمے

ہر کہ شد محوِ تجلّیٔ جمالِ احدی — نہ شناسد ز حق و باطلِ دیر و حرمے

سالکا گر ہوسِ سیرِ دو عالم داری — باز کن چشمِ تصوّر بسوئے قلب دمے

دفترِ شکر و شکایت نہ کشاید عارف — رسد از دورِ فلک گر ستمے در کرمے

آشنا۔ دید جو از چشم دم از اسم شود — یافتی ثمرۂ سیرِ چمن دم قدمے

فائزِ منزلِ مقصود نگردی حاشا — نہ روی تا ز پئے رہبرِ عالی ہممے

تا کجا وائے ز غفلت بہ نمائی تسلیم — چشم را سیر ز خواب و ز شہا دل شکمے

تمت

فارسی غزلیات

تاریخات طبع دیوان تسلیم

قطعہ تاریخ مترشدہ سالک الی اللہ عارف باللہ عم معظم و مکرم عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد معروف الحسینی قادری البخشتی مدظلہ العالی المتخلص بہ معروف مشائخ قصبہ تیکمال ضلع بیدر

بمدحِ شاہ جیلانی ز تسلیم — قلم فرسا شوم از راہ تعظیم
زہے ساقیِ رندانِ معانی — خُمِ صہبائے ارشادات و تعلیم
قبولِ خلق مقبولِ الٰہی — مُقیمِ روضۂ فردوس و تسنیم
صدورِ بزمِ اربابِ حقائق — سراپا عاشقِ یسین و حامیم
چہ گویم وصفِ آن قطبِ زمانہ — کہ بودہ واجب التعظیم و تکریم
رساں یا رب ثواب قُل ہو خوش — بحق شاہ یوم الحشر والبیم
کلامِ یادگارِ خویش بگذاشت — گراں تر از دُر و لعل و زر و سیم
زجہدِ شاہ ولی اللہ صاحب — مُدَوَّن شد بخوش ترتیب و ترمیم
پئے تاریخ سالِ طبع دیواں — زدل شد سیدِ معروف تفہیم
بطرح تشش عدد فرمود ہاتف — زہے گلدستۂ گلزار تسلیم

۱۳۳۹×۶ = ۱۳۳۳ھ

بگیری از سر ہر مصرعہ اعداد — بدین سال ہم شدہ تاریخ ترقیم

قطعہ اُردو

تھے جو حضرت شاہ جیلانی بخشی قادری — اُنکے تھے دل سے شعید تمند ہر یک کہ و مہ
کچھ عجب تھی عظمت و شانِ فقیری آپکی — آستاں پر رہتے حاضر حاکمانِ شہر و دِہ

شاہ روح اللہ صاحب اور ولی اللہ شاہ
اُنکی کوشش سے مُرتب ہو گیا یہ بحرِ فیض
سید معروف دیوان حضرت تسلیم کا
ہیں جو دو روشن گہر ممدوح کے فرزند ہے
دے خدا انکو ترقی مدارج روز بہ
چھپ گیا در یکہزار و سہ صد و ہم سی و سہ

قطعہ تاریخ چکیدۂ قلم اعجاز رقم ناظم بے عدیل ناثر بے نظیر حقیقت آگاہ معرفت پناہ عمدۃ الحاج مولانا حضرت سید محمد حسینی بادشاہ صاحب قبلہ قادری البختی مدظلہ العالی المتخلص بہ عقیل سجادہ درگاہ شریف ٹیکمال

آن قبلہ و کعبہ ام جناب تسلیم
محروم کسے نہ رفتہ از درگاہش
از حسن سعادت و مساعی ادیب
صد شکر کہ دیوان شدہ اینک طبع
گفتیم عقیل سالِ طبع دیوان
کس نیست کہ نیست فیض یاب تسلیم
مفتوح بہ فیض عام باب تسلیم
شد جمع کلام لاجواب تسلیم
سرمایۂ جہد و اکتساب تسلیم
دیوانِ محققاں کتاب تسلیم

۱۳۳۳ھ

دیگر

شاہ جیلانی تسلیم آنکہ داشت
شہ ولی اللہ عزیزم ذی کمال
جمع کرد یک از ان از بہر طبع
بے گماں بہر رہبر و صدق و صفا
سال طبعش ہم ہمین گفتہ عقیل
مخزنِ ابیات وہم اشعار حق
سالکِ رہ موردِ انوار حق
شد دیوان تا شود اظہار حق
مے شناسد لطفِ حق اسرار حق
ہست دیوان لطفِ حق اسرار حق

۱۳۳۳ھ

دیگر

صد شکر کہ چھپ گیا مقدس دیوان
سالِ فصلی یہی ہے یہ تاریخ عقیل

پر فیض و کرامت ہے کلام تسلیم
انوار ہدایت ہے کلام تسلیم

۱۳۲۴ ف

قطعہ تاریخ از حضرت اخوی صاحب قبلہ حضرت شاہ محمد روح اللہ صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی المتخلص بہ روح سجادہ درگاہ شریف حضرت تسلیم قدس سرہ العزیز۔

قبلہ گاہم حضرت تسلیم کا دیوان ہے یہ
گو بظاہر ہیں یہ غزلیں پر محقق کے لئے
اسکے پڑھنے سے حلاوت دلکو ملتی ہے عجیب
ایک عرصہ سے تھے یہ اشعار جملہ منتشر
فضل حق سے ہو گیا مطبوع یہ دیوان جب
منھ سے ہاتف کے یہ نکلا مصرعۂ تاریخ روح

تھے جو فخر عارفاں اور سالکوں کے پیشوا
درج ہیں سب ان میں ارشادات و اسرار خدا
آتا ہے ہر حرف سے یک مزہ باطن کا مزا
جمع اسکو شہ ولی اللہ عزیزم نے کیا
سوچا میں نے شوق سے مصرعہ جو یک تاریخ کا
دیکھئے کیا خوب یہ دیوانِ تسلیم اب چھپا

۱۳۲۸ + ۵ = ۱۳۳۳

تقریظ و تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبد الکریم صاحب طالب مرید صادق حضرت موصوف

پیر و مرشد حضرت تسلیم صاحب قادری
شیخ کامل پیر رہبر رہنمائے راہِ حق
شیخ مقبول خدا و مرجع عالم صفت

مظہر حق مصدر سر جناب کردگار
پیشوائے عارفان و واصلِ پروردگار
جنکے در پر سر رگڑتے نامدار و تاجدار

پیر وہ کامل تھے جنکے آستاں پر صبح و شام — استفاضہ کے لئے رہتے تھے اہل افتخار

خاک پا کحل البصر کرنیکی رکھکر آرزو — ہوتے حاضر خدمت اقدس میں اکثر رازدار

آپ وہ پیر مغاں تھے جنکے میخانہ سے مے — پیکے ہوتے مست وحدت میکشان و بادہ خوار

سیکھنے آتے سواری آپ سے کتنی یکہ تاز — وہ تھے میدان ولایت کے یگانہ شہسوار

وہ علو پرواز تھے یکتا یگانہ شاہباز — جاتے آتے لامکاں تک پل میں جو لیل و نہار

راہ و رسم عشق سے واقف ہوں تا اہل سلوک — آپ نے دیوان یک چھوڑا ہے بہر یادگار

تھا پراگندہ وہ دیوان شمس ولی اللہ نے — نور عین حضرت تسلیم ہیں جو نامدار

جہد و کوشش سے اُسے یکجا کیا چھپوا دیا — تا رہے دنیا میں حضرت کا ہمیشہ یادگار

حرف ہر یک اسکا ہے دریائے وحدت پر سرور — گوہر یکتا ہوا ہے ہر یک نقطہ اسکا نور بار

ہے حلاوت بخش ہر یک مصرعہ دیوان عجیب — رمز واللہ اس میں ہے لطف محبت خوشگوار

شہسوار دشت یاہو ہوگا وہ طالب ضرور — گو نتیجہ تسلیم صاحب کا بنا جو کوئی غبار

قطعہ

خدا کے فضل سے اور شمس ولی اللہ کی کوشش سے — چھپا دیوان رمز حال و قال شیخ کامل کہہ

سن تاریخ اسکا طالب تسلیم کمتر ب — چھپا دیوان رمز وحدت تسلیم بیدل کہہ

۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ مشفقی مکرمی جناب محمد عبداللہ صاحب ٹیکمالی مرید صادق حضرت موصوف

حضرت تسلیم کا دیواں ہے یہ — رمز وحدت کا ہے جس میں برملا

کہدو تم الفاظ میں تاریخ یوں — تیرہ سو تینتیس میں دیواں چھپا

قطعہ تاریخ گفتہ مکرمی جناب غلام رسول صاحب جنیدی نائب جاگیردار بیر

ہوا فضل خالق سے مطبوع دیوان
جُنیدی کو ہاتف نے آواز دی

ہے ہر ایک مصرعہ عجب عرفانِ تسلیم
چھپا نیک ساعت میں دیوان تسلیم

۱۳۴۴ھ

قطعہ تاریخ گفتہ برادر عزیزم محمد ولی الرحمٰن صاحب نائب مددگار بندوبست

بہ فضل خداوندکون و مکاں
پئے سال یوں ہاتفِ غیب نے

ہوا طبع دیوان جو ہے دلپذیر
ندا دی۔ ہے دیوان عجب بےنظیر

۱۳۴۴ھ

قطعہ تاریخ گفتہ برخوردار سعادت اطوار سید خلیل احمد حسینی صاحب نائب مددگار بندوبست

فضل خالق سے چھپا دیوان عجیب
بس دل خوش سے کہا ہاتف نے یوں

بلبلانِ قدس کا گلشن ہے یہ
سن۔ دلِ تسلیم کا مخزن ہے یہ

۱۳۳۷ + ۶ = ۱۳۴۴ھ۔

قطعہ تاریخ گفتہ اخویم مکرم جناب صاحب علی صاحب شکیب صیغہ دار تحصیل

ہوا طبع دیوان تسلیم خوب
حقائق کا دریا ہے یک موج زن

تصوف کے ہیں جمع اس میں کلام
معارف کے موتی جڑے ہیں تمام

ہے ارشاد و تلقین کا بحر فیض
ہوا مصرعۂ سالِ فضلی شکیب

نہ کیوں مستفیض اس سے ہوں خاص و عام
کلاماتِ تسلیم عالی مقام

۱۳۲۴ف

قطعہ تاریخ منجانب خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری مرتب کتاب ہذا

طبع دیوان ہوا تسلیم کا اب
شاہ جیلانی شیخ اکبر
غور سے دیکھئے ہر ایک غزل
تشنگانِ مے وحدت کے لئے
فکرِ تاریخ ہے کیوں تمکو ولیؔ

سبکو معلوم ہے نام تسلیم
جنکو حاصل تھا مقام تسلیم
پُر تصوف ہے کلام تسلیم
مِل گیا جرعۂ جام تسلیم
کہدو۔ آثار کلامِ تسلیم

۱۳۳۳ھ

مادۂ تاریخ در نثر گفتہ مکرمی معظمی جناب مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب
سر رشتہ دار مال ضلع بیدر

دیوان تسلیم مزیّن بہ زیور طبع شد

۱۳۳۳ھ

تمت

بالخیر

صحت نامہ دیوان تسلیم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۵	درگاہ کے	درگاہ کہ	۴۰	۱۰	ہوس ہے	ہوس ہے کہ
۷	۱۶	او تا رہو	رو تا رہو	؍؍	۱۶	بہ دل	یہ دل
۱۲	۷	اجر	اخیر	۴۱	۲	احرام	اجرام
۱۴	۱۷	جس یہ	جب یہ	؍؍	۱۸	دُر	دَر
۱۵	۴	میں وہ	میں ہو	۴۳	۱۴	رہبر	راہبر
۱۶	۹	اپنا یہاں	اپنا میہمان	۴۴	۴	بدی سے	نہ بدی سے
۱۷	۱۴	بینا پنے کا	میں بنے کا	؍؍	۷	تو	لَو
۱۸	۱۱	سایۂ دیدار	سایۂ دیوار	۴۵	۱	دوا	سودا
۱۹	۷	لے واشہ	لے آوارہ	؍؍	۲	سرسک	سرشک
۳۳	۱۰	دل میرا	دل اپنا	؍؍	۲	بہول جاؤن	بہول جاؤ
۳۴	۱۱	یرہے	یہ ہے	۴۶	۱۴	پربانی کا	یہ پانی کا
۳۶	۵	گزرا دن	گزرا عزیز دن	؍؍	۱۶	لیکے	یے لیکے
؍؍	۱۵	خوش ہے	ہے خوش	۴۷	۱۶	خودسے	خودی سے
۳۷	۲	کہتے ہیں	کھلتے ہیں	۴۸	۳	مختار کا	مختار کار
؍؍	۱۷	نقش	نفس	؍؍	۸	باطل میں	باطل میں ہے
۳۹	۵	قصور	تصور	۴۹	۱۰	پسدی	پسندی
۴۰	۲	لے ہوا کی	مے ہوا کی	۵۶	۷	اے مسیحا	اے میرے مسیحا

۵۶	۱۸	مانا	پانا
۵۹	۱۰	کرتی	کرتی ہے
۶۱	۱۱	خنگ	چنگ
〃	۱۸	جب اٹھے	اٹھا ہی جب
۶۲	۲	مسافت	کسافت
〃	۷	جیسا	جیسا ہو
〃	۱۵	آتش کو	آتش کو تھا
〃	۱۷	وفاعل	وہ فاعل
۶۳	۱	آئے محبوس	آئے کہ بعض محبوس
۶۴	۲	چل	تو چل
۶۵	۴	ہر ایک	ہر یک
〃	۶	ہے بھی	ہے ہی
〃	۸	عارف باطن	عارف باطنِ باطن
〃	۱۵	اقاار	اقادر
〃	۲۰	سب کو	لب کو
۶۹	۱	دودن	تو دودن
〃	۲	سب	لب
〃	۳	جاناں سے	جایاں سے
۷۰	۲	اپنے	جب اپنے
〃	۳	جنت میں	جنت میں بھی
〃	۸	تجکو	جو تجکو

۷۱	۱۱	نظر میں	نظر میں کی
〃	۱۶	ابر	اے ابر
۷۲	۱۲	ظاہر	طائر
۷۴	۵	بستر	بشر
۷۵	۳	فوی	قوی
۷۹	۷	عشق ہن	عشق ہیں ہے
۸۰	۱۴	الہی	الہی میں
۸۱	۱۶	ہر ایک سے	ہر ایک شئے
۸۳	۲	بے یار	بے یاد
۸۵	۱۳	ہوں	ہوں میں
۹۵	۱۲	باکاران	بازانِ
۹۹	۸	عور	ہور
۱۱۸	۶	یاجو	یا وجو
۱۲۳	۱۰	میں داغ	ہیں داغ
۱۲۸	۵	اہل سنت	اہل نسبت
〃	۹	شیدہ	شیوہ
۱۳۹	۱۲	دیکھتا	دکھتا

تمت